شرح

کشف الشبہات

www.KitaboSunnat.com

تالیف: محمد بن سلیمان التمیمی رحمہ اللہ

شرح: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

ترجمہ: ابوبکر ظفر

MAKTABA AL-FURQAN

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست

❀ مقدمہ -- 9

❀ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا بڑا مقصد -------------------------------------- 10

❀ علم اور اس کے درجات -- 12

❀ توحید ربوبیت اور مشرکین کا عقیدہ ---------------------------------- 15

❀ نمبر ۱:......توحید ربوبیت -- 17

❀ دلائل: -- 17

❀ نمبر ۲:......توحید الوہیت -- 17

❀ نمبر ۳:......اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں اس کو اکیلا سمجھنا ------------------ 17

❀ تمام انبیاء کا دین کیا تھا؟ -- 18

❀ نوح علیہ السلام کے آنے کا مقصد -- 20

❀ قوم نوح کے نیک لوگ -- 22

❀ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں -------------------------------- 23

❀ نیک لوگوں کی عبادت کس نے ختم کی -------------------------------- 24

❀ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد -- 24

❀ وسیلہ کی حیثیت -- 25

❀ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دین ابراہیمی -- 26

❀ ابراہیمی دین -- 27

❀ مشرکین مکہ توحید ربوبیت کے قائل تھے -------------------------------- 27

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

❀ غیر اللہ سے مانگنا ---------- 30

❀ مشکل وقت میں پکارنا ---------- 31

❀ توحید الوہیت کے لیے جنگ ---------- 32

❀ دعا کی اقسام ---------- 33

❀ ذبح کرنا بھی عبادت ہے ---------- 34

❀ نذر و نیاز عبادت ہے ---------- 36

❀ مدد مانگنا عبادت ہے ---------- 36

❀ خلاصہ بحث ---------- 38

❀ کلمہ توحید کا مفہوم ---------- 38

❀ دنیاوی معبودوں کی حقیقت ---------- 41

❀ توحید کے فوائد ---------- 43

۱۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر خوشی: ---------- 43

۲۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر: ---------- 43

❀ دین سے مراد عبادت ہے ---------- 44

❀ لاعلمی عذر نہیں ---------- 45

❀ کفر تک لے جانے والی لاعلمی ---------- 49

❀ آیات قرآنی ---------- 50

❀ احادیث نبوی ---------- 51

❀ اہل علم کے اقوال ---------- 52

❀ دین اسلام جاننا ضروری ہے ---------- 65

❀ شبہات اور ان کے جواب ---------- 75

❀ مشرکین کے شبہات اور ان کے جواب ---------- 77

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

❀ توحید الوہیت کسے کہتے ہیں! -- 83
❀ انبیاء واولیاء کی عبادت -- 87
❀ غیر اللہ سے استغاثہ کفر ہے -- 90
❀ غیر اللہ سے استغاثہ کفر ہے -- 91
❀ پکارنا بھی عبادت -- 95
❀ قربانی بھی عبادت ہے -- 95
❀ شفاعت برحق ہے -- 99
❀ شفاعت کا اختیار -- 101
❀ فرشتوں اور نیک لوگوں کی سفارش -- 102
❀ صالحین سے پناہ حاصل کرنا شرک ہے -- 103
❀ صالحین کی پناہ لینا -- 104
❀ شرک کیا ہے؟ -- 107
❀ ربوبیت کا اقرار اور الوہیت کا انکار -- 112
❀ کفر کسے کہتے ہیں -- 117
❀ دوسرا جواب -- 121
❀ تیسرا جواب -- 122
❀ شریعت کی مخالفت کا نتیجہ -- 123
❀ چوتھا جواب -- 124
❀ پانچواں جواب -- 124
❀ چھٹا جواب -- 127
❀ ساتواں جواب -- 127
❀ فہم دین ضروری ہے -- 131

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

❀ خبر کی تحقیق ضروری ہے ---------- 139

❀ استغاثہ کا مفہوم ---------- 141

❀ کیا غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک نہیں؟ ---------- 143

❀ جبریل علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال ---------- 147

❀ توحید کی عملی تطبیق ---------- 148

❀ جاہ ومنصب کی رکاوٹ ---------- 150

❀ لوگوں کی عام غلطی ---------- 151

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

توحید ہی دین اسلام کی وہ بنیاد ہے جس پر دوسرے ارکان اسلام کا دارو مدار ہے۔ اگر کسی کا عقیدہ توحید ٹھیک اور خالص نہیں تو مشرکانہ رسوم ہی اس کا دین بن جاتے ہیں۔

بلاشبہ اس بات کی بہت ضرورت ہے کو توحید کے موضوع پر کثیر تصانیف و تراجم کیے جائیں تا کہ اس خلا کو پر کیا جائے اور مسلم و غیر مسلم عوام میں یکساں پھیلے ہوئے غلط اور گمراہ کن عقائد کی تصحیح کی جائے۔ صحیح عقیدہ کو اختیار کرنے میں ہی ہر قسم کی کامیابی مضمر ہے۔ صحیح عقیدہ توحید ہی دراصل زندگی کے تمام مراحل میں کامرانی کی کلید ہے۔ ضلالت و گمراہی کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں ڈوبتی اور بھٹکتی انسانیت کے لیے یہ روشن شاہراہ ہے۔ شرک، کفر، نفاق اور انواع واقسام کی بدعات وخرافات کے طوفانی تھپیڑوں سے بچنے کے لیے سفینہ نجات ہے۔

دورِ حاضر میں دنیا کی ترقی اور اس میں عیش و آرام کے لیے جدید تر سہولیات کا حصول مقصود حیات بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی ہر آن ترقی کی منازل طے کر رہی ہیں۔ اس سائنسی اور مادی دوڑ میں انسان جتنا آگے بڑھتا جا رہا ہے اتنا ہی خالق کائنات کی معرفت اور اس کی اطاعت سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ صحیح ایمان اور خشیت الٰہی کی جگہ بدعقیدگی اور مادہ پرستی کا دور دورہ ہے، جس کے نتیجے میں خوف و ہراس، ظلم و استبداد، قتل و غارت گری، چوری ڈکیتی، زنا کاری و بے حیائی، بدامنی و بے ایمانی، فسق و فجور، کفر وشرک، بدعات وخرافات اور منافقت وشیطنت کے مناظر ہر سو دکھائی دیتے ہیں۔

تمام جدید ترقیات کے باوجود انسانی زندگی سے سکون و اطمینان اور امن وسلامتی مفقود ہوتی جا رہی ہے۔ مزید یہ کہ امن و اطمینان کو کفر وشرک کی بنیادوں پر تعمیر کردہ مادہ پرستانہ اصول وضوابط میں تلاش کیا جا رہا ہے جو قیامت تک بھی اس طریقہ کار سے حاصل نہیں ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امن و اطمینان کا تعلق صحیح عقیدہ اور ایمان کامل سے جوڑ رکھا ہے۔ کوئی بھی قوم اپنے نصب العین کو چھوڑ کر ترقی نہیں کر سکتی۔

امت مسلمہ کا نصب العین عقیدہ توحید ہے۔سعودی عرب اسی عقیدہ کی وجہ سے ترقی کر رہا ہے۔ پاکستان جن مشکلات میں اس وقت گھرا ہوا ہے اس کا باعث عقیدہ توحید میں خامی ہی ہے۔ علماء اور سیاستدانوں کے لیے یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں۔لیکن سارا مسئلہ یہی ہے۔جس دن پاکستان نے اس پر توجہ دی اسی دن دہشت گردی سے لے کر تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ باقی قوموں نے تو ترقی بغیر عقیدہ کے کر لی ہے۔اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ عقیدہ کو اہمیت دیں ورنہ ان کو ذلت اور رب کی پکڑ سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ کیونکہ مسلمان ہی کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے باقی تو نہیں کہتے اسی لیے ان کو مشکلات درپیش نہیں۔مسئلہ تو ہمارا ہے ہم اقرار بھی کرتے ہیں اور انکار بھی کرتے ہیں۔ پاکستان میں جتنی شرک کو اہمیت حاصل ہے اتنی توحید کو نہیں۔ الا ما شاء اللہ ۔

میں علمائے کرام کا بے حد مشکور ہوں جن کے مشوروں کے بغیر آگے بڑھنا مشکل ہی نہیں بے حد محال تھا۔لیکن علمائے کرام نے ادارہ کی ترقی میں کردار ادا کرتے ہوئے ہمارا ساتھ دیا اور دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں ان تمام بھائیوں کا بھی حد مشکور ہوں جنہوں نے کتاب کو شائع کرنے میں ہمارے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کیا۔ میں اپنے رفیق عبدالرؤف بھائی کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اپنی انتھک محنت سے ادارہ کو اس قابل بنا دیا کہ مکتبہ الفرقان کی کتب بہت زیادہ پڑھی جانے لگیں۔

جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا وَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ ۔

ابو ساریہ عبدالجلیل

جدہ، سعودی عرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی کتاب کشف الشبہات کی یہ مختصر شرح ہے۔اس کتاب میں فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے مشرکین کے اہم اہم شبہات پیش کر کے بڑے عمدہ انداز میں دلائل سے مزین جواب دیے ہیں۔

ہم نے اس کی شرح کے دوران نہایت آسان فہم اور سادہ اسلوب اختیار کیا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عمل کا ثواب ان تک پہنچائے اور اپنی مخلوق میں تمام لوگوں کو اس سے بہرہ مند فرمائے۔آمین یارب العالمین

محمد بن صالح العثیمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا بڑا مقصد

اعلم (رحمك اللّٰه) أن التوحيد هو: افراداللّٰه (سبحانه) بالعبادة۔
وهو الدين الرسل الذى ارسلهم اللّٰه به الىٰ عباده۔ فأولهم نوح علیہ السلام۔
أرسله اللّٰه الىٰ قومه لما غلوا فى الصالحين: ((ودًّا وسواعًا ويغوث ويعوق ونسراً))، وآخر الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم، وهو كسر صور هؤلاء الصالحين۔
أرسله اللّٰه الىٰ أناس يتعبدون ويحجون ويتصدقون ويذكرون اللّٰه كثيرًا، ولكنهم يجعلون بعض المخلوقات وسائط بينهم وبين اللّٰه، يقولون: نريد منهم التقرب الىٰ اللّٰه، ونريد شفاعتهم عنده؛ مثل الملائكة، وعيسىٰ، ومريم، وأناس غيرهم من الصالحين۔
فبعث اللّٰه محمداً صلی اللہ علیہ وسلم يجدد لهم دين أبيهم ابراهيم علیہ السلام، ويخبرهم: أن هذا التقرب والاعتقاد محض حق اللّٰه تعالىٰ، لا يصلح منه شيء لغير اللّٰه، لا لملك مقرب، ولا لنبي مرسل، فضلاً عن غيرهما۔

ایک اللہ کی عبادت کرنے اور اس عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنے کا نام توحید ہے۔ یہی تمام انبیاء کا دین رہا ہے، جس کی تعلیم دے کر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو اپنے بندوں کے پاس بھیجا۔

سب سے پہلے رسول نوح علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا جنہوں نے وَدّ، سُوَاع، یَغُوْث، یَعُوْق اور نَسْر جیسے صالحین کے بارے میں غلو کرنا شروع کیا تھا۔ سب سے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ ہی نے مذکورہ بزرگوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجسموں کا خاتمہ فرمایا۔ آپ جس قوم کی طرف بھیجے گئے وہ اللہ کی عبادت کرتے، حج (وعمرہ) کرتے، صدقہ وخیرات کرتے اور اس کا ذکر بھی کیا کرتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بعض مخلوق مثلاً ملائکہ، عیسیٰ علیہ السلام، مریم یا دوسرے نیک لوگوں کو واسطہ بناتے تھے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ ہم ان کے ذریعے سے اللہ کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے ہاں ان کی شفاعت کے امیدوار ہیں۔

ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، تاکہ آپ اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے دین کی تجدید فرمائیں اور لوگوں پر یہ واضح کر دیں کہ یہ تقرب اور ہر قسم کا توکل اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ کسی اور کا تو ذکر ہی کیا کسی مقرب فرشتے یا رسول کے بارے میں بھی یہ عقیدہ نہیں رکھا جا سکتا کہ ان کے ذریعے تقرب حاصل کیا جائے۔

شرح

فاضل مؤلف نے اپنی کتاب کی ابتداء بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی ابتداء اسی آیت کریمہ سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اپنے خطوط اور دیگر تحریروں میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے ہی ابتداء کیا کرتے تھے۔ [1]

لفظ اللہ، اللہ تعالیٰ کا نام ہے اسی نام کی بنیاد پر باقی تمام نام پکارے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِo اَللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ﴾ (ابراهيم: ۱،۲)

”یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے تمہاری طرف تاکہ تم لوگوں کو اندھیروں

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب نمبر ٦ حدیث نمبر ٧ ۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر، باب کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی حرقل یدعوه الی الاسلام حدیث نمبر ۱۷۷۳ ۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سے نکال کر روشنی کی طرف لے آؤ ان لوگوں کے رب کے حکم سے، غالب و تعریف کیے ہوئے (اللہ تعالیٰ) کے راستے پر۔ اللہ وہ ہے کہ اس کے لیے زمینوں اور آسمانوں کی بادشاہت ہے۔''

لفظ اللہ، اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں بلکہ یہ خود نام ہے۔ اسی لیے بعض علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بہترین تعارف لفظ اللہ سے ہوتا ہے، کیونکہ یہ لفظ اللہ کے سوا کسی دوسرے پر نہیں بولا جاسکتا۔

الرحمن کا معنیٰ ہے: بہت وسیع تر رحمتوں کا مالک۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اسی لیے کسی دوسرے کو اس نام کے ساتھ نہیں پکارا جاسکتا۔

الرحیم اللہ تعالیٰ اور اس کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی بولا جاسکتا ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: رحمتوں والا۔

الرحمن کا معنیٰ ہوگا: اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے اور رحیم کا معنیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت دوسروں کو پہنچتی ہے۔

جب یہ دونوں الفاظ ایک جگہ ذکر ہوں تو الرحیم سے مراد یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اپنے بندوں میں سے جسے چاہے پہنچاتا ہے۔ اسی مفہوم میں قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ ہے:

﴿يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَاءُ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ﴾ (العنکبوت: ۲۱)

''اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس پر رحم کرتا ہے، اسی کی طرف تم سب لوگ پلٹ کر جاؤ گے۔''

رحمن سے یہاں مراد وسیع رحمت ہوگی۔

علم اور اس کے درجات

علم کی تعریف: کسی چیز کے بارے میں معلومات حاصل کرنا جو صحیح اور پختہ ہوں۔ معلومات کی چھ اقسام ہیں:

نمبر ۱:......علم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۲:......واضح جہالت، یعنی کسی بھی چیز سے مکمل لاعلمی۔

نمبر ۳: ......جہلِ مرکب، یعنی کسی چیز کے بارے میں ایسی معلومات جو اس کی حقیقت سے مختلف ہوں۔ اسے جہلِ مرکب اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دو طرح کی جہالتیں ہوتی ہیں: پہلی جہالت یہ کہ انسان حقیقت میں لاعلم ہوتا ہے اور دوسری جہالت یہ کہ اس لاعلمی کے باوجود وہ سمجھتا ہے کہ میں بہت بڑا واقف کار، عالم اور سمجھدار ہوں۔

نمبر٤: ......وہم، یعنی احتمال کے ساتھ کسی چیز کا علم ہونا۔ حقیقت سے مختلف بات کو اپنے ذہن میں غالب رکھنا۔

نمبر٥:......شک، یعنی دونوں طرح کی باتیں انسان کے ذہن میں یکساں موجود ہوں۔

نمبر٦: ......گمان۔ کسی بھی چیز کی ایسی معلومات کہ اس سے مخالف کا احتمال بھی ہو لیکن وہ ذہن پر غالب نہ ہو۔

علم کی دو اقسام ہیں:

۱۔ضروری ۲۔نظری

ضروری علم اس کو کہتے ہیں جو انسان کو خود بخود معلوم ہو۔ اس میں اسے کوشش اور دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے ہر انسان کو علم ہے کہ آگ گرم ہے اور جلا دیتی ہے، اس کے لیے اسے کسی قسم کی دلیل کی ضرورت نہیں۔

نظری علم اسے کہتے ہیں کہ انسان کسی چیز کو دیکھ کر نیز کسی دلیل کی بنیاد پر علم حاصل کرے۔ جیسے اس بات کا علم حاصل کرنا کہ وضو کرتے وقت نیت کرنا واجب ہے۔ چنانچہ اگر اس کا علم حاصل نہیں کرے گا تو یقیناً اس کے وضو میں نیت شامل نہ ہوگی اور اس کا وضو نامکمل رہے گا۔

اس کے بعد فاضل مؤلف نے اس کتاب کو پڑھنے والے کے لیے دعا فرمائی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گزشتہ زندگی کے تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے اور باقی زندگی میں گناہوں سے تمہیں محفوظ رکھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رحمت کا بنیادی معنیٰ یہ ہے کہ انسان کو اچھے کاموں کی توفیق میسر ہو اور بقیہ زندگی میں انسان گناہوں سے محفوظ رہے۔ اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مؤلف اپنی اس کتاب کو پڑھنے والے اور اس تحریر کو سننے والے پر کس قدر شفقت اور مہربانی فرماتے ہیں۔

توحید کا حقیقی معنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

توحید کا لغوی معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو تنہا و یکتا کرنا۔اس کام کے لیے ضروری ہے کہ ایک بات کی نفی کی جائے اور دوسری کو ثابت اور موجود تسلیم کیا جائے۔یعنی جس چیز کو آپ تنہا و یکتا قرار دیتے ہیں اس کے سوا ہر چیز کی نفی کر دی جائے اور صرف اس اکیلے کو تسلیم کیا جائے۔

اس کی مثال کلمہ طیبہ میں موجود ہے کہ لا الٰہ کوئی معبود نہیں الا اللّٰہ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ یہاں بھی انسان ہر چیز کی نفی کرتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کو معبود تسلیم کرتا ہے۔اس طرح انسان صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کا اقرار کرتا ہے۔

اصطلاحی معنوں کی وضاحت کرتے ہوئے فاضل مؤلف کہتے ہیں: توحید کہتے ہی اس کو ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔یعنی انسان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔ بلکہ محبت، عظمت، خوف اور شوق کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ یہی وہ توحید ہے جس کو بیان کرنے کے لیے رسولوں کو اس دنیا میں بھیجا گیا۔ یہی وہ مقصد تھا جس کے لیے انبیاء نے اپنی دعوت پیش کی اور اسی وجہ سے انبیا و رسل اور ان کی قوموں کے درمیان مخالفت اور جھگڑا شروع ہوا۔

اس سے بھی واضح تعریف یہ ہو سکتی ہے: اللہ تعالیٰ کو ان تمام امور میں اکیلا سمجھا جائے جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔اس طرح توحید کی تین اقسام ہوں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والا فهؤلاء المشركون يشهدون: أن اللّٰه هو الخالق الرزاق وحده لا شريك له، وأنه لا يرزق الا هو ، ولا يحيى ولا يميت الا هو، ولا يدبر الأمر الا هو ، وأن جميع السماوات ومن فيهن، والأرضين السبع ومن فيهن، كلهم عبيده وتحت تصرفه وقهره۔

فاذا أردت الدليل علیٰ أن هؤلاء المشركين الذين قاتلهم رسول اللّٰه ﷺ يشهدون بهذا، فاقرأ قوله تعالى: ﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ [يونس: ٣١]

﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ٥ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ٥ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ٥ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ﴾ [المؤمنون:٨٤-٨٩]، وغير ذلك من الآيات۔

فاذا تحققت أنهم مقرون بهذا، لم يدخلهم فى التوحيد الذى دعاهم اليه رسول اللّٰه ، وعرفت ان التوحيد الذى جحدوه هو توحيد العبادة الذى يسميه المشركين فى زماننا: ((الاعتقاد)) كما كانوا يدعون اللّٰه سبحانه ليلًا ونهارًا .

توحید ربوبیت اور مشرکین کا عقیدہ

مشرکین مکہ اس بات کا اقرار کرتے اور گواہی دیتے تھے کہ اللہ ہی خالق و رازق ہے۔ صرف وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ وہی اکیلا کائنات کا مالک و متصرف ہے۔ آسمان و زمین اوران میں بسنے والے سب اس کے غلام اور ماتحت ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میں فرماتا ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ج فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ (یونس: ۳۱)

''پوچھو تو سہی، تم کو آسمان اور زمین سے روزی کون دیتا ہے؟ کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ مُردہ سے زندہ اور زندہ سے مُردہ کون نکالتا ہے؟ تمام کاموں کو کون چلاتا ہے؟ تو اس کے جواب میں یہ (مشرک) ضرور کہیں گے: اللہ! پھر تم پوچھو کہ پھر (شرک سے) کیوں نہیں بچتے ہو؟''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ o قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ o سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ o قُلْ مَنْ م بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ o﴾

(المؤمنون: ۸۴۔۸۹)

''ان سے پوچھو زمین اور جو کچھ اس میں ہے، کس کا ہے؟ اگر تم جانتے ہو۔ وہ فوراً کہیں گے کہ اللہ کا ہے۔ کہو پھر تم نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے؟ ان سے پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور بڑے تخت (عرش عظیم) کا مالک کون ہے؟ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ۔ کہو پھر تم اس سے کیوں نہیں ڈرتے۔ ان سے پوچھو اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں، کہو پھر تم کدھر سے جادو کر دیئے جاتے ہو۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مشرکین ان تمام چیزوں کا اقرار کرتے تھے اور دن رات اللہ تعالیٰ کو پکارتے بھی تھے لیکن اس کے باوجود وہ اس دائرہ توحید میں داخل نہ ہو سکے جس کی رسول اللہ ﷺ انہیں دعوت دیتے تھے یعنی عبادت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنانا۔

شرح

نمبر ۱:......توحید ربوبیت

اللہ تعالیٰ پیدا کرنے، بادشاہت کرنے اور معاملات چلانے کے اعتبار سے اکیلا ہے۔

دلائل:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔'' (الزمر : ٦٢)

دوسری جگہ فرمایا: ''کوئی اللہ کے سوا پیدا کرنے والا ہے جو تمہیں آسمانوں اور زمینوں میں رزق دیتا ہے؟ کوئی الٰہ یا معبود نہیں سوائے اس کے۔'' (فاطر : ٣)

پھر فرمایا: ''بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔'' (الملك : ١)

نیز فرمایا: ''خبردار وہی اس مخلوق کا مالک ہے اور تمام معاملات کا مالک ہے۔ بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جو جہانوں کا رب ہے۔'' (اعراف : ٥٤)

نمبر۲:......توحید الوہیت

انسان اللہ تعالیٰ کو عبادت میں اکیلا سمجھے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو عبادت میں شریک نہ کرے۔ نیز کسی دوسرے کا قرب حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے انسان کوشش کرتا ہے۔

نمبر۳:......اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں اس کو اکیلا سمجھنا

اللہ تعالیٰ کے نام اور وہ صفات جو قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں منقول ہیں ان ناموں اور صفات کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نیز اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کو اپنی طرف منسوب کیا ہے ان کو تسلیم کیا جائے اور جن صفات کا اللہ تعالیٰ نے انکار کیا ہے ان کا انکار کیا جائے اس دوران کسی قسم کی تحریف، تعطیل (یعنی کسی خاص نام یا صفت کا انکار کرنا)، کیفیت اور مثال بیان نہ کی جائے۔

تمام انبیاء کا دین کیا تھا؟

اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء اور رسول بھیجے ان سب کا پیغام یہی تھا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لگایا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہم نے ہر امت کی طرف ایک رسول بھیجا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔“ (نمل: ۳۶)

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (انبیاء: ۲۵)

”آپ سے پہلے ہم نے جس رسول کو بھیجا اس کے ہاں ہم نے یہ پیغام بھیجا کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے میرے۔ لہٰذا تم سارے میری ہی عبادت کرو۔“

توحید کی دوسری قسم کی حقیقت مشرکین مکہ سمجھ نہ سکے اور گمراہ ہوکر نبی ﷺ سے جھگڑا شروع کر دیا، اس جھگڑے میں انہوں نے مسلمانوں کے خون حلال کر لیے۔ ان کا مال، ان کی جان، ان کے گھر بار اور ان کی خواتین اور بچے ہر چیز میں دست اندازی کرنے لگے۔ جس شخص میں توحید کی یہ صفت موجود نہ ہو وہ مشرک اور کافر ہے۔ اگرچہ توحید ربوبیت اور اسماء وصفات کا اقرار کرتا ہو پھر بھی اس پر مشرک اور کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا نظریہ تمام رسولوں کا تھا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے مبعوث کیا۔ اسی سلسلے میں فاضل مؤلف ذکر کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بھیجا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖۤ اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۝ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ﴾ (هود: ٢٦،٢٥)

”ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور انہوں نے کہا کہ میں تم کو ڈرانے کے لیے آیا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ﴾ (هود: ٥٠)

”قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا اور انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔“

پھر ایک جگہ فرمایا:

﴿وَ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ﴾ (هود: ٦١)

”ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا، انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تمہارا اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔“

پھر ایک جگہ فرمایا:

﴿وَ اِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاهُمۡ شُعَیۡبًا قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ﴾ (هود: ٨٤)

”قومِ مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔“

سب سے پہلے نبی نوح علیہ السلام تھے۔ یہ بات درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ اسی سے پتا چلتا ہے کہ مؤرخین سے یہ غلطی ہوئی کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ كَمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى نُوۡحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ﴾

(النساء: ۱۶۳)

''ہم نے تمہاری طرف بھی اسی طرح وحی کی ہے جس طرح نوح علیہ السلام پر وحی کی تھی اور ان کے بعد باقی انبیاء کی طرف بھی وحی کی۔''

اسی طرح حدیث میں منقول قیامت کے روز سفارش والا واقعہ بھی ہے:

''لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف زمین پر بھیجا تھا۔'' [1]

علماء اس بات پر متفق ہیں کہ نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی رسول نہیں گزرا جن کو کتاب دی گئی ہو۔ کتاب وسنت کی روشنی میں نوح علیہ السلام ہی سب سے پہلے رسول ہیں۔ نوح علیہ السلام ان پانچ رسولوں میں سے ایک ہیں جنہیں اولوالعزم کہا جاتا ہے۔ (۱) محمد ﷺ (۲) موسیٰ (۳) ابراہیم (۴) نوح اور (۵) عیسیٰ علیہم السلام

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں دو مقام پر اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔ سورہ احزاب آیت نمبر ۷۔ سورہ الشعراء آیت نمبر ۱۳۔

نوح علیہ السلام کے آنے کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف اس وقت بھیجا جب وہ لوگ اپنے عقائد میں سرکشی کرنے لگے۔ جب اس قوم نے اپنے نیک لوگوں کے متعلق یہ عقیدہ بنا لیا کہ یہ بھی عبادت کے حق دار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ان کے ذریعے کی جانی چاہیے۔

فاضل مؤلف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کتاب التوحید'' میں اس مسئلے کو خوب اچھی طرح واضح کیا ہے۔ وہاں ایک عنوان ان الفاظ میں قائم کیا ہے کہ انسانیت کے کفر کا سبب اور

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب قوله تعالیٰ وعلم آدم الاسماء کلها حدیث: ٤٤٧٦۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان باب ادنی اهل الجنة منزلة فیها: ١٩٣.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دین الٰہی کے چھوڑنے کی وجہ درحقیقت نیک لوگوں کے متعلق غلط عقائد ہیں۔

غلو کا معنٰی یہ ہے کہ انسان عبادات، معاملات اور کسی کی صفات بیان کرنے میں اس کی حدود سے تجاوز کر جائے۔ حد سے بڑھنا چار طرح ہوتا ہے:

۱۔ انسان اپنے عقیدے میں حد سے تجاوز کرتا ہے، جس طرح متکلمین اللہ تعالیٰ کی صفات میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ نیتجتاً یہ لوگ یا تو اللہ تعالیٰ کی مثالیں بیان کرنے لگتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا انکار کر دیتے۔

حالانکہ اہل سنت والجماعت مسلمانوں کا مذہب درمیانی درجہ میں شمار ہوتا ہے، یعنی جو صفات اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے بیان کی ہیں ان کو تسلیم کیا جائے۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا چند صفات کو چھوڑنا، ان کی کیفیت بیان کرنا اور ان کی کسی طرح بھی مثالیں بیان کرنا، ان سب کاموں سے اہل سنت والجماعت اجتناب کرتے ہیں۔

۲۔ عبادات میں حد سے تجاوز کرنا۔ جس طرح خارجی لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔ معتزلہ کا تجاوز یہ تھا کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب دونوں مرتبوں یعنی اسلام اور کفر کے درمیان پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس قدر سخت اور متعصبانہ آراء کے بالمقابل مرجیہ نے اس قدر کمزور موٴقف اختیار کیا کہ ایمان کی موجودگی میں کسی بھی قسم کا گناہ نقصان نہیں دیتا۔

ان ہر دو طرح کی آراء کے درمیان اہل سنت والجماعت کا موٴقف ہے کہ گناہ کرنے سے انسان کا ایمان گناہ کی مقدار کے مطابق کمزور ہوتا ہے۔

۳۔ معاملات میں حد سے تجاوز ہے۔ ہر چیز کی حرمت کے متعلق سختی کرنا پھر اس کے بالمقابل یہ رائے قائم ہوگئی کہ جو چیز بھی محنت اور مال خرچ کر کے حاصل کی جائے وہ حلال ہے حتی کہ سود وغیرہ میں بھی اگر محنت شامل ہو تو یہ بھی حلال ہو جائے گا۔

ان دونوں طرح کی آراء میں درمیانی موٴقف یہ ہے کہ جو معاملات انصاف پر مبنی ہوں گے وہ حلال ہوں گے اور انصاف وہی ہے جو قرآن وسنت کی روشنی میں درست ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۔ بزرگوں کے طریقوں میں تجاوز کرنا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ پرانے رسوم ورواج پر سختی سے کاربند رہے اوراس سے بہتر بات کا علم ہونے پر بھی اپنی عادات کی اصلاح نہ کرنا ۔اگر پرانی عادات درست ہوں تو انسان ان اچھی عادات کو برقرار رکھ سکتا ہے جو انسان کے لیے عقیدے اور عمل کے لحاظ سے بھی مفید ہوں گی۔

قوم نوح کے نیک لوگ

نیک اس شخص کو کہتے ہیں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کا اہتمام کرے۔ ود ،سواع، یغوث ، یعوق اورنسر۔ یہ پانچ افرادقوم نوح کے نیک لوگ تھے۔

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں نام قوم نوح کے نیک لوگوں کے ہیں، جب یہ لوگ فوت ہوگئے تو شیطان نے لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ تم ان کی قبروں پر جایا کرواوران کی تصویریں اپنی مجلسوں میں رکھ لواوران کے نام ہمیشہ یاد رکھو۔لہٰذا اس قوم نے یہ کام کیے،لیکن وہ ان نیک لوگوں کی عبادت نہ کرتے تھے۔البتہ یہ نسل جب فوت ہوگئی تو اس کام کی حقیقی وجہ، نیک لوگوں کا مرتبہ اوران کی بتائی ہوئی اچھی باتیں جب لوگ بھول گئے تو آئندہ زمانے میں لوگوں نے ان کی عبادت شروع کر دی۔ [1]

اس تفسیر میں ایک اشکال ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ فرماتے ہیں کہ یہ قوم نوح کے نیک لوگوں کے نام ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ نوح علیہ السلام سے پہلے گزرے ہیں،اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

﴿اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًاۚ۝ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًاۚ۝ وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا وَّ لَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًاۚ۝﴾ (نوح: ٢٣)

"اس قوم نے میری نافرمانی کی ہے اور یہ ان کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے مال و اولاد میں صرف نقصان کا اضافہ کریں۔ انہوں نے بہت بڑی تدبیر کی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب ودًّ ولا سواعاولا یغوث و یعوق حدیث نمبر ٤٩٢٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔''

اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ قوم نوح ان نیک لوگوں کی عبادت کرتے تھے اور نوح علیہ السلام ان لوگوں کو ان کی عبادت سے روکتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں اس آیت کریمہ کا مفہوم تو موجود ہے لیکن بظاہر یہ نیک لوگ نوح علیہ السلام سے پہلے گزر چکے تھے۔ واللہ اعلم

خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب: ٤٠)

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں کسی مرد کے والد نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔''

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں دنیا میں تشریف لائیں گے اور وہ رسول ہیں۔

جواب: ...... یہ بات درست ہے لیکن وہ رسول ہونے کی حیثیت سے نہیں آئیں گے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نافذ کریں گے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کے لیے یہ واجب ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، ان کی تابعداری کریں اور ان کی مدد کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ (آل عمران: ٨١)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں گا تو تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس موجود پیغام کی تصدیق کرے تو کیا تم اس پر ایمان لاؤ گے اور تم اس کی مدد کرو گے..........تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔''

وہ رسول جو پہلے انبیاء کے تمام پیغامات کی تصدیق کریں گے وہ محمد ﷺ ہیں۔ اس بات کی وضاحت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے بھی کی ہے۔ [1]

نیک لوگوں کی عبادت کس نے ختم کی

نبی ﷺ نے بیت اللہ شریف کے ستونوں سے ان نیک لوگوں کی تصویریں مٹا دیں جن کی عبادت کی جاتی تھی۔ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کعبہ شریف میں داخل ہوئے اس وقت اس کے آس پاس تین سو ساٹھ بت موجود تھے، آپ اپنی چھڑی کے ساتھ ان کو گراتے جا رہے تھے اور یہ آیتِ کریمہ تلاوت کر رہے تھے۔

﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (الاسراء : ٨١)

''حق آ گیا اور باطل چلا گیا، باطل نے آخرکار چلے ہی جانا ہے۔''

محمد ﷺ کی بعثت کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو ان کی قوم کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، لیکن باطل اور کسی دوسرے کی عبادت نہیں جس کی کوئی دلیل آسمان سے نازل نہیں ہوئی۔ اسی طرح یہ لوگ صدقہ بھی کرتے ہیں اور اچھے اچھے کام بھی سرانجام دیتے ہیں لیکن یہ ساری باتیں ان کے کفر کی وجہ سے کوئی فائدہ نہیں دیتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ انسان مسلمان ہو۔ جب تک کوئی مسلمان نہیں ہوتا اس کی عبادت، صدقہ وخیرات اور دوسرے نیکی کے کام اسے کوئی فائدہ نہیں دیں گے یہ سب کچھ بیکار رہے گا۔

---

[1] تفسیر الطبری جلد٥ ص: ٥٤٣، تفسیر ابن کثیر جلد ١ ص: ٣٧٨.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وسیلہ کی حیثیت

مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے مختلف وسیلے اختیار کیا کرتے اور کہتے: ہم ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کو سفارشی سمجھتے ہیں۔ فرشتے، عیسیٰ علیہ السلام، مریم علیہا السلام اور ان کے علاوہ نیک لوگ ہماری سفارش کریں گے یعنی وہ ان بتوں کی اس لیے عبادت کرتے ہیں کہ یہ بت ان عبادت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں قابل غور بات یہ ہے کہ وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ عبادت کے لائق نہیں، بلکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کم تر ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے بلند تر ہے، یہ بذات خود کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں؛ البتہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہوں گے۔ درحقیقت یہ سفارش ان کے کسی کام نہ آئے گی اور ان لوگوں کو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ﴾ (المدثر: ٤٨)

"قیامت کے دن کسی سفارش کرنے والے کی سفارش ان کو فائدہ نہ دے گی۔"

کیوں کہ اللہ تعالیٰ مشرکین کے شرک سے ناراض ہے، اس صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی سفارش کی اجازت مرحمت فرمائے۔ سفارش کی اجازت صرف اس کے لیے ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا جبکہ کافروں سے اور جو اللہ تعالیٰ کی زمین پر فساد پھیلاتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (یونس: ١٨)

"مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان دے سکتے ہیں اور نہ فائدہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ ہماری سفارش کریں گے۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں سے عبادت کی صورت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں تعلق قائم کرتے تھے، لیکن یہ تعلق ان کے کسی کام کا نہیں بلکہ اس عمل سے یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے مزید دور ہو جائیں گے کجا یہ کہ مشرکین ان معبودوں کی وساطت سے کوئی سفارش حاصل کر سکیں یا کسی سفارش کی امید رکھیں، کیونکہ یہ لوگ تو بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ یہی ان کی بے وقوفی و نادانی کی دلیل ہے کہ ایک آدمی کسی عمل سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اس کے نتیجے میں وہ اللہ تعالیٰ سے مزید دور ہو جائے۔

محمد ﷺ اور دین ابراہیمی

فاضل مؤلف فرماتے ہیں کہ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرتے اور یہ سمجھتے کہ ہم ان کی وساطت سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں، یہی ان کا کفر تھا۔ انہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بنایا۔ اور ان کی زبان سے خالص توحید پیش کروائی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور شرک سے ڈرایا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَـنَّةَ وَمَاۡوٰٮهُ النَّارُ‌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ﴾ (المائدہ: ۷۲)

”جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جنت کو حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اللہ کے حقوق میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں اگرچہ انسان کسی فرشتے، نبی یا رسول کو وہ حق دے یا یہ کہ فرشتے اور انبیاء کے علاوہ عام انسانوں یا نیک لوگوں کو یہ حق دے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ‌ ۚ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۙ‏ ۝ وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ‌ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ﴾ (یٰس: ۶۰، ۶۱)

”اے آدم کی اولاد کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہیں کرو گے وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور صرف میری ہی عبادت کرو گے یہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سیدھا راستہ ہے۔''

ابراہیمی دین

فاضل مؤلف یہاں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًاط وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (النمل: ۱۲۳)

''ہم نے پھر آپ کی طرف وحی کی تا کہ آپ ابراہیم کی تابعداری کریں وہ یکسو تھے مشرک نہ تھے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق میں انسان کا عقیدہ اخلاص پر مبنی ہونا چاہیے۔

مشرکین مکہ توحید ربوبیت کے قائل تھے

مشرکین مکہ جنہیں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے عقیدۂ توحید کی دعوت دی وہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ صرف اللہ تعالیٰ انسانوں کو پیدا کرنے والا ہے اور اسی نے آسمان و زمین پیدا کیے۔ وہی اللہ ہے جو تمام دنیا کے معاملات کو چلاتا ہے۔ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ﴾ (الزخرف: ۹)

''اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو وہ ضرور یہ جواب دیں گے کہ انہیں غالب جاننے والے نے پیدا کیا۔''

﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ (الزخرف: ۸۷)

دوسری جگہ فرمایا:

''اگر آپ ان سے پوچھیں کہ خود ان کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور یہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔''

یہی مضمون متعدد آیات میں موجود ہے۔ لیکن یہ اعتقاد ان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا کیوں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ صرف توحید ربوبیت کے قائل تھے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ کسی انسان کو صرف توحید ربوبیت کا اقرار کافی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ توحید الوہیت کا اقرار نہ کرے یعنی ہر طرح کی عبادات کے لائق بھی صرف اللہ تعالیٰ کو نہ سمجھتا ہو۔ یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ توحید ربوبیت اور توحید الوہیت دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو تسلیم کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

توحید ربوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ جب انسان اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی انسان کو پیدا کرنے والا اور دنیا کے معاملات کو چلانے والا ہے اور اسی کی بادشاہت ہے تو عبادت کا حق بھی صرف اسی کا ہو اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔

یہ الزامی دلیل ہے اور اسی طرح دوسری صورت میں یعنی توحید الوہیت میں توحید ربوبیت اس لیے ضروری ہے کہ عبادت اسی کی ہوگی جو رب ہوگا جس کے متعلق یہ عقیدہ ہوگا کہ وہی پیدا کرنے والا ہے اور دنیائے انسانیت کے تمام معاملات کو چلانے والا ہے۔

مشرکین مکہ کی توحید ربوبیت کی دلیل معلوم کرنی ہو تو قرآن مجید کی درج بالا آیت پڑھو۔ یعنی جب تم اس کا اقرار کرتے ہو کہ تمام چیزوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، ہر چیز کے معاملات چلانے والا بھی وہی ہے، ہر کسی کو رزق دینے والا، ہر ایک کی سننے اور ہر کسی کو دیکھنے والا بھی وہی مالک ہے اور وہی اس چیز پر قادر ہے کہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکال لے۔ چنانچہ جب تم یہ تسلیم کرتے ہو کہ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ تمہیں اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرے اور عبادت میں تم کسی دوسرے کو شریک کرلو؟

دوسری آیت یہ ہے:﴿ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا﴾ (المومنون)

اس مضمون کی متعدد آیات موجود ہیں جو مشرکین کے عقیدے کو واضح کرتی ہیں۔ جن مشرکین کو نبی ﷺ نے اسلام کی دعوت دی وہ لوگ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے یعنی اس بات کو تسلیم کرتے کہ اس زمین پر جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے، اس کی ملکیت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوئی دوسرا شریک نہیں۔ نیز اس بات کو بھی تسلیم کرتے کہ آسمان و زمین کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے، اس عرشِ عظیم کا مالک اور رب وہی ہے، پھر اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہر چیز کی بادشاہت اس کے پاس ہے وہی ہے جو کسی کو اپنی پناہ میں رکھے اور جسے چاہے اپنی پناہ سے نکال دے۔

یہ سب الزامی دلائل ہیں کہ ان خیالات کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس میں کسی دوسرے کو شریک نہ کریں۔ اس انداز میں ان کو یہ ڈانٹ سنائی گئی ہے کہ اگر تم ان سب باتوں کو تسلیم کرتے ہو اور پھر تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے حقیقی مفہوم کو نہیں سمجھتے؟

اس قسم کی تمام آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ مشرکینِ مکہ جن کے سامنے محمد ﷺ نے سب سے پہلے توحید پیش کی وہ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے۔

قارئین کرام غور فرمایئے! مشرکین مکہ توحید ربوبیت کے اقرار کے باوجود اس توحید کو تسلیم کرنے والوں میں شامل نہ ہو سکے جو محمد ﷺ نے ان کے سامنے پیش کی۔ اس کے باوجود محمد رسول اللہ ﷺ سے اپنے جان و مال محفوظ نہ کروا سکے۔ چنانچہ یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ صرف توحید الوہیت سے انکار کے نتیجہ میں ان کا عقیدہ مسلمانوں والا نہ ہوا، جس طرح ہمارے آج کے زمانے میں مشرکین کی صورتحال ہے۔ یعنی صرف توحید ربوبیت سے کسی کا اسلام مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اس کے ساتھ توحید الوہیت کا اقرار نہ کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثـم مـنهم من يدعو الملائكة لأجل صلاحهم وقربهم من اللّٰه؛ ليشفعوا لـه ، أو يدعو رجلًا صالحًا مثل اللات ، أو نبيًّا مثل عيسىٰ۔ وعرفت أن رسول اللّٰه ﷺ قـاتـلهم علىٰ هذا الشرك ودعاهم الىٰ اخلاص العبادة لـلّٰـه وحـده؛ كـما قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَأَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ [الجن:١٨] وكما قال تعالىٰ: ﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَىْءٍ﴾ [الرعد: ١٤]

وتـحققت أن رسول اللّٰه ﷺ قـاتـلهم؛ ليكون الدعاء كله للّٰه ، والذبح كـلـه لـلّٰـه ، والـنـذر كـله للّٰه ، والاستغاثة كلها باللّٰه ، وجميع أنواع العبادات كلها للّٰه .

وعـرفـت أن اقـرارهـم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم فى الاسلام ، وأن قـصدهم الملائكة ، أو الأنبياء او الأولياء يريدون شفاعتهم ، والتقرب الىٰ اللّٰه بذلك هو الذى أحل دماء هم وأموالهم ، عرفت حنيئذ التوحيد الذى دعت اليه الرسل وابىٰ عن الاقرار به المشركون .

وهذا التوحيد هو معنىٰ قولك: ((لا اله الا اللّٰه)) .

غیر اللہ سے مانگنا

پھر بعض مشرکین ایسے بھی تھے جو فرشتوں کو پکارتے تھے تاکہ یہ فرشتے اللہ کے مقرب ہونے کے ناطے ان کی شفاعت کردیں، اسی طرح بعض نیک انسانوں کو بھی مثلاً: ''لات'' یا کسی نبی کو مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی مقصد کے لیے پکارتے تھے۔

آپ کو یہ معلوم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی قسم کے شرک پر ان مشرکین سے قتال کیا اور انہیں ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ [الجن: ١٨]

''مسجدیں اللہ ہی (کی عبادت) کے لیے ہیں، تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پکارو۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ﴾ [الرعد: ١٤]

''اسی (اللہ) کو پکارنا حق ہے اور جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ ان کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ان مشرکین سے اس لیے قتال کیا تا کہ ہر قسم کی دعا، تمام نذر و نیاز اور ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہو جائے، ہر قسم کی مدد اللہ سے طلب کی جائے۔ صرف توحید ربوبیت کا اقرار انہیں شرک سے نکال کر اسلام میں داخل نہیں کر سکا بلکہ ملائکہ، انبیاء اور اولیاء کو پکارنے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی سمجھنے کی وجہ سے ان کے جان و مال کی حفاظت اسلام نے اپنے ذمہ نہ لی اور انہیں کافر سمجھا گیا۔

مذکورہ تفصیل کے بعد اس توحید کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے، جس کی دعوت انبیاء و رسل نے دی اور کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا مطلب بھی یہی ہے، جس کا انکار مشرکین نے کیا تھا۔

شرح

مشکل وقت میں پکارنا

مشرکین عرب کا دستور تھا کہ جب وہ کسی مشکل میں پھنس جاتے تو اللہ تعالیٰ کو پکارتے، کچھ ایسے بھی تھے جو فرشتوں کو اللہ کا قریبی ہونے کی وجہ سے پکارتے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کا قریبی ہو وہ بھی عبادت کا مستحق ہے۔ یہ عقیدہ ان کی جہالت کا نتیجہ ہے کیوں کہ عبادت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو لات بت کو پکارتے۔ لات حاجیوں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا، اس میں گھی ڈالتا اور حاجیوں کو کھلاتا۔ جب یہ آدمی فوت ہو گیا تو لوگ اس کی قبر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پر بیٹھنے لگے اور پھر آہستہ آہستہ اس کی عبادت کرنے لگے۔

ان مشرکین میں کچھ ایسے بھی ہیں جو مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں کیوں کہ مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی مختلف نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔

کچھ ایسے بھی مشرکین ہیں جو اولیاء اللہ کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ تعالیٰ کے قریبی لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔

یہ تمام باتیں شیطانوں نے خوبصورت بنا کر پیش کی ہیں تاکہ لوگوں کو صراط مستقیم سے گمراہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ○ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾ (الکھف: ۱۰۳-۱۰۵)

”کیا میں تمہیں سب سے زیادہ نقصان دہ افراد والے کی خبر نہ دیں؟ وہ لوگ ہیں جن کی محنت دنیا میں ضائع ہوگئی اور وہ سمجھتے رہے کہ انہوں نے اچھا کام کیا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیات اور ملاقات کا انکار کرتے ہیں چنانچہ ان کے تمام اعمال ضائع ہوگئے، قیامت کے دن ہم ان کے لیے ترازو بھی نہ لگائیں گے۔“

توحید الوہیت کے لیے جنگ

عبادت میں شرک کرنے کی وجہ سے یہ لوگ مشرکین کہلائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسی شرک کی بنا پر ان سے جنگ کی بلکہ ان کے مال و جان پر دست اندازی کو جائز قرار دیا۔ حالانکہ وہ لوگ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن اس میں جرم یہ تھا کہ وہ اس اقرار کے باوجود عبادت کے وقت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہیں کرتے تھے بلکہ اس عبادت میں شرک کرتے تھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ان مشرکین کو صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت پیش فرمائی، یعنی آدمی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے، نیز عزت کا مقام حاصل کرنے کے لیے اخلاص کے ساتھ عبادت کرے۔

درج بالا آیتِ کریمہ میں مشرکین کا عقیدہ کہ ''یہ لوگ اپنے معبودوں کو پکارتے ہیں اور وہ ان کا جواب نہیں دیتے'' مطلب یہی ہے کہ وہ انکا جواب دے ہی نہیں سکتے۔ اسی مضمون کی دوسری آیت کریمہ کہ

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ۔ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ﴾ (الاحقاف: ٥ تا ٦)

''اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارے حالانکہ وہ قیامت تک ان کا جواب دینے پر بھی قادر نہیں اور وہ ان کی دعاؤں سے بھی لاعلم ہیں۔ جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو وہ ان کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کردیں گے۔''

دعا کی اقسام

اس سے معلوم ہوا کہ دعا کی دو اقسام ہیں:

ایک دعا عبادت ہوتی ہے، کہ انسان جس کو پکارتا ہے گویا اس کی عبادت کرتا ہے، تاکہ اس سے اجروثواب حاصل کرے اور اس کی سزا و پکڑ سے خوف زدہ ہوتا ہے۔

یہ عقیدہ رکھ کر انسان کسی کو پکارنا چاہے تو ایسی پکار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لیے درست نہیں اور اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو یہ شرکِ اکبر میں شمار ہوگا، نیز یہ مجرم ملتِ اسلامیہ سے خارج ہوجائے گا۔ اسی کے متعلق فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ﴾

(غافر: ٦٠)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

’’جولوگ مجھے پکارنے سے تکبر کرتے ہیں عنقریب وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔‘‘

دعا کی دوسری قسم یہ ہے کہ دنیاوی ضروریات میں انسان کسی سے کچھ مطالبہ کرے، اس صورت کی پھر تین قسمیں ہیں کہ

۱۔ انسان اللہ تعالیٰ کو ان کاموں میں پکارے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہیں کرسکتا، یہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کہلائے گی کیونکہ اس میں انسان اپنی محتاجی اور لجاجت اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھتا ہے۔ پھر یہ عقیدہ بھی رکھے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا، فضل کرنے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ لہٰذا جس شخص نے وہ کام جو صرف اللہ تعالیٰ کی طاقت میں ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے مانگے تو ایسا شخص مشرک ہے کافر ہے۔ جس کو یہ پکارتا ہے وہ زندہ ہو یا مردہ، دونوں صورتوں میں پکارنے والا کافر اور مشرک ہی قرار پائے گا۔

۲۔ انسان کسی زندہ شخص کو آواز دیتا ہے کہ اے فلاں مجھے پانی پلاؤ یا کچھ اور مطالبہ کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۳۔ انسان کسی فوت شدہ شخص یا کسی غیر موجود آدمی کو اسی طرح پکارے جس طرح دوسری قسم میں پکارتا ہے تو یہ شرک ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ اس کی ضرورت پوری کر سکے۔ اس کا یہ پکارنا دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے متعلق بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ میری ضرورت پوری کرے گا، اس کے مشرک ہونے کی یہی وجہ ہے۔

ذبح کرنا بھی عبادت ہے

ذبح کا معنی ہے کہ ایک مخصوص طریقے سے کسی ذی روح جانور کا خون بہانا۔ جانور مختلف مقاصد کے لیے ذبح کیے جاتے ہیں:

۱۔ جس کے لیے ذبح کیا جا رہا ہو اس کی عظمت پر اسے قربان کیا جائے اور خود کو اس سے کم تر سمجھا جائے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا جائے تو یہ عبادت ہے۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لیے درست نہیں اور یہ کام شریعت کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اصول وضوابط کے مطابق ہی کیا جائے گا۔ یہی عمل اگر کسی دوسرے کے لیے کیا جائے تو شرکِ اکبر کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo لَا شَرِیْكَ لَهٗ﴾ (الانعام: ۱۶۲۔۱۶۳)

''میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔''

۲۔ انسان کسی مہمان کی عزت افزائی کے لیے جانور ذبح کرتا ہے یا کسی ولیمہ وغیرہ کے لیے ذبح کرتا ہے تو ایسی صورت میں یہ عمل درست ہوگا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفه.)) [1]

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔''

ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شادی کے موقع پر آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ''ولیمہ ضرور کرو اگرچہ ایک بکری ہی ذبح کرو۔'' [2]

۳۔ انسان تجارت یا کھانے وغیرہ کے لیے جانور ذبح کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ اس کی دلیل فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِکُوْنَo وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَکُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا یَاْکُلُوْنَ﴾

(یٰس: ۷۱،۷۲)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب باب من کان یومن باللّٰہ والیوم الآخر: ۶۰۱۸.

[2] صحیح بخاری، کتاب البیوع باب ما جاء فی قول اللّٰہ تعالیٰ فاذاقضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض: ۲۰۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الصداق: ۱۴۲۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے ان کے لیے وہ جانور پیدا کیے ہیں جو ہمارے سامنے کام کرتے ہیں اور اب یہ ان کے مالک ہیں ۔ ہم نے ان جانوروں کو ان کے ماتحت کر دیا ہے ان میں سے کچھ ان کی سواری کے لیے ہیں اور کچھ جانوروں کو یہ کھاتے ہیں۔''

ان میں سے جائز اور ممنوع جانوروں کی تفصیل دینی مسائل کی بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

نذر و نیاز عبادت ہے

نذر کا معنی: جو کام عام طور پر فرائض عبادات میں شمار ہوں ۔بعض اوقات نذر کسی خاص مقصد کے لیے ہوتی ہے، یعنی انسان خود اپنے آپ پر کوئی ایسا کام ضروری قرار دے دے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ادا کرنا ہو۔ یہاں پہلی صورت مراد ہے کہ انسان ہر قسم کی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے خالص رکھے، کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ (الاسراء : ۲۳)

''تمہارے رب نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو گے۔''

مدد مانگنا عبادت ہے

مشکل وقت میں مدد مانگنے اور کسی مصیبت سے نجات حاصل کرنے کی مختلف صورتیں ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے۔ یہی سب سے افضل اور عمدہ کام ہے۔ انبیاء و رسل علیہم السلام اور ان کے متبعین صحابہ کرام کا یہی طریقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ﴾ (الانفال : ۹)

''جب تم نے اپنے رب سے مدد مانگی تو اس نے تمہاری دعا کو قبول کیا کہ میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔''

۲۔ فوت شدہ یا غائب سے مدد طلب کرنا حالاں کہ وہ مدد کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے، ایسا کرنا شرک ہے۔ یہ کام انسان اس وقت کرتا ہے جب اس کا یہ عقیدہ ہو کہ یہ لوگ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بھی کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں حصہ رکھتے ہیں اور ان کاموں کے چلانے میں کچھ اختیارات کے مالک ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (النمل: ٦٢)

''مشکل وقت میں پھنسے ہوئے آدمی کی پکار کا کون جواب دیتا ہے؟ اور کسی تکلیف میں مبتلا شخص کی برائی کون دور کرتا ہے؟ اور کس نے تم کو زمین پر نائب بنایا؟ کیا پھر بھی کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت کے لائق ہے؟ !تم نصیحت کم سمجھتے ہو۔''

۳۔ ایسے زندہ لوگوں سے مدد مانگنا جو اس کی مدد کرنے کی طاقت بھی رکھتے ہوں یہ صورت جائز ہے۔ گویا ان سے تعاون حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں اس کا ذکر کیا ہے:

﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَیْهِ﴾ (القصص: ١٥)

''موسیٰ علیہ السلام سے ان کی جماعت کے ایک شخص نے مدد مانگی اپنے دشمن کے خلاف، تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو گھونسا مارا وہ اسی سے فوت ہو گیا۔''

۴۔ ایسے زندہ شخص سے مدد مانگنا جو مدد دینے کے قابل نہ ہو البتہ یہ عقیدہ بھی نہ ہو کہ اس کے پاس کوئی پوشیدہ طاقت موجود ہے جو کسی فالج زدہ بیمار کو صحت یاب کر دے گا وغیرہ وغیرہ، یہ کام غلط اور اس آدمی سے مذاق کرنے کے مترادف ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ممنوع ہے نیز اس لیے بھی کہ اس عمل سے وہ دوسروں کو یہ دھوکا دے رہا ہے کہ اگر اس آدمی سے مدد طلب کی جائے تو یہ ضرورت پوری کر سکتا ہے نیز اس کے پاس کوئی ایسی پوشیدہ طاقتیں موجود ہیں جو اس قسم کے حالات میں نجات کا باعث بنتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ بحث

گزشتہ بحث سے یہ معلوم ہوا کہ مؤلف یہی بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جو توحید انبیاء ورسل اپنی قوموں کے پاس لے کر آئے وہ توحید الوہیت تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی قوم کے مشرک توحید ربوبیت کا اقرار تو کرتے تھے لیکن وہ مزید یہ بھی کہتے تھے کہ ہم ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی ربوبیت کا اقرار تو کرتے تھے لیکن اس کا راستہ وہ اپناتے جو شرک تھا، یعنی فرشتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا اسی وجہ سے اس توحید کے اقرار میں شامل نہ ہو سکے جو نبی ﷺ نے ان کے سامنے پیش فرمائی تھی۔ وہ توحید یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں یعنی عبادت کے لائق صرف ایک اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی حق نہیں رکھتا کہ عبادات کے جملہ امور اس کے لیے ادا کیے جائیں۔

کلمہ توحید کا مفہوم

یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مشرکین مکہ اس بات کو بخوبی سمجھتے تھے کہ محمد ﷺ کی دعوت میں جو لا الـٰہ الا اللّٰہ کا جملہ ہے اس کا مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں۔ وہ لوگ آج کل کے متکلمین کی طرح یہ نہیں کہتے تھے کہ لا الـٰہ الا اللّٰہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں اور اللہ کے سوا کوئی رازق نہیں، اللہ کے سوا کوئی دنیا کے معاملات چلانے والا اور باقی کاموں کو پورا کرنے والا نہیں۔ بلکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس کا مطلب عبادت ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○ وَ انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ○ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾ (ص: ۵ تا ۷)

”کیا انہوں نے الہ کو ایک ہی بنا لیا ہے؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ ان میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سے ایک گروہ کہتا ہے کہ چلو اور اپنے معبودوں کے پاس بیٹھ جاؤ دراصل یہی تم سے مقصود ہے۔ ہم نے اس قسم کی باتیں دوسری قوموں میں نہیں سنی۔ یہ تو ایک نئی انوکھی بات ہے۔''

فان الاله عندهم هو الذی يقصد لأجل هذه الأمور سواء كان ملكًا ، أو نبيًّا أو وليًّا ، أو شجرة أو قبرًا ، أو جنيًّا لم يريدوا أن الاله هو الخالق الرازق المدبر فانهم يعلمون أن ذلك للّٰه وحده كما قدمت لك۔ وانما يعنون بالاله ما يعنى المشركون فی زماننا بلفظ ((السيد)) فأتاهم النبی ﷺ يدعوهم الى كلمة التوحيد وهی : ((لا اله الا اللّٰه)) .

والمراد من هذه الكلمة معناها لا مجرد لفظها ، والكفار الجهال يعلمون: أن مراد النبی ﷺ بهذه الكلمة هو افراد اللّٰه تعالیٰ بالتعلق به ، والكفر بما يعبد من دون اللّٰه والبراء ة منه ، فانه لما قال لهم قولوا: ((لا اله الا اللّٰه)) قالوا: ﴿أَجَعَلَ الْأَلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾ [ص : ٥]

فاذا عرفت: أن جهال الكفار يعرفون ذلك؛ فالعجب ممن يدعی الاسلام وهو لا يعرف من تفسير هذه الكلمة ما عرفه جهال الكفار ، بل يظن ان ذلك هو التلفظ بحروفها من غير اعتقاد القلب لشیء من المعانی ، والحاذق منهم يظن ان معناها ((لا يخلق ولا يرزق ولا يدبر الامر الا اللّٰه)) فلا خير فی رجل جهال الكفار أعلم منه بمعنى ((لا اله الا اللّٰه)) .

مشرکین ''الٰہ'' سے صرف خالق و رازق اور مدبر مراد نہیں لیتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کہ خالق و رازق اور مدبر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے بلکہ ''الٰہ'' ان کے نزدیک وہ ذات تھی جسے وہ اللہ کا قریبی یا اللہ کے ہاں سفارشی یا اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ سمجھ کر اس کی طرف رجوع کرتے، خواہ وہ فرشتہ ہو یا نبی، ولی ہو یا درخت، قبر ہو یا کوئی جن۔

اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں کلمہ توحید (لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه) کی دعوت دی۔ اس کلمہ کے اقرار کا مطلب صرف الفاظ کا اقرار نہیں تھا بلکہ اس کا معنی و مفہوم مراد تھا۔ جاہل کافر بھی جانتے تھے کہ اس کلمہ سے رسول اللہ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ صرف اللہ کی ذات سے تعلق رکھا جائے، اس کے علاوہ پوجا کی جانے والی تمام چیزوں کا انکار اور ان سے براءت کا اعلان کر دیا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جب ان سے (لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه) کہنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے جواب دیا:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾ (ص: ۵)

''کیا اس نے سب معبودوں کو ایک معبود کر دیا، یہ تو بڑی انوکھی بات ہے۔''

یہ جاننے کے بعد کہ اَن پڑھ کافر بھی اس کلمہ کا مطلب جانتے تھے، ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے جو اسلام کے دعوے دار ہیں اور کلمہ طیبہ کا اتنا بھی مطلب نہیں جانتے جتنا جاہل کفار جانتے تھے، بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ معنی و مفہوم کا دل میں عقیدہ رکھے بغیر صرف الفاظ کا ادا کر لینا ہی کافی ہے۔ ان میں جو زیادہ سمجھ دار اور عقل مند سمجھے جاتے ہیں وہ اس کلمہ کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ خالق و رازق اور کائنات کا انتظام کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اس شخص سے بھلائی کی کیا توقع ہو سکتی ہے، جس سے زیادہ جاہل کفار لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا مطلب جانتے ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح

دنیاوی معبودوں کی حقیقت

مشرکین مکہ لا الہ الا اللہ سے خالق، رازق یا مالک مراد نہیں لیتے تھے بلکہ وہ اس کلمہ طیبہ کا مفہوم وہی سمجھتے تھے جو درحقیقت مراد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں۔ ان کے بالمقابل آج کے مسلمان لا الہ الا اللہ کا معنی ومفہوم ہی نہیں سمجھتے بلکہ وہ لوگ صرف اس جملے کو زبانی ادا کرتے ہیں لیکن اس عقیدہ اور اس کے تقاضوں کو نہیں جانتے۔ اور کہتے ہیں ہم ان بزرگوں اور صالحین کے مزاروں پر اس لیے جاتے ہیں کہ ان کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کریں، ہم انہیں خالق و رازق بالکل نہیں سمجھتے۔

کچھ لوگ اسکا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ہے یعنی خالق اللہ ہے، رازق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ اور کچھ لوگ اس کی تفسیر ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ہر قسم کی چیزوں سے یقین نکال کے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہر طرح کا یقین رکھنا ہے۔

لا الہ الا اللہ کی یہ ایسی بے کار تفسیر ہے جو سلف صالحین میں سے کسی نے ذکر نہیں کی۔ ''اللہ تعالیٰ پر یقینِ کامل رکھا جائے اور اللہ کے سوا ہر چیز سے یقین اٹھا لیا جائے'' یہ اس لیے بھی غلط ہے کہ ایسا ممکن ہی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسری چیزوں پر بھی یقین رکھنا ایمان کے تقاضوں میں سے ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ﴾ (التکاثر: ٦، ٧)

''تم ضرور جہنم کو دیکھو گے۔ پھر یقین کی آنکھوں سے تم اس کو دیکھو گے۔''

اسی طرح ان چیزوں میں بھی یقین کیا جاتا ہے جو واضح نظر آ رہی ہوں لیکن ان باتوں سے توحید میں کوئی خلل نہیں ہوتا۔

کچھ لوگ لا الہ الا اللہ کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ بھی غلط ہے، کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا اور چیزوں کی بھی عبادت کی جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آج کے بدعقیدہ لوگ مشرکین مکہ سے بھی زیادہ جاہل اور ناواقف ہیں کیونکہ وہ لا الہ الا اللہ کے حقیقی مفہوم کو جانتے تھے لیکن یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق بالخصوص عقائد میں نہایت عجیب وغریب موشگافیاں کرتے ہیں۔

اذا عرفت ما ذكرت لك معرفة قلب ، وعرفت الشرك بالله الذى قال الله فيه: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [النساء: ٣٨] وعرفت دين الله الذى أرسل به الرسل من أولهم الىٰ آخرهم الذى لا يقبل الله من أحد ديناً سواه، وعرفت ما أصبح غالب الناس فيه من الجهل بهذا۔ أفادك فائدتين:

الأولىٰ: الفرح بفضل الله ورحمته، كما قال الله تعالىٰ: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ [يونس: ٥٨] وأفادك أيضاً الخوف العظيم .

فانك اذا عرفت أن الانسان يكفر بكلمة يخرجها من لسانه وقد يقولها وهو جاهل فلا يعذر بالجهل .

وقد يقولها وهو يظن أنها تقربه الىٰ الله كما كان يظن المشركون ، خصوصًا انْ ألهمك الله تعالىٰ ما قص عن قوم موسىٰ مع صلاحهم وعلمهم أنهم أتوه قائلين: ﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ ءَالِهَةٌ﴾ [الاعراف:١٣٨] ، فحينئذ يعظم خوفك وحرصك علىٰ ما يخلصك من هذا وأمثاله۔ .

جب آپ نے مذکورہ بالا تفصیلات سمجھ لیں اور اس شرک کو جان لیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ﴾

(النساء: ٤٨)

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔"

توحید کے فوائد

یہ جان لینے کے بعد کہ تمام انبیائے کرام کا دین کون سا ہے، جس کے علاوہ کوئی بھی دین اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں اور یہ کہ آج لوگوں کی اکثریت اس دین سے کس قدر غافل اور جاہل ہے، اس سے آپ کو دو اہم فائدے حاصل ہوں گے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر خوشی:

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ (یونس: ٥٨)

"اے پیغمبر! کہہ دو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ان کو خوش ہونا چاہیے، یہ اس سے بہتر ہے جو وہ سمیٹتے ہیں۔"

۲۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر:

اللہ تعالیٰ کا خوف اس وقت اور زیادہ ہوگا نیز راہ نجات کی جستجو مزید بڑھ جائے گی جب آپ یہ جان لیں کہ بسا اوقات انسان کے منہ سے نکلا ہوا ایک لفظ اسے کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ کبھی تو اس کے منہ سے نادانی و جہالت میں یہ لفظ نکل جاتا ہے لیکن جہالت کی وجہ سے وہ معذور نہیں سمجھا جائے گا۔ کبھی سوچ سمجھ کر وہ ایسی بات بول جاتا ہے کہ شاید یہ چیز اسے اللہ سے قریب کر دے گی، جیسا کہ مشرکین کا عقیدہ تھا۔ اس سلسلہ میں خاص طور پر موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا واقعہ سامنے رکھیں کہ انہوں نے علم و فضل اور صلاح و تقویٰ کے باوجود موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿اجۡعَل لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ﴾ (الاعراف: ۱۳۸)

''جیسے ان لوگوں کے پاس معبود ہیں ایسا ہی ایک معبود ہمارے لیے بھی بنا دو۔''

شرح

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ﴾

یہ آیت کریمہ صرف شرک اکبر کے لیے خاص ہے یا اس میں چھوٹے اور بڑے ہر شرک کا تذکرہ ہے، اس بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔

☆ یہ آیت ہر شرک کے لیے ہے، مثلاً: غیر اللہ کی قسم کھانے والے کی بھی بخشش نہ ہوگی۔

☆ یہ آیت صرف شرک اکبر کے متعلق ہے جس کے مرتکب کی بخشش نہ ہوگی۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دونوں طرح کے اقوال ملتے ہیں۔ بہر حال ہر طرح کے شرک سے بچنا چاہیے کیوں کہ اس آیت کریمہ میں شرک کو بڑے یا چھوٹے کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا، لہٰذا احتیاط طریقہ یہی ہے کہ اس آیت کو ہر طرح کے شرک سے متعلق سمجھا جائے۔

دین سے مراد عبادت ہے

اللہ تعالیٰ کسی سے بھی دین الٰہی کے علاوہ قبول نہ کرے گا اور یہی عبادت ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ﴾ (الانبیاء: ۲۵)

''ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اسے یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرنا۔''

یہی اسلام ہے جس کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ﴾ (آل عمران: ۸۵)

''جو اسلام کے علاوہ کوئی دین تلاش کرے گا وہ اس سے کسی صورت بھی قبول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا جائے گا۔"

لا الہ الا اللہ سے لاعلمی ہی کا نتیجہ ہے کہ انسان یہ سب جرائم کرنے کے باوجود اسلام کا دعوے دار ہے۔

فائدہ ۱:...... مذکورہ بالا عقائد کے مسائل سے واقفیت دراصل فضل الٰہی پر مشتمل ایسی عظیم الشان خوشی ہے جس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں کا علم ہوتا ہے اور عبادت کا سلیقہ آتا ہے۔

فائدہ ۲:...... دوسری خوشی اس خطرناک جرم کی لاعلمی سے نجات کی صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ یہی مفہوم حدیثِ نبوی سے بھی سمجھا جا سکتا ہے:

"روزہ دار کو دو قسم کی خوشیاں ملتی ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی باری تعالیٰ سے ملاقات کے وقت میسر ہوگی۔" [1]

لاعلمی عذر نہیں

ہم اس مسئلے کو قدرے تفصیل سے بیان کریں گے۔

ہمارے خیال میں فاضل مؤلف کی رائے کے مطابق جو لوگ جان بوجھ کر عقائد کے مسائل سیکھنے اور جاننے کی طرف توجہ نہیں دیتے، ایسے لوگوں کی صرف لاعلمی عذر نہیں ہو سکتی۔

شیخ رحمہ اللہ کی دوسری تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات لاعلمی کو بطور عذر قبول کیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ شیخ سے سوال ہوا جہاد وقتال کس بنیاد پر ہونا چاہیے؟ نیز کس بنا پر کسی کو کافر کہا جا سکتا ہے؟ تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا:

اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں: سب سے پہلے توحید و رسالت کی گواہی پھر باقی چاروں ارکان ہیں۔ ان ارکان کا اقرار کرنے کے بعد اگر کوئی سستی کی وجہ سے ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرے تو اس بنیاد پر اس سے جنگ کی جائے گی۔ البتہ یہ یاد رہے کہ صرف اسی کوتاہی کی بنا پر اسے کافر نہیں کہا جا سکتا۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم ...... رقم الحدیث: ۱۹۰۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی مسلمان کسی ایک رکن اسلام کا انکار تو نہ کرے لیکن سُستی کی وجہ سے صرف کوتاہی کرے، آیا ایسا شخص کافر ہے یا نہیں؟ علماء کی اس بارے میں مختلف آراء ہیں۔ صرف توحید و رسالت سے انکار کی صورت میں علماء کرام کی متفقہ رائے ہے کہ ایسا شخص کافر ہے۔ ہمارا مؤقف بھی یہی ہے کہ صرف یہ شخص کافر ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی کو عقائد اسلامی پوری طرح سمجھائے جائیں لیکن پھر بھی وہ انکار کر دے۔ اس مسئلے میں ہمارا مؤقف اور ہمارے مخالفین کی رائے درج ذیل صورتوں میں سمجھی جا سکتی ہے:

۱۔ جسے یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ و رسولؐ کا دین توحید ہے نیز اسے یہ بھی سمجھ ہو کہ قبروں، پتھروں اور درختوں کے متعلق جو عام لوگوں کے عقائد ہیں وہ شرک پر مبنی ہیں اور ایسے اعمال سے اللہ و رسولؐ نے منع فرمایا ہے، پھر یہ جرائم اس قدر سنگین ہیں کہ دین الٰہی کے قیام کے لیے ایسے مجرموں سے جنگ کرنے کا حکم ہے۔

ان تمام باتوں سے واقف آدمی عقائد کے جملہ مسائل نہ سیکھتا ہے اور نہ اس کے مطابق اپنے اعمال کی اصلاح کرتا ہے بلکہ وہ شرک پر قائم رہتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے، اسی بنا پر اس سے لڑائی کی جائے گی۔ کیوں کہ اس نے دین الٰہی سمجھنے کے باوجود اختیار نہیں کیا نیز شرک کی قباحت بھی جاننے کے باوجود اس سے اجتناب نہ کیا۔ اگر چہ وہ شخص اسلام اور مسلمانوں کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اور شرک کو اچھا سمجھ کر لوگوں کے سامنے اس کا اظہار بھی نہیں کرتا پھر بھی ایسا شخص مجرم ہے۔

۲۔ ایک آدمی توحید کے تقاضوں کو پہچانتا ہے اور اسلامی احکام پر عمل پیرا ہے لیکن دین محمدی کے بعض کاموں کا غلط انداز میں تذکرہ کرتا ہے، ملحد و گمراہ لوگوں کی تعریف و توصیف کرتا ہے، نیز موحد اہل اسلام کو ان گمراہوں سے کم تر سمجھتا ہے! ایسا شخص پہلے کی نسبت زیادہ بدتر ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَٰفِرِينَ﴾

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(البقرہ: ۸۹)

"جب ان کے پاس حق آیا اور انہوں نے اسے پہچان بھی لیا پھر اس کا انکار کر دیا، چنانچہ کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔"

دوسرے موقع پر فرمایا:

﴿وَ اِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ وَ طَعَنُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ فَقَاتِلُوۡۤا اَئِمَّةَ الۡـكُفۡرِ‌ۙ اِنَّهُمۡ لَاۤ اَيۡمَانَ لَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَنۡتَهُوۡنَ﴾ (التوبہ: ۱۲)

"اگر وہ لوگ اپنے معاہدے کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ دیں تو کفر کے اماموں سے جنگ کرو۔ ان کی کوئی قسم نہیں تاکہ وہ رُک جائیں۔"

۳۔ جو شخص توحید کو پہچاننے کے بعد اسے پسند کرتے ہوئے اپناتا ہے، اور شرک کی قباحتیں سمجھتے ہوئے اس سے اجتناب کرتا ہے لیکن اسے موحدین اچھے نہیں لگتے، اور مشرکین اسے ابھی تک پسند ہیں۔ ایسا شخص بھی کافر ہے، اسی کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَرِهُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ﴾ (محمد: ۹)

"یہ سزا اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات انہیں ناپسند ہیں، چنانچہ ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔"

۴۔ جو شخص سچا اور مخلص موحد ہے لیکن اس کے ملک کی اکثریت مشرک ہے اور وہ موحدین سے جنگ کرنے پر آمادہ ہیں ایسے حالات میں یہ موحد ہجرت بھی نہیں کرتا بلکہ اپنے ہم وطنوں سے مل کر موحدین سے جنگ کرنا چاہتا ہے، ایسا شخص بھی کافر ہے۔

دوسرا آدمی جسے ارکان اسلام ترک کرنے، گناہ کبیرہ کے ارتکاب حتیٰ کہ مسلمانوں کے خلاف جنگی حمایت پر اس قدر مجبور کیا جائے لیکن یہ اس سرزمین کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہو بلکہ انہی کے ساتھ رہنے اور ایسا سب کچھ کرنے کو تیار ہے، تو یہ بھی کافر ہے۔ قرآن مجید کی درج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذیل آیت کریمہ ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے۔

﴿سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا﴾ (النساء: ۹۱)

''عنقریب تم پاؤ گے کچھ اور لوگوں کو جو چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں وہ تم سے اور امن میں رہیں اپنی قوم سے (بھی) جب بھی لوٹائے جاتے ہیں وہ طرف فتنے کی، تو الٹا دیئے جاتے ہیں اس میں، پس اگر وہ نہ کنارہ کش رہیں تم سے اور نہ پیش کریں تمہاری طرف صلح اور نہ روکیں تم سے اپنے ہاتھ، تو پکڑو تم ان کو اور قتل کرو تم ان کو جہاں کہیں پاؤ تم ان کو، اور یہی لوگ ہیں کہ کیا ہم نے تمہارے لیے ان پر غلبہ ظاہر۔''

گمراہ لوگوں کی اس قسم کی باتیں کہ ''ہم اپنے سوا سب کو کافر کہتے ہیں'' یا ''جو شخص دین اسلام پر عمل نہیں کرسکتا اس پر ہجرت واجب سمجھتے'' اور جو انہیں کافر نہ کہے اور ان سے جنگ نہ کرے ہم اسے بھی کافر کہتے ہیں۔ یہ اور اس قسم کی باتیں بڑھا چڑھا کر کرتے ہیں یہ سب جھوٹ اور بہتان ہیں جس کا مقصد صرف ایک ہے کہ لوگ حقیقی توحید کے قریب نہ آئیں نیز اپنی آبائی عادت یعنی شرکیہ کاموں کو نہ چھوڑیں۔

قبروں کو بتوں کی طرح پوجنے والوں کو جب ہم اس لیے کافر نہیں کہتے کیوں کہ وہ لاعلمی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں نیز ان کو سمجھانے والا بھی کوئی نہیں تو پھر ایسے موحدین جو صرف مسلمان ملکوں میں رہائش اختیار نہیں کرتے یا وہ کفریہ کام نہیں کرتے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ نہیں کرتے، ایسے مسلمانوں کو کافر کیسے کہہ سکتے ہیں؟!

﴿سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ (النور: ۱۶)

''اے اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہم صرف درج بالا چار قسم کے لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں کیوں کہ ایسی صورت میں یہ لوگ اللہ و رسول کے دشمن ٹھہرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے جو اپنے آپ پر غور کرتے ہیں اور ایسے رب کا خود محتاج سمجھتے ہیں جو جنت و دوزخ کا مالک ہے۔

صلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم

خلاصہ: ......لاعلمی عذر ہو سکتی یا نہیں، اس بارے میں مختلف آراء کی نوعیت عام فقہی مسائل میں اختلافات جیسی ہے۔ بعض اوقات تو یہ اختلاف صرف لفظی ہوتا ہے کہ فلاں آدمی پر یہ حکم لگایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ مثلاً اگر کسی قول و فعل کو کرنے یا کسی کام کو چھوڑنے پر کفر لازم آتا ہے اور اس پر سب کا اتفاق بھی ہے پھر بھی اس بات میں غور کیا جائے گا کہ آیا فلاں شخص جس نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے وہ کافر ہے یا نہیں۔ ممکن ہے یہ فیصلہ کرنے میں مزید بعض شرعی رکاوٹیں موجود ہوں۔

کفر تک لے جانے والی لاعلمی

درج بالا بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ ایسی لاعلمی جو مسلمان کو کافر بنا دیتی ہے اس کی دو اقسام ہیں:

ا۔ اگر کوئی آدمی اسلام کے علاوہ کسی مذہب کا پیروکار ہے یا وہ بالکل بے دین ہے اور اسے کبھی ایسا خیال تک نہیں گزرا کہ اس کا طرز زندگی مذہب اسلام سے مختلف ہے تو ایسے شخص پر دنیا میں ظاہری احکام لگائے جائیں گے جب کہ آخرت کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے جیسے چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے۔

دنیا میں ظاہری احکام سے مراد کفر والے احکام ہیں کیوں کہ وہ مسلمان تو ہے نہیں اسے مسلمانوں کے ضمن میں کیسے شمار کیا جا سکتا ہے۔

راجح قول کے مطابق روز قیامت اللہ تعالیٰ ان کاموں کا امتحان لیں گے۔ بہر حال ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ انسان کسی گناہ کی وجہ سے ہی جہنم میں جائے گا، فرمان باری تعالیٰ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (الکھف : ۴۹)

''تمہارا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔''

درج بالا قول کی وجہ ترجیح کے بے شمار دلائل ہیں، جنہیں حافظ ابن قیمؒ نے ''مشرکین کی اولاد کے انجام'' پر بحث کرتے ہوئے اپنی کتاب ''طریق الهجرتین'' میں درج کیا ہے۔

۲۔ کوئی شخص مسلمان ہے لیکن طرز زندگی کافروں والا ہے۔ اس کے ذہن میں کبھی یہ خیال پیدا نہیں ہوا کہ میرا طرز زندگی اسلام سے میل نہیں کھاتا، نیز اسے کسی نے کبھی خبردار بھی نہیں کیا تو اس پر ظاہری اعتبار سے اسلام کے احکام لاگو ہوں گے جب کہ آخرت کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اس مؤقف کی تائید میں قرآن وسنت اور اہل علم کے اقوال پیش خدمت ہیں:

آیات قرآنی

۱۔ ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل : ۱۵)

''ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیتے جب تک کہ رسول نہ بھیج دیں۔''

۲۔ ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ﴾ (القصص : ۵۹)

''تمہارا رب کسی بھی بستی کو اس وقت تک برباد نہیں کرتا جب تک کہ ان میں اپنا رسول نہ بھیج دے، وہ رسول انہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ہم اسی بستی کو برباد کرتے ہیں جس کے رہنے والے ظالم ہوں۔''

۳۔ ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (نساء : ۱۶۵)

''یہ رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے ہیں تاکہ ان رسولوں کے بعد ان لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے بالمقابل کوئی دلیل باقی نہ رہے۔''

۴۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (ابراهيم: ٤)

''ہم ہر قوم میں وہ رسول بھیجتے ہیں جو اہل زبان ہوتا ہے تا کہ رسول ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے احکام بیان کر سکے، چنانچہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے راہ راست سے بھٹکا دے اور جسے چاہے راہ راست پر لے آئے۔''

۵۔ ﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ. اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (التوبه: ١١٥)

''اللہ تعالیٰ کسی قوم کو راہ راست پر آنے کے بعد گمراہ نہیں کرتا جب تک کہ ان کے سامنے ہر وہ چیز واضح نہ کر دے جس سے انہیں ڈرنا چاہیے۔''

٦۔ ﴿وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ٥ اَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ٥ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ﴾ (انعام: ١٥٧تا١٥٥)

''یہ بابرکت کتاب ہم نے اتاری ہے تم اس کے پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ کہیں تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہم سے پہلے دو قوموں پر کتاب اتاری گئی تھی اور ہم تو ان کی پڑھائی سے ناواقف تھے۔ یا یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی تو ہم ان سے زیادہ راہ راست پر ہوتے، چنانچہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلائل، راہنمائی اور رحمت آ چکی ہے۔''

ان کے علاوہ بھی متعدد آیات اس مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہیں کہ حق بات علم میں آنے اور واضح ہونے کے بعد ہی آخری حجت قائم ہوتی ہے۔

احادیث نبوی

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، اس امت کا جو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فرد خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر فوت ہو جائے تو وہ جہنمی ہے۔'' ❶

اہل علم کے اقوال

مغنی میں فرماتے ہیں: ''اگر کوئی احکامات اسلام سے ناواقف ہے جیسے نو مسلم، یا مسلمانوں کی سرزمین پر نو آباد شخص، یا دور دراز کے دیہاتی جو بالعموم اہلِ علم حضرات سے محروم ہوتے ہیں تو ایسے شخص پر کفر کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔'' (۱۳۱/۸)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس بیٹھنے والے میری اس عادت کے گواہ ہیں کہ میں سب سے زیادہ اس بات سے روکتا ہوں کہ کسی متعین شخص کو اس کا نام لے کر کافر، فاسق یا گناہ گار کہا جائے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ کسی بھی شخص پر ایسی حجت قائم ہو جائے جس کی بنا پر وہ کافر ہوتا ہے یا اس کو فاسق کہا جا سکتا ہے یا کسی دوسری صورت میں اس کو گناہ گار کہا جا سکتا ہے تو یہ الگ بات ہے، ایسے آدمی پر اس کے مطابق ہی حکم لگایا جائے گا۔ میرا یہ مؤقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی تمام غلطیاں اور گناہ معاف فرما دیے ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ یہ معافی انسان کو زبانی اور عملی غلطیوں کے متعلق دی گئی ہے۔

سلف صالحین کا ہمیشہ سے یہ طریقہ تھا کہ وہ اس قسم کے مسائل میں کسی بھی شخص کا نام لے کر اسے کافر کہتے نہ گناہ گار اور نہ فاسق کہتے تھے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''سلف صالحین جو کسی کو کافر یا فاسق کہتے تھے وہ مطلق ہوتا تھا اور وہ درست ہے۔ کسی شخص کو متعین کر کے یا کسی عمل کے مرتکب کو کافر کہنا ان میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔''

نیز فرماتے ہیں کہ کسی کو کافر، فاسق کہنا یہ وعید کے ضمن میں آتا ہے، ہو سکتا ہے کہنے والا

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ ...... رقم الحدیث : ۱۵۲۔ مسند احمد : ۳۱۷/۲، ۳۵۰۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جھوٹا ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کسی کے متعلق یہ نہ فرماتے کہ یہ نومسلم یا نو وارد ہے۔ ایسے کسی شخص کو کسی بات کی وجہ سے انکار کرنے پر کافر نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ پوری طرح اس کے سامنے دلیل اور حجت پیش نہ کر دی جائے۔ بعض اوقات اس طرح بھی ہوتا ہے کہ کسی آدمی نے وہ مسائل اور وہ دلائل نہیں سنے ہوتے یا اگر سنے ہیں تو اس کے نزدیک وہ آثار ثابت نہیں ہوتے، اسی طرح یہ امکان بھی ہے کہ اس کے سامنے ان آثار کے بالمقابل کوئی ایسی صورت ہوتی ہے جو ان آثار کی بجائے کسی دوسرے مؤقف کو زیادہ واضح طور پر پیش کرتی ہے، اسی طرح کوئی ایسی صورت بھی ہو سکتی ہے کہ ان کی تاویل کی جا سکے۔ ان تمام صورتوں میں اگرچہ انسان اپنے علم کے لحاظ سے، یا تاویل کے لحاظ سے، یا اسکے مقابل آثار پیش کرنے کے لحاظ سے غلطی بھی کر رہا ہو پھر بھی ایسی صورتحال کی بنا پر اس کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ [1]

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب ؒ فرماتے ہیں: ''جو آدمی دین اسلام کو پہچان لے اور سمجھنے کے بعد اس کو برا کہے، لوگوں کو اس سے روکے اور مسلمانوں سے دشمنی رکھے ہم ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں۔''

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''ہمارے اوپر یہ بہتان اور جھوٹ لگایا جاتا ہے کہ ''ہم تمام لوگوں کو کافر کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے دین کا پوری طرح اظہار نہیں کر سکتا اس پر ہماری طرف ہجرت کرنا لازم ہے۔'' یہ سب جھوٹ اور بہتان پر مبنی ہے۔ ایسے فریب دے کر لوگوں کو اللہ اور اس کے دین سے روکنا چاہتے ہیں۔'' [2]

جب یہ بات مسلّم ہے کہ ہم گمراہ لوگوں کو ان کی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے نیز قبروں اور بتوں کی پرستش کی وجہ سے بھی کسی کو کافر نہیں کہتے کیوں کہ ان کو سمجھانے والا کوئی نہیں تو پھر ہم ان لوگوں کو کیسے کافر کہیں جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتے لیکن وہ صرف اپنے ملکوں کو چھوڑ کر خطۂ عرب کی طرف ہجرت نہ کرتے ہوں۔

---

[1] فتاویٰ ابن تیمیه، جلد۳، ص: ۲۲۹.

[2] الدرر السنیه، جلد۱، ص: ۵۶، ۶۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت اور اہل علم کی اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی نرمی نیز امت کے ساتھ اس کی شفقت کی یہی عملی صورت ہے کہ کسی کو بلاوجہ اور بغیر عذر کے قائم کیے اس کو عذاب نہ دے۔ انسانی عقل اللہ تعالیٰ کے حقوق پوری طرح سمجھنے سے قاصر ہے، اگر عقل میں یہ کمی نہ ہوتی تو رسولوں کی بعثت سے حجت قائم کرنے کا سلسلہ موقوف نہ ہوتا۔

چنانچہ جو لوگ اسلام کے دعویدار ہیں ان کا اسلام اس وقت تک باقی ہے جب تک کہ ان سے کچھ ایسے جرائم سرزد نہ ہوں جن کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج ہوتے ہیں، اس کے لیے دلائل شرعی کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے گا۔ اسی طرح کسی شخص کو کافر کہنے کے متعلق انسان کو لاپرواہی سے کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ اس سے دو زبردست نقصان پیدا ہونے کا خدشہ ہے:

۱۔ کسی فیصلے میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا جاتا ہے۔

۲۔ جس شخص کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا ہے وہ کسی بھی ایسی صفت کا حامل نہیں۔

یعنی ایسے شخص کو کافر کہا جائے جو حقیقت میں کافر نہیں، گویا آدمی اس چیز کو حرام کہے جس کو اللہ نے حلال کیا ہے۔ کیونکہ کسی کو کافر کہنا یا مسلمان، اسی طرح ہیں جیسے انسان حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہہ دے۔

دوسری بات اس میں یہ ہے کہ انسان اگر مسلمان کو کسی ایسی صفت کے ساتھ موصوف کرتا ہے جو اس میں نہیں، یعنی انسان اسے کافر کہے حالانکہ وہ سچا اور پکا مسلمان ہے تو کہنے والے کو اس بات سے خوف زدہ رہنا چاہئے کہ مبادا کفر کی نسبت خود اس کی طرف نہ ہو جائے!

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو کافر کہے گا تو ان دونوں میں سے کوئی ایک شخص یہ صفت لے کر جائے گا۔''[1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من کفر اخاہ بغیر تاویل ح: ۱۶۰۴۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر ح: ۶۰.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''اگر تو وہ کافر ہوا تو ٹھیک ورنہ یہی بات اس کے اوپر لگے گی۔'' ❶

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلاتا ہے یا اس کو اللہ کا دشمن کہہ کر پکارتا ہے حالانکہ وہ ایسا نہ تھا تو یہ چیز خود اس کے اوپر لگے گی۔'' ❷

یہ دوسری صورت بہت خطرناک ہے کہ اس میں انسان کسی کو کافر کہنے کے بعد خود کافر ہوسکتا ہے۔ عام طور پر جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے تو گویا وہ خود اپنی نیکی پر خوش ہوتا اور دوسروں کے اعمال کو معمولی اور حقیر سمجھتا ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان میں خود پسندی اور دوسروں کی کم تری یعنی تکبر وغیرہ جیسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تکبر میری چادر، عظمت بھی میری چادر ہے۔ جس نے مجھ سے ان میں سے کوئی بھی چھیننے کی کوشش کی میں اس کو آگ میں ڈالوں گا۔'' ❸

مسلمان کو کافر کہنے سے پہلے دو چیزیں دیکھنی ضروری ہیں۔

۱۔ آیا کتاب وسنت سے ایسے دلائل مہیا ہوتے ہیں جو اس کے کافر ہونے کے لیے کافی ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف نہ ہو جائے۔

۲۔ آیا کسی فرد میں وہ تمام شرائط موجود ہیں جو بالخصوص اسے کافر کہنے کے لیے ضروری ہیں ، نیز وہ تمام رکاوٹیں جو کسی مسلمان اور کافر کے مابین حائل ہوتی ہیں۔

نہایت ضروری شرط یہ بھی ہے کہ جسے کافر کہا جا رہا ہے وہ ان تمام باتوں سے واقف

---

❶ صحیح مسلم ، کتاب الایمان ،باب بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم یا کافر : ٦٠.

❷ صحیح بخاری، کتاب الادب ، باب ما ینهی عن السباب ح: ٦٠٤٥۔ صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم یا کافرح: ٦١.

❸ صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ، ح: ٢٦٢٠۔ الادب المفرد، ح: ٥٥٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اگر میں نے ان کاموں کا ارتکاب کیا تو میں کافر ہوسکتا ہوں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء : ۱۱۵)

''جو شخص رسول کی مخالفت کرے جب کہ اس کے سامنے ہدایت واضح ہو چکی ہو اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کسی دوسرے راستہ کو تلاش کرے، ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھر رہا ہے اور ہم اس کو جہنم تک پہنچائیں گے یہ ٹھکانا برا ہے۔''

اسے آگ کی سزا اس وجہ سے دی جا رہی ہے کہ اس آدمی کے سامنے ہدایت اور عقیدہ واضح ہو چکا ہے لیکن پھر بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے۔ یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ آیا اس شخص کو عقیدے کی مخالفت اور اس کا انجام بتانا ضروری ہوگا یا صرف صحیح اور غلط عقیدے کا اسے علم ہونا چاہیے اگر چہ اس کے انجام سے وہ شخص ناواقف ہی ہو؟

جواب:...... اگر کسی شخص کو اس بات کا علم ہے کہ عقیدے کی رو سے یہ بات غلط ہے تو یہی کافی ہے کہ اس پر مخالفت کا حکم لگایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں دن کے وقت صحبت کرنے والے پر کفارہ لازم قرار دیا تھا۔ [1]

کیونکہ اس آدمی کو یہ بات معلوم تھی کہ ایسا کرنا غلطی ہے اگر چہ اس کو اس کے انجام اور کفارے کا علم نہ تھا۔ اسی طرح جو شخص شادی شدہ ہو کر بدکاری کرے اگر چہ اس کو صرف اتنا علم ہے کہ بدکاری کرنا حرام ہے پھر بھی اس کو رجم کر دیا جائے گا گو وہ اس انجام سے بے خبر ہی کیوں نہ ہو۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اس طرح کے جرم کے انجام سے باخبر ہو تو وہ ارتکاب ہی نہیں کرتا۔

کسی شخص کو کافر قرار دینے میں ایک رکاوٹ یہ بھی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس شخص کو اس

[1] بخاری الصوم اذا جامع فی رمضان : ۱۹۳۶.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کفریہ کلمہ کہنے پر مجبور کیا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ بات منقول ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (النحل : ۱۰٦)

''جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ایمان لانے کے بعد ہاں البتہ جسے مجبور کیا گیا ہو لیکن اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو البتہ جس کا دل کفر کے لیے کشادہ ہو ایسے لوگوں پر اللہ کی ناراضگی ہے اور بڑا عذاب نازل ہوگا۔''

ایک رکاوٹ یہ بھی ہے کہ بعض اوقات انسان پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ وہ اپنی سوچ اور فکر پر قابو نہیں رکھ پاتا کہ انسان کسی موقع پر بہت زیادہ خوشی کی حالت میں ہوتا ہے یا بہت زیادہ پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے یا نہایت خوف زدہ ہوتا ہے اس قسم کی صورتحال کے پیش نظر اس کے زبان سے کوئی کفریہ کلمہ نکلے تو یہ احوال اس کے لیے رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ بات منقول ہے:

﴿وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَ لٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الاحزاب : ۵)

''تمہیں ان چیزوں پر گناہ نہیں جن پر تم غلطی کرو لیکن جو تمہارے دل پورے ارادے کے ساتھ کام کریں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے کہ جب انسان جنگل میں اپنی سواری پر سفر کر رہا ہو اور اس کی سواری اس آدمی کے سامان خورد ونوش لے کر گم ہو جائے اور وہ آدمی اس سواری کی تلاش میں کسی درخت کے پاس آئے اور اس کے سائے میں لیٹ جائے تو ابھی وہ اسی حالت میں ہو تو اچانک بیدار ہونے پر وہ دیکھے کہ اس کی سواری اس کے پاس کھڑی ہے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی لگام کو پکڑے اور اسی خوشی کی کیفیت میں وہ ان الفاظ میں پکارے:
اے اللہ میں تیرا رب اور تو میرا بندہ ہے تو اس شخص نے اپنی بے انتہا خوشی کی وجہ سے اپنی زبان سے غلط کلمہ نکالا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے رجوع سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے۔'' ❶

ایک رکاوٹ یہ بھی ہے کہ انسان کفر کے اطلاق میں تاویل کرتا ہو یعنی وہ اس کام کو درست سمجھ کر کر رہا ہو، چنانچہ یہ بھی اس کے لیے ایک رکاوٹ ہوگی۔ کیوں کہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ یہ گناہ اور دینِ اسلام کی مخالفت ہے لہٰذا یہ شخص بھی درج بالا آیت کریمہ لیس علیکم جناح کے مضمون میں شامل سمجھا جائے گا۔ اس لیے بھی کہ اس کی محنت اور کوشش کا یہی نتیجہ ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرہ: ٢٨٦)

''اللہ کسی انسان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔''

مغنی کے مؤلف فرماتے ہیں: ''اگر کوئی شخص معصوم لوگوں کا مال و جان حلال سمجھتے ہوئے بغیر کسی واضح دلیل اور شبہ کے حلال سمجھے تو یہ شخص بھی کافر ہوگا۔ اگر دلیل کے ساتھ کوئی ایسا کام کرے جیسے خارجیوں نے کیا تھا۔ اس بات کا تذکرہ ہم نے دوسرے مقام پر کیا ہے کہ اکثر فقہاء ان لوگوں کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ مسلمانوں کے مال و جان کو حلال سمجھ کر ان پر حملہ آور ہوئے ہیں، ان لوگوں کی نیت یہ تھی کہ اس سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب و رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔''

مزید فرماتے ہیں: ''خارجیوں کا یہ موقف معروف ہے کہ وہ اکثر صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ کو بھی کافر سمجھتے ہیں، اسی طرح ان کا مال و جان حلال سمجھ کر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کا یہ نظریہ تھا کہ ہم ان کو قتل کر کے اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبہ ح: ٦٣٠٩۔ صحیح مسلم، کتاب التوبہ ح: ٢٧٤٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود فقہائے کرام نے ان کے کفر کا فیصلہ نہیں کیا کیونکہ وہ ایسا کام کرنے کے لیے قرآن وحدیث سے دلائل پیش کرتے ہیں۔اسی طرح ہر حرام کام کو جب حلال سمجھا جائے اور اس کی بنیاد کسی دلیل پر ہو تو اس کا حکم بھی اسی طرح ہوگا جو ہم نے درج بالا سطور میں ذکر کیا۔'' ❶

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''خارجیوں کی بدعت یہ تھی کہ انہوں نے قرآن مجید کے معنیٰ ومفہوم کو غلط سمجھا ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ قرآن مجید کی مخالفت کریں لیکن انہوں نے قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو ایسے مفہوم میں لیا جن کے لیے وہ آیات اور احادیث دلالت نہیں کرتی تھیں، چنانچہ انہوں نے یہ سمجھا کہ گناہ کرنے والے افراد کو کافر قرار دیا جائے۔''

اسی طرح دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ''خارجیوں نے سنتِ رسول ﷺ کی مخالفت کی حالانکہ قرآن مجید نے اس سنت کی پیروی کا حکم دیا تھا، قرآن مجید نے ایمان والوں کو دوست بنانے کا حکم دیا تھا لیکن انہوں نے اہلِ ایمان کو کافر کہا۔اسی طرح قرآن مجید میں مذکور مشتبہ آیات کی تلاش میں رہے، قرآن سننے کے بعد اس میں تاویل کرنے لگے ایسی تاویل جو اہل قرآن یعنی صحابہ وتابعین کے ہاں معروف نہ تھی اس طرح یہ علم میں کمزور ہو گئے۔ نیز اتباعِ سنت میں بھی پیچھے رہے۔لہٰذا یہ مسلمانوں کی اس جماعت کے پاس نہ بیٹھتے تھے جو لوگ حقیقت میں قرآن مجید کو صحیح مفہوم کے ساتھ سمجھتے تھے۔''

دوسری جگہ اس طرح لکھا ہے: ''تمام ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ خارجی لوگ غلط اور گمراہ تھے۔لیکن آیا وہ کافر تھے یا نہیں؟ اس بارے میں دو مشہور قول موجود ہیں۔ بالخصوص حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سمیت کوئی بھی صحابی ایسا نہ تھا جو ان خارجیوں کو کافر کہتا ہو، بلکہ یہ سب لوگ ان کو ظالم اور حد سے گزرنے والے سمجھتے تھے، جیسا کہ یہ بات مختلف روایات میں منقول ہے کہ صحابہ کرام نے ان کے متعلق ایسے ہی ملتے جلتے الفاظ استعمال کیے ہیں۔'' ❷

---

❶ المغنی: ۱۳۱/۸.

❷ مجموع الفتاویٰ: ۳۰/۱۳، ۲۱۰ و۲۸/۵۱۸، ۲۱۷/۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک جگہ لکھتے ہیں: ''یہی بات امام احمد جیسے ائمہ سے بھی منقول ہے۔''

ایک مقام پر لکھتے ہیں: ''وہ خارجی جو تیر کی طرح دین سے نکل جائیں گے ان کے متعلق نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ان سے جنگ کی جائے، چنانچہ امیر المومنین علی بن ابی طالب نے ان سے جنگ کی ہے۔ نیز مسلمانوں کے ائمہ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین وغیرہ سب ان سے جنگ کرنے کو درست سمجھتے تھے۔ علی بن ابی طالب اور سعد بن ابی وقاص وغیرہ نے بھی انہیں کافر نہیں کہا۔ بلکہ اس جنگ کے باوجود انہیں مسلمان سمجھتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے اس وقت جنگ کی ابتدا کی جب خارجیوں نے ناحق خون بہانا شروع کیا، مسلمانوں کے مال و جان پر حملہ آور ہوئے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اقدامِ جنگ ان کی سرکشی ختم کرنے کے لیے تھا، نہ کہ ان کو کافر سمجھتے ہوئے۔''

یہی وجہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ان کی عورتوں کو قیدی نہیں بنایا، ان کے مال کو مالِ غنیمت نہیں سمجھا حالاں کہ ان لوگوں کی گمراہی قرآن وسنت سے ثابت ہو چکی تھی۔ جب صورتحال یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اس حکم کہ ''ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کی جائے'' اس سب کے باوجود ان کو کافر نہیں کہا گیا تو پھر ایسے عقائد ونظریات رکھنے والے لوگ جن کے بارے میں صحیح اور غلط مسائل غیر واضح ہیں۔ کسی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ایک دوسرے کو کافر کہیں اور ایک دوسرے کے مال و جان کو حلال سمجھتے ہوئے ان پر حملہ آور ہوں اگرچہ ان میں کوئی واضح بدعت موجود ہو۔ جب یہ لوگ دوسروں کو کافر کہیں گے تو ان کی یہ بدعت اُن کی نسبت زیادہ خطرناک ہوگی۔ عام طور پر اس قسم کے لوگ اپنے اختلافات کے حقائق سے جاہل اور ناواقف ہوتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک موقع پر فرماتے ہیں: ''جب مسلمان کسی دلیل کی بنیاد پر کسی سے جنگ وقتال میں کود جائے یا کسی دلیل کی بنیاد پر کافر کہے تو کہنے والے کو کافر نہیں کہا جائے گا۔''

ایک موقع پر فرماتے ہیں: ''علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اللہ اور اس کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رسول کے مذکورہ حکم ان نابالغ نوجوانوں پر بھی ثابت ہوتے ہیں یا نہیں! یہ اقوال تین طرح کے ہیں، صحیح وہ ہے جس کے لیے دلائل قرآن مجید میں موجود ہیں۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (الاسراء: ١٥)

"ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں کرتے جب تک کہ کوئی رسول نہ بھیج دیں۔"

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ م بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (النساء: ١٦٥)

"یہ رسول خوشخبری دیتے ہیں، ڈراتے ہیں تاکہ اللہ کے پاس لوگوں کے لیے کوئی حجت باقی نہ رہے۔"

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"اب کسی کے پاس اللہ کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہ گیا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس سے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیج دیے ہیں۔" [1]

خلاصہ بحث یہ ہے کہ کتاب و سنت اور سلف صالحین کے اقوال و دلائل کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایسا ناواقف آدمی معذور ہے اور اس کا عذر قبول کیا جائے گا جب وہ اپنی زبان اور اپنے عمل میں کوئی کفریہ کام کرے یا بولے، جیسے اگر کوئی نافرمانی والا کام کرتا یا جملہ بولتا ہے تو اس کی لاعلمی کو بطور عذر قبول کیا جاتا ہے۔

فاضل مؤلف نے اس موقع پر نہایت ضروری مسائل ذکر کیے ہیں:

مسلمان کو ہمیشہ توحید کا مفہوم اچھی طرح سمجھنا اور یاد رکھنا چاہیے نیز اپنے اقوال و اعمال کی نگرانی کرے تاکہ بے شعوری، غلط فہمی اور جلد بازی میں بھی مسلمان شرکیہ اعمال و افعال سے محفوظ رہے۔ غور کیجیے! موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا مطالبہ کیا تھا:

---

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید، باب قول النبی ﷺ لا شخص غیر من اللہ: ٧٤١٦۔ صحیح مسلم، ح: ١٤٩٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

(الاعراف: ۱۳۸۔۱۳۹)

"ہمارے لیے بھی ایک معبود مقرر کر دو جیسا ان کا ایک معبود ہے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم جاہل لوگ ہو۔ یہ اپنے انہی اعمال میں تباہ ہونے والے ہیں اور جو کر رہے ہیں وہ باطل ہے۔"

معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس مطالبہ کو جہالت سے تعبیر فرمایا، جب کوئی آدمی یہ سمجھتا ہو کہ میں توحید کا مفہوم جانتا ہوں تو اس سے بالخصوص، ایسی جہالت کا امکان زیادہ ہوسکتا ہے۔ لہٰذا خود اپنے متعلق انسان کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے۔

بعض لوگ فلسفیانہ موشگافیاں کرتے ہوئے کلمہ: لا الہ الا اللہ کا ایسا مفہوم بیان کرتے ہیں جو صرف نا قابل فہم ہی نہیں بلکہ مشرکین مکہ جنہوں نے سب سے پہلے اس کا انکار کیا تھا وہ بھی اس کلمہ کو ان مفاہیم میں نہیں سمجھتے تھے۔ وہ مسلمانوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق ہی کلمہ کو سمجھتے تھے۔

واعلم أنه سبحانه من حكمته لم يبعث نبيًّا بهذا التوحيد الا جعل له أعداء كما قال الله تعالىٰ: ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾

[الانعام: ۱۱۲]

وقد يكون لأعداء التوحيد علوم كثيرة، وكتب وحجج؛ كما قال الله تعالىٰ: ﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾

[غافر: ۸۳]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اذا عرفت ذلك ، وعرفت: ان الطريق الى الله لا بدله من أعداء قاعدين عليه ، أهل فصاحة وعلم وحجج ، فالوا جب عليك أن تتعلم من دين الله ما يصير لك سلاحًا تقاتل به هؤلاء الشياطين الذين قال امامهم ومقدمهم لربك: ﴿لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ o ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾ [الاعراف: ١٦، ١٧]

یہ بات بھی مدِنظر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت رہی ہے کہ اس نے اس توحید کی دعوت دے کر جتنے بھی نبی و رسول بھیجے، ان انبیاء و رسل کے دشمن بھی پیدا فرمائے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ (الانعام: ١١٢)

''ہم نے اسی طرح شریر آدمیوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنایا، وہ ایک دوسرے کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے۔''

بعض اوقات دشمنان توحید علوم و معارف اور دلائل و کتب سے بھی مسلح ہو سکتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (المؤمن: ٨٣)

''پس جب کبھی ان کے پیغمبران کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ اپنے علم پر اترانے لگے۔''

جب آپ نے یہ جان لیا کہ اللہ کی راہ میں دین کے دشمن بیٹھے ہوئے ہیں جو علم و فصاحت اور دلیل و برہان سے مسلح بھی ہیں تو آپ کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ دین کا اتنا علم تو ضرور حاصل کریں جو ان دشمنان دین سے مقابلہ کرنے کے لیے کافی ہو سکے، جن کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام اور پیش رو ابلیس نے اللہ عزوجل سے کہا تھا:

﴿لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ. ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ م بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ط وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾ (الاعراف: ١٦-١٧)

''میں بھی تیری سیدھی راہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا، پھر ان کے پاس ان کے آگے سے، ان کے پیچھے سے، ان کی داہنی طرف سے اور ان کی بائیں طرف سے آؤں گا اور تو اکثر آدمیوں کو شکر گزار نہیں پائے گا۔''

شرح

فاضل مؤلف نے اس موقع پر ایک عظیم الشان فائدہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے دشمن انسانوں اور جنوں میں سے بنائے تھے۔ دشمنی کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ حق پوری طرح واضح اور نکھر جاتا ہے کیونکہ جب مخالفت ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں دلائل نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت انبیاء اور ان کے ماننے والے صحابہ کرام سب کے لیے ہے۔ انبیائے کرام کی طرح ان کے صحابہ کرام کو بھی تکلیفوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ (الانعام: ١١٢)

''اسی طرح بنائے ہم نے ہر نبی کے لیے شیطان دشمن جو انسانوں اور جنوں میں سے تھے وہ ایک دوسرے کے کان میں خوبصورت اور دھوکے والی بات پھونکتے تھے۔''

دوسرے موقع پر فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيرًا﴾ (الفرقان : ۳۱)

''اسی طرح ہم نے مجرموں کو ان کا دشمن بنایا اور تمہارا رب راہنمائی کرنے والا اور مدد کرنے والا کافی ہے۔''

ان مجرم لوگوں نے رسولوں اور صحابہ کرام پر بہت زیادتیاں کیں۔ بالخصوص انہوں نے دو کام کیے: سب سے پہلے ان کی دعوت میں شکوک وشبہات پیدا کیے اور دوسرے مرحلے پر ان سے عملاً دشمنی کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا﴾ ''تیرا رب تیری راہنمائی کرنے والا کافی ہے۔''

یعنی اگر کوئی شخص انبیائے کرام یا صحابہ کرام کو گمراہ کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی راہنمائی تمہارے لیے کافی ہوگی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دشمنی کے بارے میں فرمایا: ﴿وَنَصِيرًا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مقابلے میں تمہارے لیے بہتر مدد آئی گی۔ یعنی جب بھی کوئی اللہ کے نبی کے ساتھ یا نبی کے صحابہ کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کے لیے موجود ہوگا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور ان کی پیروی کرنے والوں کے صحابہ کرام کی راہنمائی بھی کی اور ان کے دشمن اگرچہ اپنے وقت کے بہت بڑی سپر طاقتیں تھیں ان کے خلاف اللہ تعالیٰ نے ان کی معاونت اور مدد فرمائی۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم دشمنوں کے عظیم الشان لشکر دیکھ کر گھبراہٹ میں مبتلا نہ ہوں۔

چنانچہ ہم کو مایوس ہونے کی بجائے اپنے حوصلے بلند رکھنے چاہئے، روزِ قیامت متقین کا انجام اچھا ہوگا ان شاء اللہ۔ اچھی امید دعوت کے پھیلاؤ اور اس کی کامیابی میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ جیسے مایوسی، گھبراہٹ اور بزدلی دعوت میں نقصانات اور اس کے نتائج کی تاخیر کا سبب بنتی ہے۔

دین اسلام جاننا ضروری ہے

کبھی ایسے موقع سے بھی واسطہ پڑھتا ہے کہ مشرک اور اسلام کے مخالفین کے پاس بے شمار

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

علوم ہوتے ہیں، وہ اپنے علوم میں اثر ورسوخ بھی رکھتے ہیں اس قسم کے علوم سے اعتراضات اورشکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں جن سے وہ لوگوں کو دھوکہ دے کر دین اسلام سے ہٹاتے ہیں، حق اور باطل کواس طرح آپس میں ملا جلا دیتے ہیں کہ عام آدمی اس میں سے درست بات کی تمیز کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا جَائَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾

''جب ان کے پاس اللہ کے رسول علم لے کر آئے تو یہ اپنے پاس والے علم پر ہی خوش ہوگئے۔''

ان کی یہ خوشی قابلِ مذمت ہے کیونکہ وہ ایسے کام سے خوش ہورہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہیں۔ چنانچہ ان کی یہ خوشی بھی قابل مذت ہوگی۔

فاضل مولف نے یہاں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دشمنانِ اسلام کے پاس جو فنون ہوتے ہیں جن سے وہ اسلام کی مخالفت اور مزاحمت کرتے ہیں ایسے فنون کوسیکھنا چاہیے اوران شبہات سے واقفیت حاصل کرنی چاہیے تاکہ مسلمان ان سے مقابلہ کرتے اور دعوت پیش کرتے ہوئے ہرطرح کے دلائل سے آراستہ ہوں، یہی رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اوران کی راہنمائی ہے۔ آپ ﷺ نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ ﷺ نے معاذ کوفرمایا: تم ایسی قوم کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں۔ [1]

یہ بات آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو اس لیے ذکر کی تاکہ وہ اہلِ کتاب کے مقابلے میں اپنے دین کی دعوت پیش کرتے ہوئے اس سے متعلق تیاری کرلیں۔

یہ تیاری دوطرح کی جاسکتی ہے:

ا۔ انسان کے پاس عقلی اور نقلی دلائل موجود ہوں تاکہ ان دلائل کو اچھے اور عمدہ انداز میں ان کے سامنے پیش کرسکے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ ح: ۱۳۹۵۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدعا الی الشھادتین، ح: ۱۹۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۲۔ آدمی کو اپنے مخالفین کے دلائل سے واقفیت بھی ہونی چاہئے تا کہ آپ کی دعوت کے دوران وہ کوئی اعتراض اٹھائیں تو آپ اچھے طریقے سے جواب دے سکیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب کوئی آپ کے بالمقابل دلیل پیش کرتا ہے تو وہی دلیل حقیقت میں اس کے خلاف ہوتی ہے ،اس کے حق میں نہیں ہوتی ۔ دراصل واقعہ یہی ہے کہ اسلام کا مخالف جب بھی کوئی دلیل پیش کرے گا تو وہ دلیل اس کے حق میں ہونے کی بجائے اس کی مخالفت میں جائے گی ،اس لیے جو شخص ان کے مقابلے میں کھڑا ہو یا مناظرہ کرے دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

ا۔ وہ اپنے مدمقابل کے تمام دلائل سے واقف ہو، تا کہ بوقتِ ضرورت ان کا رد کر سکے۔

۲۔ انسان کو نقلی اور عقلی تمام دلائل کی سمجھ بوجھ ہونی چاہیے تا کہ وہ اپنی بات کو اچھے اور خوبصورت انداز میں پیش کر سکے۔

ولكن اذا أقبلت على الله ، وأصغيت الىٰ حججه وبيِّناته ، فلا تخف ولا تحزن ﴿اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا﴾ [النساء: ٧٦]

والعامِّى من الموحدين يغلب الفًا من علماء هؤلاء المشركين ؛ كما قال تعالىٰ: ﴿وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ [الصافات: ١٧٣]

فجندالله هم الغالبون بالحجة واللسان ، كما أنهم الغالبون بالسيف والسنان .

وانما الخوف علىٰ الموحد الذى يسلك الطريق وليس معه سلاح۔

وقد مَنَّ الله تعالىٰ علينا بكتابه الذى جعله: ﴿تِبْيٰنًا لِّكُلِّ شَىْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ [النحل: ٨٩]

فلا يأتى صاحب باطل بحجة الا وفى القرآن ما ينقضها ويبين

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بطلانها ، كما قال تعالىٰ : ﴿وَلَا يَأْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيْرًا﴾ [الفرقان : ٣٣]

قال بعض المفسرين: هذه الآية عامة فى كل حجة يأتى بها أهل الباطل اِلىٰ يوم القيامة .

لیکن اگر آپ اللہ تعالیٰ سے لَو لگائیں اور اس کی آیات و بینات پر کان دھریں تو آپ کو کوئی خوف وغم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا﴾ (النساء: ٧٦)

''بے شک شیطان کا مکروفریب بودا ہے۔''

ایک عام موحدان مشرکین کے ہزار علماء پر بھاری ہوتا ہے۔ارشادالٰہی ہے:

﴿وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ (الصافات : ١٧٣)

''بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا۔''

چنانچہ دلیل و برہان کے میدان میں بھی اللہ کا لشکر ہی غالب ہوگا جس طرح کہ تیروتلوار کے ذریعے وہ غالب آتے ہیں۔ البتہ خطرہ اس موحد کو ہے جو ہتھیار کے بغیر راہ حق میں نکل پڑا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسی کتاب عطا فرمائی ہے، جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ (النحل : ٨٩)

''جو ہر چیز کو بیان کرنے والی نیز مومنوں کے لیے سراپا ہدایت و رحمت اور خوشخبری ہے۔''

اہل باطل جو بھی دلیل لے کر آتے ہیں ، یہ کتاب اس دلیل کا جواب دیتی اور اس کا بطلان واضح کر دیتی ہے، جیسا کہ قرآن کریم کا اعلان ہے:

﴿وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِيْرًا﴾

(الفرقان : ٣٣)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''یہ جب کوئی نیا اعتراض تیرے پاس لائیں گے تو ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ تفسیر آپ کو بتا دیں گے۔''

بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت اہل باطل کی ہر اس دلیل کے بارے میں ہے جسے وہ قیامت تک پیش کرتے رہیں گے۔

شرح

موحد اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور حق کی صحیح پہچان حاصل کرے تو وہ اپنے مدمقابل مشرکین کے دلائل سے بالکل خوف زدہ نہ ہوگا، کیونکہ حقیقت میں ان کے دلائل کمزور ہوتے ہیں۔ دراصل یہ دلائل شیطان کے دھوکہ اور فریب پر مشتمل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾

''شیطان کا دھوکہ کمزور ہوتا ہے۔''

جو آدمی توحید کے تمام تقاضوں یعنی توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء و صفات کو پوری طرح اپناتا ہے تو وہ شخص غالب رہے گا، مشرکین علماء اگرچہ ہزار افراد پر مشتمل گروہ ہو۔ بنیادی سبب یہ ہے کہ مشرکین مکمل توحید پر عمل پیرا نہیں ہوتے وہ صرف توحید ربوبیت پر اکتفا کرتے ہیں، یہ توحید مکمل نہیں۔ نبی ﷺ نے ایسے ہی مشرکین سے جنگ کی جو توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن اس اقرار کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ لہٰذا ایسا عام آدمی جو حقیقت میں توحید کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ یہ شخص بہر حال ان سب سے بہتر ہے۔

آیت کریمہ میں سے جند اللہ مراد اللہ تعالیٰ کے مومن بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں، ان کے جہاد کے دو طریقے ہیں:

ا۔ وہ آیت کریمہ اور حدیث نبویہ کی روشنی میں اپنے موقف کا اظہار کرتے ہیں یہ طریقہ ان کا منافقین کے مدمقابل ہوتا ہے جن کی دشمنی ابھی پوری طرح نمایاں ہو کر سامنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں آئی، چنانچہ ان کے سامنے آیتِ قرآنیہ اور دلائلِ شرعیہ پیش کرتے ہیں۔

۲۔ ان مشرکین اور کافروں کے خلاف ہوتا ہے جو خالص مشرک اور کافر ہیں۔ ان کے ساتھ تلوار اور اسلحہ سے لیس ہو کر جہاد کیا جاتا ہے یہ لوگ اعلانیہ کفر کرتے ہیں۔ ان ہر دو قسم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ جَٰهِدِ ٱلْكُفَّارَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ﴾ (التحریم: ۹)

''اے نبی! کفار سے جہاد کیجئے اور منافقین سے بھی جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے ،ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔''

خالص اور پکے کافر کے خلاف بھی تلوار سے لیس ہونے سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت پیش کی جائے، اگر وہ اس دعوت کو قبول نہ کریں تو پھر ان کے خلاف میدان میں جنگ ہوگی۔

امت اسلامیہ کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کے دفاع کے لیے ہر طرح مسلح ہوں، اگر فکری محاذ سے حملہ ہوتا ہے تو مضبوط اور روشن دلائل سے دفاع کیا جائے، اسی طرح اگر معاشی واقتصادی حملے ہوتے ہیں تو اسی میدان میں اس کا جواب دیا جائے اور جب دشمن مسلح ہو کر حملہ آور ہو تو اس کے ساتھ میدان کارزار میں مقابلہ کرنا چاہیے۔

لہٰذا جو مسلمان موحد دلائل سے پوری طرح آراستہ نہ ہو اسے اپنے دلائل کو پیش کرنے نیز مد مقابل کے پیش کردہ اعتراضات کو رد کرنے کی اچھی صلاحیت نہ ہو تو ایسے فرد سے یہ خوف رہتا ہے کہ مقابلہ کے وقت ناکام ہو جائے گا۔ لہٰذا اپنی مناظرانہ صلاحیت کو مکمل کر کے میدان میں آئے کیوں کہ مناظرہ میں دو باتیں ضروری ہوتی ہیں:

۱۔ اپنے دلائل کا اثبات

۲۔ مخالف کے دلائل کی تردید۔ جب تک بھرپور صلاحیت نہ ہو یہ دونوں کام ناممکن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ امت اسلامیہ پر احسان فرمایا ہے:

﴿لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حَمِيْدٍ﴾ (فصلت : ٤٢)

''اس قرآن کے آگے اور نہ پیچھے کوئی باطل نہیں آئے گا، یہ دانا اور تعریف کیے ہوئے کی طرف سے نازل کردہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو وضاحت کرنے والا بنایا ہے جو انسانی ضروریات کے سلسلہ میں ان کی زندگی اور بعد از موت ہر مرحلہ کے حالات وواقعات خوب اچھی طرح بیان فرمائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں مذکورہ وضاحتیں دو قسموں کی ہیں۔

۱۔ قرآن مجید وہ بات پوری طرح بیان کرکے اس کے احکامات واضح کر دے اس کی مثال درج ذیل آیاتِ کریمہ میں موجود ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ﴾ (المائدہ : ٣)

''تم پر مردار، خون اور خنزیر حرام کر دیا گیا۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ (النساء : ٢٣ـ٢٤)

'' تمہارے اوپر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، رضاعی مائیں، رضاعی بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں اور اسی طرح تمہاری وہ بیٹیاں جو تمہاری بیویوں کی گود میں تھیں جن بیویوں سے تم نے صحبت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کی ہے اگر تم نے ان کے ساتھ صحبت نہیں کی تو کوئی گناہ نہیں اور تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں (یعنی بہوئیں) اور اس بات کو بھی حرام کر دیا گیا کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو البتہ جو گزر چکا سو گزر چکا، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور پاک دامن عورتیں بھی سوائے یہ جو تمہاری لونڈیاں ہیں یہ تمہارے لیے لکھ دیا ہے ان کے علاوہ سب تمہارے لیے حلال ہیں۔"

۲۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کسی بات کی طرف اشارہ فرما دیتے ہیں۔ اس اشارے میں جو چیزیں ہوں گی وہ ساری وضاحت ہی ہوگی، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (النساء: ۱۱۳)

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر قرآن اور حکمت نازل فرمائی۔"

یہاں حکمت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور آپ کے احوال ہیں یعنی ان کی سنت کو حکمت سے تعبیر کیا گیا۔ چنانچہ سنت قرآن مجید کی وضاحت کرنے والی ہے۔

دوسری جگہ ان الفاظ میں ذکر کیا:

﴿فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۷، النحل: ۴۳)

"جو کسی بات کی حقیقت سے واقف ہوں تم ان سے سوال کرو جس بات سے تم ناواقف ہو۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں ہر چیز کے متعلق ان کے واقف کاروں سے ہی پوچھنا چاہیے، اس سلسلے کا ایک واقعہ منقول ہے:

ایک مسلمان عالم کے پاس ایک عیسائی آیا، اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ قرآن مجید کے بارے میں اعتراضات اور سوالات کرے گا، وہ عالمِ دین اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ عیسائی کہنے لگا کہ یہ کھانا کیسے تیار ہوتا ہے؟ اس کا ذکر کہاں ملے گا؟ عالمِ دین نے کھانا پکانے والے باورچی کو بلایا اسے کہا کہ کھانا پکانے کا طریقہ بتاؤ، چنانچہ اس نے سارا طریقہ بیان کیا۔ عالم دین نے فرمایا کہ قرآن مجید میں بھی اسی طرح منقول ہے۔ عیسائی بڑا حیران ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور کہنے لگا کہ یہ بات کہاں ہے؟ عالم دین نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ کر سنا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۷)

''پوچھوتم واقف کاروں سے اگر تم لاعلم ہو۔''

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہر چیز کا علم حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ جو اس علم سے واقف ہیں ان سے سوال کیا جائے ۔قرآن مجید کا مقصد اور مطلوب بھی یہی ہے کہ جو شخص ناواقف اور لاعلم ہے وہ اہلِ علم اور واقف لوگوں سے پوچھ لے۔

مشرک یا گمراہ جو دلیل پیش کرے گا اگر موحد غور وفکر کرے تو قرآن مجید میں ہی اس کا جواب موجود ہوگا بلکہ دوسری صورت میں اگر کوئی قرآن مجید سے یا کتاب و سنت کی صحیح روایات اپنے غلط عقائد کے اثبات کے لیے سنائے گا تو یہ دلیل اس کے اپنے حق میں ہونے کی بجائے اس کی مخالفت میں ہوگی ۔امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو بدعتی اپنے غلط نظریے کے لیے کتاب وسنت سے صحیح دلائل پیش کرے تو یہ دلیل دراصل اس کے حق میں ہونے کی بجائے اس کے خلاف ہوگی اس کی موافقت میں نہ ہوگی ۔''

فاضل مؤلف رحمہ اللہ اس آیت کریمہ سے یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ موحد آدمی کے پاس جو دلیل ہے وہ زیادہ عمدہ اور زیادہ واضح ہے جبکہ اس کے مدمقابل کے پاس کوئی ایسی ٹھوس دلیل نہ ہوگی ، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَأْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا﴾

''یہ لوگ تمہارے سامنے جو مثال بھی پیش کریں گے ہم اس موقع پر آپ کے لیے سچ بات اور اس سے اچھی تفسیر لے آئیں گے۔''

یعنی آپ کے دلائل ان کی نسبت زیادہ مضبوط ،قوی ، واضح اور دوٹوک ہوں گے ۔اسی لیے آپ دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اعتراضات کے ساتھ ساتھ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان کا جواب بھی پیش کیا ہے۔ تا کہ ہر انسان کو حقیقت سمجھ آ جائے اور ہر کوئی اس میں فرق کر سکے۔

یہاں اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ انسان اپنے مدمقابل کے خلاف آنے سے پہلے اس کے دلائل سے پوری طرح واقف ہو۔ عدم واقفیت کی صورت میں اگر وہ میدان میں آئے گا تو مناظرہ کا نتیجہ اس کے خلاف ہو سکتا ہے۔ یہ بات بالکل اسی طرح ہے کہ اگر کوئی انسان کسی جنگ میں کودنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلحہ کی تیاری کرے اور میدان میں اترنے کے لیے مختلف جنگی داؤ پیچ سیکھے، ورنہ وہ میدان میں آنے کے باوجود نقصان اٹھا سکتا ہے اور اپنے مدمقابل کے زیرِ نگیں ہو سکتا ہے۔

وأنا أذكر لك أشياء مما ذكر الله في كتابه جوابًا لكلام احتج به المشركون في زماننا علينا۔

فنقول: جواب أهل الباطل من طريقين: مجمل، ومفصل۔

أما المجمل: فهو الأمر العظيم والفائدة الكبيرة لمن عقلها، وذلك قوله تعالىٰ: ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [آل عمران: ٧]

وقد صح عن رسول الله ﷺ أنه قال: ((اذا رايتم الذين يتبعون ما تشابه منه فأولئك الذين سمىٰ الله فاحذروهم)).

مثال ذلك: اذا قال لك بعض المشركين: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا یَحْزَنُوْنَ﴾ [يونس: ٦٢]

وأن الشفاعة حق، وأن الأنبياء لهم جاه عندالله، أو ذكر كلامًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

للنبى ﷺ، يستدل به علىٰ شىء من باطله، وأنت لا تفهم معنىٰ الكلام الـذى ذكره، فجاوبه بقولك: ان اللّٰه ذكر فى كتابه ان الذين فى قلوبهم زيـع يتـركـون الـمـحكم ويتبعون المتشابه، وما ذكرته لك من أن اللّٰه تعالىٰ ذكر أن المشركين يقرون بالربوبية.

وأن كـفـرهـم بتـعـلـقهـم علىٰ الملائكة والأنبياء والأولياء مع قولهم: ﴿هٰٓـؤُلَـآءِ شُـفَعَٰٓؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [يونس:١٨]؛ هذا أمر محكم بيِّن لا يقدر أحد أن يغير معناه.

ومـا ذكـرت لـى أيهـا المشرك من القرآن أو كلام النبى ﷺ، لا أعرف مـعـنـاه، و لـكـن أقـطع أن كلام اللّٰه لا يتناقض وأن كلام النبى ﷺ لا يخالف كلام اللّٰه.

وهذا جواب جيد سديد ولكن لا يفهمه الا مَنْ وفقه اللّٰه فلا تستهن به، فـانـه كما قال تعالىٰ: ﴿وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾ [فصلت: ٣٥]

شبہات اوران کے جواب

ہمارے زمانے کے مشرکین ہمارے خلاف جو دلائل پیش کرتے ہیں ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو باتیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے بعض ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

اہل باطل کو دو طریقوں سے جواب دیا جا سکتا ہے۔ایک ''مجمل'' اور دوسرا ''مفصل'' مجمل جواب سمجھ بوجھ رکھنے والوں کے لیے بڑا ہی گرانقدر اور فائدہ مند ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيْلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهُ إِلَّا اللّٰهُ﴾

(آل عمران: ۷)

''اس نے تم پر کتاب اتاری۔ اس میں سے بعض آیتیں محکم ہیں جو قرآن کی اصل ہیں اور بعض آیتیں متشابہ ہیں، تو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ لوگوں کو گمراہ کرنے اور اصل حقیقت دریافت کرنے کی نیت سے متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں حالانکہ ان کی اصل حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ فَأُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ، فَاحْذَرُوْهُمْ﴾ (بخاری، ح: ٤٥٤٧)

''جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرآن کی متشابہ آیات کے پیچھے پڑے ہوں تو سمجھ لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ نے قرآن میں نام لیا ہے۔ پھر ان سے بچو۔''

اب اگر کوئی شخص آپ سے کہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾

(یونس: ٦٢)

''سن لو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں ان کو ڈر ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

یا یہ کہے کہ شفاعت برحق ہے یا یہ کہے کہ اللہ کے ہاں انبیاء علیہم السلام کا بڑا مقام و مرتبہ ہے یا اپنے باطل عقیدہ پر رسول اللہ ﷺ کی کسی حدیث سے استدلال کرے اور آپ کو اس حدیث کا معنی و مطلب معلوم نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں آپ اسے سیدھا سا جواب دے دیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے کہ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ محکم آیتوں کو چھوڑ کر متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ نیز گزشتہ صفحات میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ مشرکین توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن اس وجہ سے وہ کافر قرار پائے کہ انہوں نے ملائکہ، انبیاء اور اولیاء سے لو لگائی اور ان کے بارے یہ عقیدہ رکھا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿هٰؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ﴾ (یونس : ١٨)

''یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔''

مذکورہ باتیں بالکل واضح اور امر محکم کی حیثیت رکھتی ہیں، کسی کی مجال نہیں کہ وہ اس میں کوئی تغیر وتبدل کر سکے۔

لیکن اے اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے! آپ نے قرآنی آیات یا رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث بیان ہے، میں اس کی وضاحت پوری طرح تو نہیں کرسکتا تاہم یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ کے کلام میں کوئی تعارض ہے نہ رسول اللہ ﷺ کلام الٰہی کے خلاف کوئی بات کہہ سکتے ہیں۔

یہ ایک عمدہ جواب ہے۔ اسے معمولی نہ جانیں، اس جواب کی قدر و قیمت وہی سمجھ سکتا ہے جسے اللہ نے توفیق دی ہو۔ اس کی حیثیت وہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِيۡمٍ﴾

(حم السجدة : ٣٥)

''یہ بات انہی کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہی کو اس کی توفیق ہوتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں۔''

شرح

مشرکین کے شبہات اور ان کے جواب

فاضل مؤلف اس موقع پر مشرکین کے ان شبہات کا ذکر کرتے ہیں جو ان کے سامنے پیش کیا کرتے تھے، پھر ان کا جواب بھی بیان کرتے ہیں۔ درحقیقت ان کے شبہات کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ دھوکہ ہیں۔ ان شبہات کا دو طرح سے جواب دیا جائے گا:

١۔ جو ہر شبہ کے لیے دیا جا سکتا ہے یعنی اجمالی جواب ہوگا۔

٢۔ مفصل ہوگا۔ لہٰذا اہل علم کو بھی چاہیے کہ وہ مناظرے اور بحث کے موقع پر یہی طریقہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اختیار کریں کہ پہلے مختصر جواب دیں جو ان کے تمام قسم کے فریب و شبہات کا احاطہ کرتا ہو۔ پھر ہر مسئلے اور اس کے ہر جزو کا تفصیل سے جواب دیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ﴾

(ھود: ۱)

''یہ کتاب ہے اس کی آیات محکم ہیں پھر حکمت والے خبردار کی طرف سے اس کی تفسیر بھی کر دی گئی ہے۔''

مختصر جواب کے سلسلے میں فاضل مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ لوگ عام طور پر ایسی آیات پیش کریں گے جن کے بارے میں مسلّم ہے کہ یہ متشابہ ہیں اور یہ کام وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں ٹیڑھ پن ہو اور وہ غلط راستے کو اختیار کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے مذکورہ بالا آیت (آل عمران: ۸) کی تفسیر میں یہی بات فرمائی ہے، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے انہیں مختلف مسائل پر اعتراضات کی عادت ہوتی ہے، ایسے لوگ متشابہ آیات پیش کرتے ہیں تاکہ حقیقت کو غلط بات کے ساتھ اس طرح خلط ملط کر دیا جائے کہ لوگ اس کی حقیقت سے ناواقف ہو جائیں اور آپ اپنے عقیدے پر سوچنے لگیں کہ آیا یہ درست ہے بھی یا نہیں؟

اس طرح کا ایک واقعہ نافع بن ازرق اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مابین پیش آیا۔ اسے امام سیوطی رحمہ اللہ نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں ذکر کیا ہے۔ یہ واقعہ اپنے مضمون کے اعتبار سے نہایت مفید ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص قرآن مجید یا احادیثِ نبویہ میں سے متشابہ آیات و احادیث کو تلاش کر کے اپنے مؤقف کے اثبات میں پیش کرتا ہے تو اس کے متعلق ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ الفاظ فرمائے ہیں: ''جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ پن ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پھر نبی ﷺ نے ایسے لوگوں سے بچنے اور ان سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ شبہات پیش کر کے تمہیں گمراہ کر دیں۔ چنانچہ ان لوگوں کے طریقوں اور ان کی دعوتوں سے بھی بچنا ضروری ہے۔

شبہ نمبر ۱:...... فاضل مؤلف نے مشرکین کا ایک شبہ مثال کے لیے ذکر کیا ہے:

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (یونس: ٦٢)

"مشرکین کہتے ہیں کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا: اولیاء اللہ پر نہ خوف ہوگا نہ غم ہوگا۔"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اولیاء اللہ کا اللہ کے ہاں کوئی مرتبہ اور مقام ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قیامت کے دن انبیاء و اولیاء کی سفارش تو قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ وہ اس قسم کی باتیں پیش کرتے ہیں۔

جواب:...... یہ بات درست ہے لیکن اس میں تمہارے شرک کی کوئی دلیل نہیں کہ اس طرح تم انبیاء و اولیاء کو اللہ کے ہاں سفارشی بناؤ۔ تمہارا دعویٰ اور اس کے مطابق دلیل کارآمد نہیں۔ تمہارے متعلق ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ پن ہے وہی اس طرح کی مشتبہ آیات تلاش کرتے ہیں۔ اگر اس طرح کی مشتبہ آیات کو واضح آیات کے ساتھ ملا کر تشریح کی جائے گی تو اس کی حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اس میں آپ کے حق کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس میں آپ کے خلاف مفہوم موجود ہے۔

مشرکین کی طرف سے یہ شبہ اس لیے پیش کیا جائے گا کیونکہ وہ توحید ربوبیت کے قائل ہیں اور اس بات میں سچا ایمان رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ توحید الوہیت کے اعتبار سے وہ مشرک ہیں، کیونکہ وہ اس معاملے میں فرشتوں، انبیاء اور اولیاء اللہ کو اللہ کے علاوہ بھی پوجتے ہیں یعنی اللہ کے سامنے ان لوگوں کو اپنا سفارشی سمجھتے ہیں۔ اس طرح کا عقیدہ مشرکین مکہ کا تھا ان کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ نے جنگ کی اور ان کے مال و جان کو حلال سمجھا۔ یہ دلیل واضح ہے، اگر ہم مشتبہ دلیل کو اس کے ساتھ ملا کر دیکھیں گے تو پھر اس کی حقیقت واضح ہو جائے گی اور اس میں کسی قسم کا اشکال باقی نہ رہے گا۔ اور جب ان دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باتوں کو ملا کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے اور اس کے رب ہونے میں کوئی شریک نہیں، اسی طرح اس کی ملکیت میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی توحید ربوبیت کا اقرار تو کرتا ہے لیکن وہ توحید الوہیت میں شرک کرتا ہے تو ایسا شخص مشرک ہی رہے گا۔

تمہارے دعوے کے مطابق اس کا معنیٰ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے ہم اس کو ماننے کی بجائے اس کا انکار کرتے ہیں کیونکہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیاتِ کریمہ آپس میں ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہوتی اور اسی طرح نبی پاک ﷺ کا کلام بھی قرآنی آیات کے مخالف نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (النساء: ۸۲)

”یہ لوگ قرآن مجید پر غور وفکر کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا کلام ہوتا تو ضرور یہ لوگ اس میں بہت زیادہ اختلاف دیکھتے۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: ۸۹)

”ہم نے تم پر کتاب نازل کر دی ہے جو ہر چیز کی وضاحت کر دینے والی ہے۔“

پھر ایک جگہ فرمایا:

﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل: ۴۴)

”تاکہ آپ لوگوں کے لیے وہ سب بیان کر دیں جو ان لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے اور اس لیے بھی کہ وہ غور وفکر کریں۔“

اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ایک دوسرے کا مخالف نہیں اور قرآنی آیات بھی ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے ایک طرف یہ خبر دی کہ اس کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کوئی شریک نہیں اور نبی ﷺ نے بھی فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''❶

اس قسم کی تمام آیات و احادیث اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ اللہ تعالی کا کوئی شریک نہیں اور ان سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی عبادت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں جیسے اس کی ربوبیت میں کوئی شریک نہیں۔ لہٰذا ہر شبہ اور اعتراض کا جواب اسی انداز سے دینا چاہیے کہ پیش کردہ اعتراض کی محکم اور واضح احادیث کی روشنی میں تفسیر کی جائے تا کہ حقیقت واضح ہو سکے۔ اگر اس طرح عقلی اور نقلی دلائل پیش کیے جائیں تو یہ ممکن نہیں کہ مشرک اپنے اعتراضات اور شبہات کی متعلق مزید کوئی دلائل پیش کر سکیں اور اگر وہ پیش کریں تو ان کا جواب نہ دیا جا سکے۔

درج بالا جواب تو وہی بندہ سمجھ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو اور اس کا ذہن اعتراضات و شبہات کو سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کشادہ رکھا ہو یعنی اسی طرح پیش آمدہ اعتراضات کو اس سے عمدہ انداز میں دور کرنے کی توفیق میسر ہو۔

وأما الجواب المفصل فان أعداء الله لهم اعتراضات كثيرة علىٰ دين الرسل يصدون بها الناس عنه .

منها قولهم: نحن لا نشرك بالله ، بل نشهد انه لا يخلق ، ولا يرزق ، ولا ينفع ، ولا يضر الا الله وحده لا شريك له ، وأن محمدًا ﷺ لا يملك لنفسه نفعًا ، ولا ضرًا فضلًا عن عبدالقادر أو غيره .

ولكن أنا مذنب ، والصالحون لهم جاه عندالله ، وأطلب من الله بهم۔

❶ صحیح بخاری ، کتاب الایمان : ٨، صحیح مسلم ، کتاب الایمان : ١٦ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وجاوبه بما تقدم وهو: أن الذين قاتلهم رسول اللّٰه ﷺ مقرون بما ذكرت، ومقرون بأن أوثانهم لا تدبر شيئًا، وانما أرادوا الجاه والشفاعة، واقرأ عليه ما ذكر اللّٰه فى كتابه ووضحه۔

فان قال هؤلاء: الآيات نزلت فيمن يعبد الاصنام، كيف تجعلون الصالحين مثل الأصنام؟ أم كيف تجعلون الأنبياء اصنامًا؟ فجاوبه بما تقدم۔

مفصل جواب یہ ہے کہ اللہ کے دشمنوں کو انبیاء علیہم السلام کے دین پر بے شمار اعتراضات ہیں جن کے ذریعے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

ان کا یہ کہنا ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے بلکہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ خالق ورازق اور نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ کہ محمد ﷺ بھی اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں، چہ جائیکہ عبدالقادر یا دوسرے بزرگ ہوں۔ لیکن چونکہ ہم گناہ گار ہیں اور بزرگوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام ومرتبہ ہے، اس لیے ان کے واسطے سے ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔

اس دلیل کا آپ یہ جواب دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں سے قتال کیا وہ بھی ان باتوں کا اقرار کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ان کے پاس نفع ونقصان کا اختیار تو نہیں لیکن ہم ان کے واسطے سے جاہ ومرتبہ اور شفاعت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی آپ انہیں قرآن کی بات پڑھ کر سنائیں اور ان کی وضاحت کریں۔

اس پر اگر وہ اعتراض کریں کہ یہ بات تو ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ آپ انبیاء وصالحین کو بتوں جیسا کیوں بناتے ہیں؟ تو آپ اس اعتراض کا بھی وہی جواب دیں جو پہلے گزر چکا ہے، کیونکہ جب انہوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ کفار اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرتے تھے اور اللہ کے علاوہ جن صلحاء و ملائکہ کا وہ قصد کرتے تھے، ان سے صرف شفاعت کی امید رکھتے تھے۔ اس کے باوجود ان کو مشرک قرار دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح

تفصیلی جواب کا طریقہ یہ ہے کہ ہر شبہ اور اعتراض کو سامنے رکھ کر اس کے ہر جزو کا مختلف طریقوں سے رد کیا جائے۔

شبہ نمبر۲: ......اگر کوئی مشرک یہ اعتراض کرتا اور کہتا ہے کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، نفع ونقصان کا مالک نہیں ہے۔ محمد ﷺ بھی خود اپنے نفع ونقصان کے مالک نہ تھے کجا یہ کہ عبدالقادر جیلانی یا کوئی نیک شخص اپنا یا کسی دوسرے کے نفع ونقصان کا مالک ہو۔ یہی وہ توحید ہے جو انبیاء ورسل کی دعوت تھی۔ یہ اعتراض عام طور پر پیش کیا جاتا ہے لیکن اس میں کسی قسم کی قوت، جان اور حقیقت نہیں ہے۔

جواب: ......یہ تو وہی عقیدہ ہے جو مشرکین مکہ کا تھا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کے مال و جان کو حلال سمجھا، یہ توحید ربوبیت کہلاتی ہے اور یہ توحید ان کے کسی کام نہ آسکی۔

توحید الوہیت کسے کہتے ہیں!

توحید الوہیت کے دلائل پیش خدمت ہیں تاکہ لوگوں کے دل اس بات کی حقیقت کو سمجھ سکیں اور ان کے سامنے دلائل واضح ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء: ۲۵)

”ہم نے آپ سے پہلے جس رسول کو بھی بھیجا اس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور تم میری ہی عبادت کرو۔“

پھر ایک جگہ فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: ۵۶)

”ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا تاکہ وہ میری عبادت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کریں۔"

پھر ایک جگہ فرمایا:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (آل عمران : ۱۸)

"اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی گواہی دی ہے اور جو انصاف کے ساتھ قائم ہیں انہوں نے بھی گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ غالب حکمت والا ہے۔"

پھر ایک جگہ فرمایا:

﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (البقرہ : ۱٦۳)

"اور تمہارا الٰہ صرف ایک ہی الٰہ ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ رحمان ہے، وہ رحیم ہے۔"

پھر ایک جگہ فرمایا:

﴿فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنَ﴾ (العنکبوت : ٥٦)

"خاص میری ہی عبادت کرو۔"

ان کے علاوہ متعدد آیات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا اظہار کرتی ہیں اور اسے واجب اور ضروری قرار دیتی ہیں تاکہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کی جائے۔ اگر ان دلائل کو دیکھ کر کوئی شخص اپنا عقیدہ درست کر لے تو یہی اللہ تعالیٰ کا مطلوب ہے بصورت دیگر وہ شخص متکبر اور حق سے منہ موڑنے والا ہوگا۔ ایسے ہی شخص کے متعلق درج ذیل آیتِ کریمہ ہے:

﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ (النمل : ١٤)

"ان لوگوں نے اس پیغام کا انکار کیا اور ان کی جانوں نے ظلم اور تکبر کو اپنے دل میں باندھ لیا، آپ دیکھیں کہ ان فسادی لوگوں کا انجام کیا ہوتا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اعتراض: ......اگر مشرکین یہ اعتراض کریں کہ یہ آیات تو ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں جو بتوں کے پجاری تھے لیکن یہ اولیاء بت تو نہیں ہیں!

ایسی صورت میں آپ گزشتہ دلائل بھی ان کے سامنے پیش کر سکتے ہیں، یعنی جو شخص بھی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود والا درجہ دے یا بالفاظ دیگر اللہ کی عبادت کی طرح اس کی عبادت کرنے لگے تو گویا اس نے اسے معبود بنا کر بت بنا لیا ہے۔اس صورت میں انبیاء ،اولیاء اور بتوں میں کیا فرق باقی رہتا ہے؟!۔ چنانچہ یہ سب ایک جیسے عبادت گزار اور مشرک ہیں یہ معبودان کے کسی کام نہ آئیں گے۔

فانه اذا أقر أن الكفار يشهدون بالربوبية كلها لله ، وأنهم ما أرادوا ممن قصدوا الا الشفاعة ، ولكن أراد أن يفرق بين فعلهم وفعله بما ذكره.

فاذكر له أن الكفار منهم من يدعو الأصنام ، ومنهم من يدعو الأولياء الذين قال الله فيهم:

﴿أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ﴾[الاسراء: ٥٧]

ويدعون عيسىٰ بن مريم وأمه وقد قال الله تعالىٰ: ﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

[المائدة: ٧٥،٧٦]

واذكر له قوله تعالىٰ: ﴿وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ﴾ [سبأ: ٤٠،٤١]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وقولہ تعالیٰ: ﴿وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ وَ لَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ﴾ [المائدة: ۱۱٦]

لیکن معترضین اگر اپنے اور کفار کے افعال میں فرق کرنا چاہیں تو آپ انہیں بتائیں کہ کفار میں کچھ تو ایسے تھے جو بتوں کو پکارتے تھے لیکن کچھ ایسے بھی تھی جو اولیاء کو پکارتے تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ﴾ (الاسراء: ۵۷)

''جن لوگوں کو یہ (مشرک) پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون اللہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔''

اسی طرح وہ عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کو بھی پکارتے ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ط كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ط اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ ○ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ط وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾

(المائدہ: ۷۵۔۷٦)

''مریم کے بیٹے مسیح فقط ایک پیغمبر تھے، ان سے پہلے کئی پیغمبر گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ (راست باز) تھیں۔ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم کس طرح ان کے لیے دلائل بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھو وہ کیسے پھرے جاتے ہیں۔ اے پیغمبر کہہ دو کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کو پوجتے ہو جو تمہارے نقصان کا مالک ہے نہ نفع کا اور اللہ ہی سب کچھ سنتا جانتا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ان کے سامنے یہ آیت بھی پیش کریں:

﴿وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ﴾ (سباء: ٤٠۔٤١)

"جس دن اللہ ان سب (مشرکین) کو اکٹھا کرے گا پھر فرشتوں سے دریافت کرے گا کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھے، وہ کہیں گے، الٰہی تو ہر عیب سے پاک ہے۔ان سے ہمیں کیا کام۔تو ہمارا مالک ہے (یہ ہم کو نہیں) بلکہ جنوں کو پوجتے تھے۔ان میں سے اکثر انہی پر ایمان رکھتے تھے۔"

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ان کے سامنے پیش کریں:

﴿وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ (المائدة: ١١٦)

"یاد کرو جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا معبود بنا لو۔ وہ کہیں گے، تو پاک ہے، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں وہ بات کہوں جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہ تھا اگر میں نے یہ بات کہی ہوگی تو ضرور تجھے معلوم ہوگی۔تو میرے دل کی بات جانتا ہے۔البتہ میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا بے شک تو ہی غیب کی باتیں جاننے والا ہے۔"

شرح

انبیاء و اولیاء کی عبادت

ان بدعتیوں کو اس بات کا علم ہے کہ مشرکین مکہ، توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے اور یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بات وہ جانتے تھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہر چیز کا رب، اس کو پیدا کرنے والا اور اس کا مالک ہے، لیکن اس کے باوجود عبادت میں دوسروں کے سامنے جھکتے تھے تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ بنائیں اور یہ بت ان کی سفارش کریں۔ مشرکین مکہ اور ان بدعتیوں کا مقصد ایک ہے لیکن یہ عقیدہ ان کا کسی کام نہ آسکا۔

اگر مشرکین مکہ بتوں کو سفارش کے لیے پکارتے تھے تو تم بھی اولیاء اور قبر والوں کو سفارش کے لیے پکارتے ہو۔ چنانچہ تمہارا اور ان کا مقصد اور عقیدہ ایک ہی ہے۔

بعض لوگ تو اولیاء اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں اس سے بھی ان کے عقائد ونظریات کی موافقت ہوتی ہے۔ اس عبادت کی دلیل قرآن مجید میں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ يَبۡتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلۡوَسِيلَةَ أَيُّهُمۡ أَقۡرَبُ وَيَرۡجُونَ رَحۡمَتَهُۥ﴾

”یہی لوگ ہیں جو پکارتے ہیں اور اپنے رب کے ہاں وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ قریب ہوگا۔“

یہی عقیدہ اپناتے ہوئے یہ انبیاء کی عبادت کرنے لگتے ہیں جیسے عیسائی مسیح ابن مریم کی عبادت کیا کرتے ہیں، اسی طرح فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ جَمِيعًا﴾ (سبا: ٤٠)

”قیامت کے روز اللہ ان سب کو جمع کرے گا اور فرشتوں سے کہے گا کیا یہی لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟“

اس جواب سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ جو اولیاء و صالحین کی عبادت کرتے ہیں وہ درحقیقت بتوں ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ ان شبہات کی قلعی دو اعتبار سے کھل سکتی ہے:

۱۔ ان کے شبہ میں کوئی پائیداری اور مضبوطی نہیں کیوں کہ مشرکین بھی کچھ ایسے تھے جو اولیاء کی عبادت کیا کرتے تھے۔

۲۔ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ مشرکین مکہ وغیرہ صرف بتوں کی ہی عبادت کرتے تھے تو پھر

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بھی آج کے مشرکین اوران میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ کیونکہ دونوں ہی ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتیں۔

درج بالا آیتِ کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفار فرشتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، فرشتے اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سب سے اونچے مرتبے پر ہیں۔ ان میں اور نبی ﷺ کے زمانے کے کفار میں کوئی فرق نہیں کیوں کہ یہ اولیاء وصالحین کو پکارتے ہیں اور وہ کافر بتوں اور پتھروں کی عبادت کرتے تھے۔

پھر ان کے مقابلے میں دوسری آیتِ کریمہ بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم سے مخاطب ہو کر کہیں گے کہ

کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنا لو اللہ کو چھوڑ کر تو عیسیٰ کہیں گے کہ اے اللہ تو پاک ہے مجھے اس بات کا حق نہیں کہ میں وہ بات کہوں جو میرے لائق نہیں، اگر میں نے ان سے ایسی کوئی بات کہی ہو تو آپ کے علم میں ہوگی آپ میرے دل کی باتوں کو جانتے ہیں اور میں آپ کے دل کی بات نہیں جانتا۔ آپ ہی پوشیدہ چیزوں کے زیادہ واقف کار ہیں۔

دوسری آیتِ کریمہ سے بھی واضح ہو گیا کہ کفار بھی نیک لوگوں اور اولیاء اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، چنانچہ آج کے مشرکین و بدعتیوں کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان نیک لوگوں کی عبادت کرنے والوں اور بتوں کی عبادت کرنے والوں کو کافر کہتا ہے، جبکہ نبی ﷺ ایسے مشرکین سے جنگ کرتے ہیں، اولیاء اللہ اور انبیاء کی عبادت کرنا ان کے کسی کام نہیں آ سکتا۔

فقل له: أعرفت أن الله كَفَّرَ مَنْ قصد الأصنام، وكَفَّرَ ايضًا من قصد الصالحين وقاتلهم رسول الله ﷺ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فـان قـال : الـكـفـار يـريدون منهم ، وأنا أشهد أن اللّٰه هو النافع الضار الـمـدبر ، لاأريد الا منه ، والصالحون ليس لهم من الأمر شيء؛ ولكن اقصدهم؛ أرجو من اللّٰه شفاعتهم .

فالجواب: أن هذا قول الكفار سواءً بسواءٍ ، واقرأ عليه قوله تعالىٰ:

﴿وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ [الزمر: ٣] ، وقوله تعالىٰ:

﴿وَ يَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [يونس : ١٨]

واعـلـم أن هذه الشبه الثلاث هي أكبر ما عندهم ، فاذا عَرفت ان اللّٰه او ضحهالنا في كتابه وفهمتها فهمًا جيدًا؛ فما بعدها أيسر منها .

غیر اللہ سے استغاثہ کفر ہے

اس تفصیل کے بعد آپ معترضین سے کہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی کافر قرار دیا جو بتوں سے استغاثہ کرتے تھے اور ان کو بھی جو اس غرض سے اولیاء وصلحاء کی طرف رجوع کرتے تھے اور انہی لوگوں سے رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا۔

اس پر اگر وہ یہ کہیں کہ کفار بتوں کی پوجا کرتے تھے اور ان سے مانگتے بھی تھے جب کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ نفع ونقصان کا مالک اور کائنات کا مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ہم اسی سے مانگتے ہیں، اولیاء وصالحین کو اس کا اختیار حاصل نہیں ۔لیکن ہم اس لیے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کر دیں۔

اس اعتراض پر آپ انہیں یہ جواب دیں کہ آپ کی اس بات میں اور کفار کے قول میں کوئی فرق نہیں۔ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی پڑھ کر سنائیں:

﴿وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر : ٣)

”جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو دوست بنایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کو بس اسی لیے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کے نزدیک کر دیتے ہیں۔''

نیز قرآن پاک کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ﴾ (یونس: ۱۸)

''وہ (مشرک) کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہوں گے۔''

مشرکین کے یہ تین بڑے بڑے شبہات ہیں۔ جب آپ نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان شبہات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور آپ نے ان کو اچھی طرح سمجھ بھی لیا تو ان کے علاوہ جو بھی شبہات ہوں گے، ان کا جواب کہیں زیادہ آسان ہوگا۔

شرح

غیر اللہ سے استغاثہ کفر ہے

شبہ نمبر۳: ...... اگر یہ مشرکین و کفار اپنے عقائد کے بارے میں یہ وضاحت کریں کہ ہم ان نیک لوگوں کے پاس صرف اسی لیے جاتے ہیں تاکہ یہ اللہ کے ہاں قربت کی وجہ سے ہماری سفارش کر دیں گے اس کے علاوہ کسی نفع و نقصان کا ہم عقیدہ نہیں رکھتے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہوگا کہ جن مشرکین کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے اسلام پیش کیا تھا وہ ان بتوں کی اس طرح عبادت نہیں کرتے تھے کہ یہ بت نفع و نقصان کے مالک ہیں بلکہ وہ بھی اسی لیے عبادت کیا کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ کے اعتبار سے ہمیں قریب کر دیں گے اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے:

مشرکین کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس وجہ سے کرتے ہیں تاکہ یہ اللہ کے ہاں ہمیں قریب کر دیں۔

دوسری جگہ ان الفاظ میں منقول ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہمارے سفارشی ہوں گے۔

ان لوگوں کے نظریات اور ہمارے دور کے مشرکین کے نظریات ایک جیسے ہی نظر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آتے ہیں۔

خلاصہ:...... یہ لوگ عام طور پر تین قسم کے شبہات پیش کرتے ہیں۔

نمبر ۱:......ہم تو بتوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ اولیاء اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

نمبر ۲:......ہمارا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتا ہے ان کو درمیان میں صرف وسیلہ بناتے ہیں۔

نمبر ۳:......ہمارا عقیدہ ان کے نفع ونقصان پہنچانے کا نہیں ہوتا۔ کیونکہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن یہ لوگ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں۔ ہم تو ان کی سفارش کے مقصد سے ان کے پاس جاتے ہیں ہمارا مقصد اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا نہیں ہوتا۔

جب ان شبہات کی حقیقت آپ کے سامنے آجائے گی تو ان کے علاوہ باقی ہر شبہ آسان اور ہلکا معلوم ہوگا، کیونکہ یہ تینوں شبہات نہایت مضبوط دلائل اور عجیب قسم کی خرافات سے بھرے ہوئے ہیں۔

فان قال: أنا لا أعبد الا الله ، وهذا الالتجاء الى الصالحين ودعاؤهم ليس بعبادة .

فقل له: أنت تقر أن الله فرض عليك اخلاص العبادة لله وهو حقه عليك ، فاذا قال نعم فقل له: بَيِّنْ لى هذا الذى فرض عليك وهو اخلاص العبادة لله وحده ، وهو حقه عليك فان كان لا يعرف العبادة ولا أنواعها ، فبينها له بقولك: قال الله تعالىٰ:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ [الاعراف : ٥٥]

فاذا أعلمته بهذا ، فقل له: هل علمت هذا عبادة لله ، فلا بد أن يقول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نعم، والدعاء مخ العبادة.

فقل له: اذا اقررت أنها عبادة، ودعوت اللّٰه ليلًا ونهارًا، خوفًا وطمعًا، ثم دعوت فی تلك الحاجة نبيًا أو غيره هل اشركت فی عبادة اللّٰه غيره؟ فلا بد أن يقول: نعم.

فقل له: اذا علمت بقول اللّٰه تعالیٰ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الكوثر: ٢]، وأطعت اللّٰه ونحرت له، هل هذا عبادة؟ فلا بد أن يقول: نعم.

فقل له: اذا نحرت لمخلوق نبی أو جنی أو غيرهما: هل أشركت فی هذه العبادة غير اللّٰه؟ فلا بد أن يقر ويقول: ((نعم)).

وقل له ايضًا: المشركون الذين نزل فيهم القرآن: هل كانوا يعبدون الملائكة والصالحين واللات وغير ذلك؟ فلا بد أن يقول: نعم، فقل له: وهل كانت عبادتهم اياهم الا فی الدعاء والذبح والالتجاء ونحو ذلك، والا فهم مقرون انهم عبيده وتحت قهره، وأن اللّٰه هو الذی يدبر الأمر، ولكن دعوهم والتجئوا اليهم للجاه والشفاعة، وهذا ظاهر جدًّا.

اگر کوئی معترض کہے کہ میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا، رہا اولیاء وغیرہ کو پکارنا اور ان کی طرف رجوع کرنا تو یہ ان کی عبادت تو نہیں!

آپ اس سے کہیں گے کہ تم جانتے ہو کہ اللہ نے اخلاصِ عبادت تم پر فرض کیا ہے؟ اگر کہے ہاں، تو اس سے کہیں کہ اچھا وہ اخلاص عبادت جو تم پر اللہ نے فرض کیا ہے، بیان کرو۔ ظاہر بات ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اقسام سے واقف نہیں ہوگا۔ اس لیے آپ خود اسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ کر سمجھائیں:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً﴾ (الاعراف: ٥٥)

”تم اپنے رب سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اسے سمجھانے کے بعد اس سے پوچھیں کہ پکارنا عبادت ہے یا نہیں؟ وہ ضرور کہے گا کہ ہاں۔ کیونکہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ [1] پھر اس سے کہیں کہ جب تم نے اقرار کیا کہ پکارنا عبادت ہے اور اللہ سے ڈر کر اور اس سے امید لگا کر دن رات تم اسے پکارتے بھی ہو، پھر اس کے ساتھ ہی کسی حاجت میں نبی، ولی وغیرہ کو بھی پکارا، تو کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دوسرے کو شریک ٹھہرایا کہ نہیں؟ وہ ضرور کہے گا کہ ہاں!

اس کے بعد اس سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر: ٥)

''اپنے مالک کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔''

یہ جاننے کے بعد جب تم نے اللہ کی اطاعت کی اور اس کے لیے قربانی پیش کی تو یہ عبادت ہے یا نہیں؟ وہ ضرور کہے گا کہ ہاں یہ عبادت ہے۔ اب اس سے پوچھیں کہ یہی قربانی جب تم نے کسی نبی، جن یا کسی بھی مخلوق کے لیے کی تو اس عبادت میں اللہ کے ساتھ غیر کو شریک ٹھہرایا کہ نہیں؟ وہ ضرور اس کا اقرار کرے گا اور کہے گا، ہاں!

ساتھ ہی آپ اس سے یہ بھی پوچھیں کہ وہ مشرکین جن کے بارے میں قرآن نازل ہوا، کیا وہ ملائکہ، صلحاء اور لات وغیرہ کی پرستش کرتے تھے؟ وہ ضرور کہے گا، ہاں۔ پھر آپ اسے بتائیں کہ ان کی پرستش یہی تو تھی کہ وہ انہیں پکارتے تھے، ان کے لیے جانور ذبح کرتے تھے اور ان کی طرف پناہ لیتے تھے، حالانکہ وہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے ماتحت ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی امور کائنات کا انتظام کار ہے، لیکن اس اقرار کے باوجود انہوں نے ملائکہ اور صالحین کے جاہ و مرتبہ اور شفاعت کے پیش نظر انہیں پکارا اور ان کی طرف پناہ لی اور ان کا یہ عقیدہ بالکل واضح ہے۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی فضل الدعاء۔ رقم الحدیث: ٣٣٧١

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرح

پکارنا بھی عبادت

شبہ نمبر ۵: ...... جب بدعتی یہ کہتا ہے کہ میں ان کی عبادت نہیں کرتا، درحقیقت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ ان سے التجا کرنا کوئی عبادت تو نہیں۔ یہ ان کا شبہ ہے۔

جواب: ......اللہ تعالیٰ نے عبادت میں اخلاص لازم قرار دیا ہے کہ یہ اخلاص صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالص ہونے کا مفہوم کیا ہے؟ وہ شخص اگر اس کا مفہوم واضح کر دے تو ٹھیک وگرنہ آپ اسے بتاؤ کہ نیک لوگوں سے دعا اور ان کے ساتھ ایسا تعلق عبادت ہے۔ پھر عبادت کی اقسام بیان کرو: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾

''تم اپنے رب سے گڑگڑا کر اور پوشیدہ طریقے سے دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ دعا بھی عبادت ہے۔ جب دعا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوئی تو کسی دوسرے سے دعا کرنا اللہ کے ساتھ شرک ٹھہرا۔ چنانچہ یہ بات واضح ہوگئی کہ دعا کا حق دار صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، لہٰذا ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ دعا بھی عبادت ہے تو پھر غور کرنے کا مقام ہے کہ انسان اللہ کو بھی اپنی کسی ضرورت کے وقت پکارتا ہے اور کسی ایسی ہی صورت میں وہ نبی یا ولی کو بھی پکارتا ہے اس طرح کیا وہ شخص اللہ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتا؟ سمجھ دار آدمی کا جواب ہاں میں ہوگا اور یہی حقیقت ہے۔

قربانی بھی عبادت ہے

شبہ نمبر ۵: ......فاضل مؤلف عبادت کی دوسری قسم کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾

''تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔''

اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا اور قربانی کرنا بھی عبادت قرار پائی تو یہ کام بھی کسی دوسرے کے لیے کرنا شرک ہوگا۔ چنانچہ قربانی کے وقت بھی اسی طرح اخلاص ہونا چاہیے یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے قربانی کرنی چاہیے۔

مشرکین عرب فرشتوں اور نیک لوگوں یعنی لات و منات بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے لہٰذا آج بھی اگر کوئی صالحین و اولیا کے لیے ذبح کرے یا ان سے دعا کرے یہ ان کی عبادت ہی شمار ہوگی۔

فـان قال: أتنكر شفاعة رسول الله ﷺ وتبرأ منها؟ فقل: لاأنكرها، ولا أتبرأ منها، بل هو ﷺ الشافع المشفع وأرجو شفاعته، ولكن الشفاعة كلها لله، كما قال الله تعالىٰ: ﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا﴾ [الزمر: ٤٤] ولا تـكـون الا من بعد اذن الله كما قال الله تعالىٰ: ﴿مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ [البقرة:٢٥٥] ولا يشفع فى أحد الا من بعد أن يأذن الله فيه كما قال الله تعالىٰ: ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ [الانبياء:٢٨] وهو لا يرضىٰ الا التوحيد كما قال الله تعالىٰ: ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ [آل عمران: ٨٥]

فـاذا كـانـت الشـفاعة كلها لله، ولا تكون الا من بعد اذنه، ولا يشفع النبى ﷺ ولا غيره فى احد حتٰى يأذن الله فيه، ولا يأذن الا لأهل التوحيد تبين لك أن الشفاعة كلها لله فاطلبها منه، فأقول اللهم لا تحرمنى شفاعته، اللهم شفعه فى، وأمثال هذا.۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فان قال: النبی ﷺ أُعطی الشفاعة، وأنا أطلبه مما أعطاه اللّٰہ۔

فالجواب: أن اللّٰہ أعطاه الشفاعة، ونهاك عن هذا فقال: ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ [الجن:۱۸]، فاذا كنت تدعو اللّٰہ أن يشفِّعَ نبيه فيك فأطعه فی قوله: ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾

وَأيضًا فان الشفاعة أعطيها غير النبی ﷺ، فصح أن الملائكة يشفعون، والأولياء يشفعون، والأفراط يشفعون، أتقول: ان اللّٰہ أعطاهم الشفاعة فأطلبها منهم؟

فان قلت هذا رجعت الیٰ عبادة الصالحين التی ذكر اللّٰہ فی كتابه، وان قلت: لا، بطل قولك ((أعطاه اللّٰہ الشفاعة وأنا أطلبه مما أعطاه اللّٰہ))۔

اگر معترض آپ سے یہ کہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا انکار اور اس سے بیزاری کرتے ہو!

آپ اس سے کہیں کہ میں شفاعت رسول کا نہ تو منکر ہوں نہ اس سے بیزار ہوسکتا ہوں۔ بلکہ میرا ایمان ہے کہ آپ ﷺ شافع و مشفع ہیں اور میں آپ کی شفاعت کا امیدوار بھی ہوں لیکن شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا﴾ (الزمر: ٤٤)

''کہہ دو کہ شفاعت تو ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔''

یہ شفاعت اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہوگی، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقره: ٢٥٥)

''اس کے حکم کے بغیر کون اس کے پاس شفاعت کرسکتا ہے۔''

نیز رسول اللہ ﷺ کسی کے بارے میں اس وقت تک شفاعت نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں شفاعت کی اجازت نہ دے دیں، جیسا کہ فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾ (الانبیاء: ۲۸)

''وہ کسی کی شفاعت نہیں کر سکتے، مگر جس کے لیے اللہ راضی ہو۔''

اللہ تعالیٰ صرف توحید کو پسند کرتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آل عمران: ۸۵)

''جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔''

گویا شفاعت کی اجازت بھی صرف اہل توحید کے لیے ہوگی۔

جب ساری کی ساری شفاعت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور شفاعت اللہ کی اجازت کے بعد ہوگی، رسول اللہ ﷺ بھی کسی کے بارے میں اس وقت تک شفاعت نہیں کریں گے جب تک اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت نہ دے دے، اللہ تعالیٰ صرف اہل توحید کے لیے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائے گا تو اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ شفاعت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

لہٰذا میں اللہ سے شفاعت کا طلبگار ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ الٰہی! مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ رکھنا، الٰہی! میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو شفاعت کی اجازت مرحمت فرمانا!

معترض اگر یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شفاعت عطا کر دی گئی ہے اور میں آپ سے اس عطا کی گئی چیز کا سوال کرتا ہوں۔

آپ اس سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو شفاعت ضرور عطا فرمائی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی آپ سے براہ راست شفاعت کا سوال کرنے سے منع بھی فرمایا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الجن: ۱۸)

''اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جب تم اللہ سے دعا کرتے ہو کہ وہ اپنے نبی کو تمہارے بارے میں شفاعت کرنے کی اجازت دے دے تو مذکورہ بالا آیت میں بھی اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

دوسری بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ دوسروں کو بھی شفاعت کا حق دیا گیا ہے، چنانچہ صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ ملائکہ، اولیاء اور چھوٹے بچے بھی شفاعت کریں گے۔ سوال یہ ہے کہ کیا تم یہ کہہ سکتے ہو چونکہ اللہ نے انہیں شفاعت عطا کی ہے اس لیے میں ان سے شفاعت طلب کرتا ہوں؟ اگر تم کہتے ہو کہ ہاں، تو یہی صالحین کی عبادت ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تذکرہ فرمایا ہے اور اگر کہتے ہو، نہیں تو تمہارا یہ قول بھی باطل ہوجاتا ہے کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو شفاعت عطا کی ہے۔ اس لیے میں آپ سے اس عطا کی گئی چیز کا سوال کرتا ہوں۔

شرح

شفاعت برحق ہے

شبہ نمبر٦: ......اگر بدعتی آدمی یہ کہتا ہے کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا انکار کرتے ہو؟ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی ﷺ جب اللہ کے ہاں سفارش کریں گے تو ان سے دعا کرنی چاہیے تاکہ ان کی سفارش حاصل ہو۔

جواب: ......ہم رسول اللہ ﷺ کی سفارش کا انکار نہیں کرتے لیکن ہم کہتے ہیں کہ سفارش کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اللہ جسے چاہے، جب چاہے اور جس کے حق میں چاہے سفارش کی اجازت دے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (الزمر: ٤٤)

”کہہ دیجیے کہ ہر قسم کی سفارش کے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اسی کی بادشاہت ہے زمین و آسمان میں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سفارش کی دو شرائط ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ سفارش کرنے کی کسی شخص کو اجازت دیں۔قرآن مجید میں ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَه‘ اِلَّا بِاِذْنِه﴾ (البقرہ: ۲۵۵)

''کون ہے جو اللہ کے ہاں سفارش کرے سوائے اللہ کی اجازت کے۔''

۲۔ سفارش کرنے والا اور جس کی سفارش کی جارہی ہے دونوں سے اللہ راضی ہو۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ (طٰهٰ: ۱۰۹)

''اس دن کسی سفارشی کو کوئی سفارش فائدہ نہ دے گی سوائے اس کے جس کو رحمان اجازت دے۔اور اس کی گفتگو پر اللہ خوش ہو۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ (انبیاء: ۲۸)

''وہ صرف ان کی سفارش کریں گے جن سے اللہ خوش ہوگا اور وہ اللہ کے خوف سے ڈرتے ہوں گے۔''

یہ بات بھی ہر کسی کو معلوم ہے کہ توحید والوں سے اللہ خوش ہے اور کافروں سے ناراض۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾ (الزمر: ۷)

''اگر تم انکار کرو تو اللہ بے پرواہ ہے تم سے اور اپنے بندوں کے کفریہ اعمال سے خوش نہیں ہوتا، اگر تم خوشی پر شکر کرو تو اللہ تم سے راضی ہوگا۔''

اگر اللہ کافروں سے ناراض ہے تو وہ کافروں کے متعلق سفارش کی اجازت بھی نہیں دے گا۔

جب سفارش کے تمام حقوق و اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور یہ کام اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اجازت سے ہی ہوگا اور صرف اسی کی سفارش ہوگی جس سے اللہ خوش ہوگا اور اللہ تعالیٰ توحید کے علاوہ کسی دوسری چیز سے خوش بھی نہیں ہوتا تو اس سے لازماً یہ نتیجہ نکلا کہ سفارش کا مطالبہ بھی اللہ سے کرنا چاہیے، نبی ﷺ سے سفارش کا مطالبہ کرنا غلط ہے۔ البتہ نبی ﷺ کی سفارش کے حصول کی دعا کی جاسکتی ہے کہ

اے اللہ میرے متعلق نبی ﷺ کی سفارش قبول فرمانا۔

اے اللہ مجھے اپنے نبی کی سفارش سے محروم نہ کرنا وغیرہ۔

شفاعت کا اختیار

شبہ نمبر ۷:......اگر مشرک یہ اعتراض کریں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو سفارش کا اختیار دیا ہے اور اسی وجہ سے میں نبی ﷺ سے سفارش کا مطالبہ کرتا ہوں؟ تو اس کا جواب تین صورتوں میں دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ **جواب**:......اللہ تعالیٰ نے سفارش کا اختیار دے کر تمہیں بھی اس سے منع کر دیا ہے کہ تم اپنی دعا میں نبی کو شریک کرو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو مت پکارو۔''

۲۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو سفارش کو حق دیا ہے لیکن آپ ﷺ بھی اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کریں گے اور اسی شخص کی سفارش کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ جو مشرک ہے اس سے اللہ ناراض ہے اور اسکی سفارش کی اجازت بھی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ (انبیاء: ۲۸)

''ان لوگوں کی سفارش کی جائے گی جن سے اللہ خوش ہوگا۔''

۳۔ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کے علاوہ دوسروں کو بھی سفارش کی اجازت عطا فرمائے گا، فرشتے اور اولیاء اللہ بھی سفارش کریں گے۔ تو کیا آپ ان تمام لوگوں سے سفارش کا مطالبہ کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟ اگر کوئی اس بات کا اقرار کرے کہ ہاں ہم ان سب سے سفارش کا مطالبہ کرتے ہیں تو وہی بات ثابت ہوگئی کہ یہ عبادت میں نیک لوگوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں۔

مشرکین نہیں چاہتے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے سفارشی ہوں، اگر ایسی صورت ہو تو کہیں: اے اللہ تو اپنے نبی کی سفارش ہمارے لیے قبول فرما۔ لیکن ان کا مقصد تو ہوتا ہے کہ صرف رسول اللہ ﷺ سے دعا کی جائے۔ حالاں کہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو پکارنا شرکِ اکبر ہے، اس عمل سے انسان ملتِ اسلامیہ سے نکل جاتا ہے۔ آدمی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارے کہ وہ اللہ کے ہاں اس کی سفارش کرے بڑی عجیب اور انوکھی بات ہے۔

فرشتوں اور نیک لوگوں کی سفارش

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے طویل حدیث کے بعد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فرشتے بھی سفارش کریں گے، انبیاء اور مومنین بھی سفارش کریں گے۔''

چھوٹے بچے بھی سفارش کرسکیں گے۔ جو بلوغت سے پہلے فوت ہو چکے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''کسی مسلمان آدمی کی تین بچے اگر فوت ہو جائیں تو ایسا آدمی آگ میں نہیں جائے گا۔'' [1]

اسی حدیث کے دوسرے الفاظ میں ہے: بشرطیکہ وہ بچے ابھی بلوغت کو نہ پہنچے ہوں۔ [2]

فان قال: أنا لا أشرك بالله شيئًا حاشا وكلّا، ولكن الالتجاء الىٰ الصالحين ليس بشرك۔ فقل له: اذا كنت تقر أن الله حرم الشرك أعظم

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات وله ولد فاحتسب، ح: ١٢٥١، ٦٦٥٦۔ صحیح مسلم، باب البر والصلة والآداب، باب فضل من یموت وله ولد فیستحبه، ح: ٢٦٣٢.

[2] صحیح بخاری، ح: ١٠٢۔ صحیح مسلم، ح: ٢٦٣٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

من تـحـريم الزنىٰ ، وتقر أن اللّٰه لا يغفره ، فما هذا الأمر الذى حرمه اللّٰه وذكر أنه لا يغفره؟ فانه لا يدرى۔

فقل له: كيف تبرئ نفسك من الشرك وأنت لا تعرفه؟ ام كيف يُحرم اللّٰه عـليك هـذا ويـذكر أنه لا يغفره ولا تسأل عنه ولا تعرفه، أتظن أن اللّٰه يحرمه ولا يبينه لنا؟

فـان قـال: الشـرك عبـادـة الاصنام، ونحن لا نعبد الأصنام، فقل له ما معنىٰ عبادة الأصنام؟ أتظن أنهم يعتقدون أن تلك الأخشاب والأحجار تـخلق، وترزق، وتدبر أمر من دعاها؟ فهذا يكذبه القرآن: كمافى قوله تعالىٰ: ﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ الآية

وان قـال: هـو مـن قـصد خشبة، أو حجرًا ، أو بُنية علىٰ قبر أو غيره، يـدعـون ذلك ويـذبـحون له ويقولون: انه يقربنا الىٰ اللّٰه زلفى، ويدفع اللّٰه عنا ببركته أو يعطينا ببركته۔

فـقـل: صدقت، وهذا هوفعلكم عندالاحجار والأبنية التى على القبور وغيرها، فهذا أقر أن فعلهم هذا هو عبادة الأصنام فهو المطلوب۔

صالحین سے پناہ حاصل کرنا شرک ہے

اگر معترض یہ کہے کہ میں حاشاوکلا اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا لیکن یہ سمجھتا ہوں کہ صالحین سے پناہ حاصل کرنا شرک نہیں۔

آپ اس سے کہیں کہ تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے شرک کو زنا سے بھی بڑھ کر حرام قرار دیا ہے اوراس کا بھی اقرار کرتے ہو کہ اللہ مشرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا تو شرک آخر وہ کون سا جرم ہے جو اس درجہ حرام ہے اور جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرسکتا؟

اس سوال کا یقیناً اس کے پاس جواب نہیں ہوگا، لہٰذا آپ اس سے کہیں کہ تم اپنے آپ کو شرک سے کیسے بچا سکتے ہو؟ جب تم خود شرک کا مطلب بھی نہیں جانتے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ کوئی چیز حرام قرار دے اور یہ کہے کہ میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا اور تم اس چیز کے بارے میں نہ جانو اور نہ کسی سے دریافت کرو، کیا یہ سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے بس اسے حرام قرار دے دیا اور اس کو بیان نہیں کیا؟

لیکن اگر وہ یہ کہے کہ ''شرک'' بتوں کی عبادت کا نام ہے، اور ہم بتوں کی عبادت تو نہیں کرتے، تو آپ اس سے پوچھیں کہ بتوں کی عبادت سے کیا مراد ہے؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مشرکین پوجا کرنے والی لکڑیوں اور پتھروں کو خالق و رازق اور مدبر مانتے تھے؟ اگر ایسا سمجھتے ہو تو یہ غلط ہے، قرآن کریم اس کی تردید کرتا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ﴾ (یونس : ۳۱)

''آپ کہیئے وہ کون ہے جو زمین و آسمان سے تم کو رزق پہنچاتا ہے۔''

اور اگر وہ کہے کہ ''شرک'' یہ ہے کہ انسان لکڑیوں، پتھروں اور قبروں پر بنی ہوئی عمارتوں وغیرہ کا رخ کرے، انہیں پکارے، ان کے لیے جانور ذبح کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیتے ہیں۔ اپنی برکت سے ہماری پریشانیاں دور کر دیتے ہیں اور ہماری مرادیں پوری کر دیتے ہیں تو آپ اس کے جواب کی تائید کریں اور یہ بتائیں کہ پتھروں اور مزاروں پر جا کر جو کام تم لوگ انجام دیتے ہو وہ بھی یہی ہے۔ اس طرح گویا اس نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ ان کا یہ فعل ہی بتوں کی عبادت ہے۔

شرح

صالحین کی پناہ لینا

شبہ نمبر ۸: ......اگر مشرک یہ اعتراض کرے کہ میں اللہ کے ساتھ شریک نہیں بناتا لیکن میرا طرزِ عمل یہ ہے کہ میں نیک لوگوں سے دعا و پکار کرتا ہوں یہ شرک میں تو شامل نہیں۔

جواب: ......اللہ تعالیٰ نے شرک کو حرام قرار دیا اور زنا کی حرمت سے یہ زیادہ بدتر کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا تو سوال یہ ہے کہ شرک کیا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جب تک اس کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سفارش کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور یہ شرک نہیں، اس وقت تک وہ صحیح جواب نہ دے سکے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان : ۱۳)

''بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

اگر مشرک اس عقیدہ کے باوجود خود کو مشرک نہیں سمجھتا تو اس کا جواب دو طرح دیا جا سکتا ہے:

۱۔ جب آپ شرک کی حقیقت سے واقف ہی نہیں تو پھر خود سے شرک کا انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ بات آپ کی لاعلمی پر مبنی ہے لہٰذا قابل قبول نہ ہوگی۔

۲۔ اگر آپ کو اس شرک کی صحیح معلومات نہیں تو آپ کسی سے سوال کیوں نہیں کرتے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کیا ہو تو لیکن اس کی وضاحت نہ کی ہو؟ ہرگز نہیں۔

شبہ ۹: ......اگر مشرک یہ اعتراض کرے کہ بتوں کی عبادت کو شرک کہتے ہیں، ہم بتوں کی عبادت نہیں کرتے۔

جواب: ......بتوں کی عبادت کسے کہتے ہیں؟ کیا مشرک یہ سمجھتے ہیں کہ عبادت کرنے سے مراد ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ہمارا معبود ہمیں رزق دینے والا، پیدا کرنے والا اور دنیاوی امور چلانے والا ہے! اگر مشرک کا خیال یہ ہے تو اس نے قرآن کو جھٹلایا۔ یعنی قرآن نے ایسی بات بیان نہیں فرمائی بلکہ اس سے مختلف بیان کی ہے یعنی بتوں کی عبادت کرنے والے کفار و مشرکین اگر کسی لکڑی، پتھر، قبر یا مزار پر دعا کرتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں تو ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہوتا ہے، چنانچہ ان کا یہ طریقہ اور آج کے مشرکین کا طریقہ ایک جیسا نظر آئے گا۔

ويقال له ايضًا: قولك: الشرك عبادة الأصنام: هل مرادك أن الشرك

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مخصوص بهذا، وأن الأعتماد علىٰ الصالحين، ودعاء هم لا يدخل فى ذلك؟ فهذا يرده ما ذكر اللّٰه فى كتابه من كفر من تعلق علىٰ الملائكة أو عيسٰى او الصالحين۔

فلا بد أن يقرلك ان من أشرك فى عبادة اللّٰه أحدًا من الصالحين فهو الشرك المذكور فى القرآن وهذا هو المطلوب۔

وسر المسألة: أنه اذا قال انا لا أشرك باللّٰه۔

فقل له: وما الشرك باللّٰه؟ فسره لى؟ فان قال: هو عبادة الاصنام۔ فقل: وما معنٰى عبادة الأصنام؟ فسرها لى؟

فان قال: أنا لا أعبد الا اللّٰه فقل: ما معنٰى عبادة اللّٰه فسرها لى؟ فان فسرها بما بينه القرآن فهو المطلوب ، وان لم يعرفه فكيف يدعى شيئًا وهو لا يعرفه؟

وان فسر ذلك بغير معناه بينت له الآيات الواضحات فى معنٰى الشرك باللّٰه، وعبادة الاوثان، وأنه الذى يفعلونه فى هذا الزمان بعينه۔

وأن عبادة اللّٰه وحده لا شريك له التى ينكرون علينا ويصيحون فيه كما صاح اخوانهم حيث قالوا: ﴿أَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾ [ص: ٥]

اس سے آپ یہ بھی پوچھیں کہ تم نے جو یہ کہا کہ ''شرک'' بتوں کی عبادت کا نام ہے، اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ شرک بتوں کے ساتھ خاص ہے، بزرگوں کو پکارنا اور ان پر توکل کرنا شرک میں داخل نہیں تو یہ غلط ہے۔قرآن مجید نے ہر اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو فرشتوں، عیسیٰ علیہ السلام یا بزرگوں سے لَو لگائے یا ان کے ساتھ ایسا تعلق رکھے کہ ان سے مدد طلب کرے اور ان سے دعائیں وغیرہ کرے۔

اب یہ شخص لازمی طور پر اس بات کا اقرار کرے گا کہ اللہ کی عبادت میں کسی بھی نیک

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شخص کا شامل کرنا ہی وہ شرک ہے جس کا قرآن کریم میں تذکرہ ہے۔ چنانچہ یہی ہمارا مقصود ہے کہ اسے شرک کی سمجھ آ جائے کہ شرک کسے کہتے ہیں۔

اس مسئلہ کا راز یہ ہے کہ جب کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تو آپ اس سے کہیں کہ شرک کی وضاحت کرو، اگر کہے کہ میں ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا، تو کہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کا کیا مطلب ہے، بیان کرو؟

اس نے اگر قرآن مجید کے مطابق ایک اللہ کی عبادت کا مطلب بیان کر دیا تو یہی مطلوب و مقصود ہے، لیکن اگر کہے کہ میں نہیں جانتا تو اس سے پوچھیں کہ تم اس چیز کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہو جس کا مطلب ہی نہیں جانتے؟ اور اگر اس نے غلط مطلب بیان کیا تو شرک باللہ اور عبادت اصنام کے سلسلہ میں وارد قرآنی آیات پڑھ کر سنائیں اور یہ بتائیں کہ یہ بعینہ وہی چیزیں ہیں جو ہمارے زمانے میں لوگ کر رہے ہیں اور ایک اللہ کی عبادت ہی ہمارا وہ ''جرم'' ہے جس کی لوگ ہمیں سزا دے رہے ہیں اور ہمارے خلاف اپنے سابقہ مشرک بھائیوں کی طرح چیختے چلاتے ہیں:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾ (ص: ٥)

''کیا اس نے سب معبودوں کو ایک معبود کر دیا، یہ تو بڑی انوکھی بات ہے۔''

شرح

شرک کیا ہے؟

شبہ ۱۰: ......اگر مشرکین کی مراد یہ ہے کہ بتوں کی عبادت ہی دراصل شرک ہے اس کے علاوہ کوئی چیز شرک نہیں ہوسکتی۔

جواب: ......آیا نیک لوگوں پر اعتماد کرنا، ان سے دعا کرنا شرک میں شامل نہیں؟! قرآن مجید اسی نظریہ کو غلط کہتا ہے۔ لہٰذا آپ کو اقرار کرنا پڑے گا کہ نیک لوگوں میں سے کسی کو بھی عبادت میں شامل کرنے کا نام شرک ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے اور اس کی مذمت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں جگہ جگہ ملتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس بات کا انکار کرتا ہے کہ میں اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہیں ٹھہراتا تو اس سے سب سے پہلے شرک کا مفہوم پوچھا جائے اگر وہ اقرار کرتا ہے کہ بتوں کی عبادت شرک ہے۔اسے دوبارہ پوچھا جائے کہ بتوں کی عبادت کا مفہوم کیا ہے؟ گزشتہ بحث کے مطابق اس سے گفتگو ہو سکتی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی مشرک یہ کہتا ہے کہ وہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا ہے تو اس سے عبادت کا مفہوم پوچھا جائے گا، چنانچہ یہ بحث تین شکلوں میں ہو سکے گی:

۱۔ اگر وہ اپنے موقف کے لیے قرآن پاک سے دلائل مہیا کرے تو ٹھیک ہے اس سے شرک سمیت اللہ تعالیٰ کی عبادت ثابت نہ کر سکے گا۔

۲۔ اسے اللہ کی عبادت کی حقیقت معلوم نہ ہوگی تو ایسی صورت میں اس کو لاجواب کیا جا سکتا ہے کہ اگر تمہیں اس بات کا صحیح مفہوم معلوم ہی نہیں تو تم خود اپنے لیے یا کسی دوسرے کے لیے کیسے یہ فیصلہ کر سکتے ہو کہ ہم جو کام کر رہے ہیں وہ شرک نہیں۔

۳۔ وہ اس کا اصل مفہوم بیان ہی نہ کرے، ایسی صورت میں اس کی غلطی کو بیان کیا جائے گا اور یہ بتایا جائے گا کہ شرک کیا ہے اور بتوں کی عبادت کیا ہوتی ہے جسے یہ لوگ کرتے ہیں۔لیکن اس کے باوجود خود کو مشرک نہیں بلکہ موحد کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حقیقی مفہوم بیان کرنا چاہیے جس بات کا یہ لوگ انکار کرتے ہیں اور ہمارے اوپر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں۔یہی طریقہ ان کے بڑوں کا تھا، اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ ان کے الفاظ میں فرتے ہیں:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ٥ وَ انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ٥ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾ (ص: ۵ تا ۷)

”کیا انہوں نے معبودوں کو ایک ہی معبود بنا لیا ہے یہ تو بڑی عجیب بات ہے ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میں سے جو سردار تھے وہ نکلے اور کہنے لگے چلو اور اپنے ہی معبودوں پر صبر کر کے بیٹھے رہو یہی چیز دراصل تم سے مطلوب ہے۔ ہم نے پہلی قوموں میں یہ بات نہیں سنی یہ عجیب بات ہے۔"

فاذا عرفت أن هذا الذى يسميه المشركون فى زماننا ((كبير الاعتقاد)) هو الشرك الذى نزل فيه القرآن، وقاتل رسول الله ﷺ الناس عليه، فاعلم ان شرك الأولين أخفُ من شرك أهل زماننا بأمرين:

أحدهما: أن الأولين لا يشركون، ولا يدعون الملائكة والأولياء والأوثان مع الله الا فى الرخاء، وأما الشدة فيخلصون لله الدعاء كما قال تعالىٰ: ﴿ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا﴾ [الاسراء:٦٧]

وقوله: ﴿قُلْ اَرَءَ يْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تُدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ﴾ [الانعام: ٤٠،٤١]

وقوله تعالىٰ: ﴿وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيْبًا اِلَيْهِ﴾ اِلٰى قوله: ﴿قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ﴾ [الزمر: ٨]

وقوله تعالىٰ: ﴿وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُاللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ [لقمان: ٢٢]

فمن فَهِمَ المسألةَ التى وضحها الله فى كتابه وهى أن المشركين الذين قاتلهم رسول الله ﷺ يدعون الله، ويدعون غيره فى الرخاء، وأما فى الضراء والشدة فلا يدعون الا الله وحده لا شريك له، وينسون ساداتهم۔

تبين له الفرق بين شرك اهل زماننا وشرك الأولين ولكن أين من يفهم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قلبه هذه المسألة فهمًا راسخًا؟! والله المستعان۔

الأمـر الثانی: أن الأولين يدعون مع الله أناسًا مقربين عندالله ؛ اما أنبياء واما أوليـاء، واما ملائكة، أو يدعون أشجارًا، أو أحجارًا مطيعة الله ليسـت عـاصية، وأهـل زمـاننا يدعون مع الله أناسًا من أفسق الناس، والـذيـن يـدعونهم هم الذين يحكون عنهم الفجور من الزنٰی والسرقة وتـرك الـصلاة وغير ذلك۔ والذی يعتقد فی الصالح أو الذی لا يعصی مثل الـخشـب والـحـجر أهون ممن يعتقد فيمن يشاهد فسقه وفساده ويشهد به۔

پہلے دور کے مشرکین توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے کہ خالق و مالک اور مدبر الامور صرف اللہ تعالیٰ ہے لیکن توحید عبادت میں وہ شرک کرتے تھے۔ یہ وہی شرک ہے جس کے بارے میں قرآن نازل ہوا اور جس پر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے قتال کیا، یہ بھی جانتے چلیں کہ پہلے لوگوں کا شرک ہمارے دور کے لوگوں کے شرک سے دو وجوہ سے کمتر تھا۔

۱۔ پہلے دور کے مشرکین صرف راحت و آرام کی حالت میں، ملائکہ، اولیاء یا بتوں کو پکارتے اور انہیں اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے، سختی اور پریشانی کے وقت سب کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا﴾ (الاسراء: ٦٧)

”جب سمندر میں تم آفت میں گرفتار ہوتے ہو تو اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارا کرتے تھے سب بھول جاتے ہو پھر وہ (اللہ) جب تم کو خشکی پر بچا لاتا ہے تو تم (اللہ سے) منہ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تَدۡعُوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ۔ بَلۡ اِیَّاہُ تَدۡعُوۡنَ فَیَکۡشِفُ مَا تَدۡعُوۡنَ اِلَیۡہِ اِنۡ شَآءَ وَ تَنۡسَوۡنَ مَا تُشۡرِکُوۡنَ﴾ (الانعام: ۴۰۔۴۱)

''(اے پیغمبر) ان کافروں سے کہو بھلا بتاؤ تو سہی اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا تم پر قیامت آن کھڑی ہو تو کیا اس وقت اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو؟ بلکہ خاص اللہ ہی کو پکارو گے، پھر اگر وہ چاہے گا تو اس مصیبت کو جس کے لیے پکارتے ہو دور کرے گا، اور جن کو تم نے اس کا شریک بنایا تھا، ان سب کو بھول جاؤ گے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ اِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیۡبًا اِلَیۡہِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعۡمَۃً مِّنۡہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدۡعُوۡۤا اِلَیۡہِ مِنۡ قَبۡلُ وَ جَعَلَ لِلّٰہِ اَنۡدَادًا لِّیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ﴾ (الزمر: ۸)

''جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو خوب دل سے اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اس کو پکارتا ہے، پھر جب وہ اپنی طرف سے اس کو کوئی نعمت دیتا ہے تو اس کو بھول جاتا ہے جس کو اس سے پہلے پکارتا تھا اور دوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے تاکہ وہ اس کی راہ سے دوسروں کو گمراہ کر دے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَاِذَا غَشِیَہُمۡ مَّوۡجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ﴾ (لقمان: ۳۲)

''جب موجیں سائبانوں کی طرح ان کو ڈھانک لیتی ہیں تو اس وقت سچے دل سے اللہ ہی کی بندگی کر کے اسی کو پکارتے ہیں۔''

جو شخص یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خوب وضاحت سے بیان کیا ہے کہ جن مشرکین سے رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا وہ صرف راحت و آرام کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حالت میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو پکارتے تھے لیکن سختی اور پریشانی کے وقت وہ سب کو چھوڑ کر صرف اللہ وحدہ لاشریک کو پکارتے اور اپنے بڑوں اور بزرگوں کو بھول جاتے تھے۔ یہ سمجھنے کے بعد پہلے دور کے مشرکین کے شرک اور ہمارے زمانے کے مشرکین کے شرک کے درمیان فرق واضح ہو جائے گا، لیکن افسوس! کہاں ہیں وہ جو اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ سکیں؟!

۲۔ ہمارے زمانے کے مشرکین کے مقابلے میں پہلے زمانے کے مشرکین کے شرک کے کمتر ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے لوگ اللہ کے ساتھ انہی لوگوں کو پکارتے تھے جو اللہ کے مقرب بندے ہوتے تھے جیسے انبیاء، اولیاء یا ملائکہ وغیرہ۔ پھر پتھروں اور درختوں کو پکارتے تھے جو اللہ کے فرمانبردار ہیں، نافرمان نہیں۔

لیکن ہمارے زمانے کے مشرکین اللہ کے ساتھ جن کو پکارتے ہیں وہ انتہائی فاسق و فاجر اور بدترین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ مشرکین خود ان کے فاسق و فاجر ہونے، زناکاری، چوری چکاری میں ملوث ہونے اور بے نمازی ہونے کی داستانیں بیان کرتے رہتے ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ جو شخص کسی نیک و صالح شخص کے بارے میں کوئی عقیدہ رکھے یا لکڑی اور پتھر جیسی چیزوں کے بارے میں عقیدہ رکھے جو اللہ کے نافرمان نہیں ہیں، ایسے شخص کا شرک اس آدمی کے شرک سے ہلکا ہوگا جو وہی عقیدہ کسی فاسق و فاجر شخص کے بارے میں رکھے اور خود اس کے فاسق و فاجر ہونے کی گواہی بھی دیتا ہو۔

شرح

ربوبیت کا اقرار اور الوہیت کا انکار

گزشتہ بحث سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ اس زمانے کے مشرکین اور نبی پاک ﷺ کے زمانے کے مشرکین میں کوئی فرق نہیں، البتہ آج کے مشرکین نبی پاک ﷺ کے زمانے کے مشرکین سے زیادہ بڑے ہیں، اس کے دو اسباب ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ا۔ آج کے لوگ مشکل اور آسانی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے شریکوں کو ہی پکارتے ہیں، لیکن مشرکین مکہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوت پیش کی وہ عام حالات میں اپنے معبودوں کو پکارتے تھے لیکن جب ان کو مشکل حالات درپیش ہوتے تو ان تمام معبودوں کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے اور اس سے مدد طلب کرتے۔ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں ان الفاظ میں منقول ہے:

﴿وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ (بنی اسرائیل: ٦٧)

''جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو جنہیں تم پکارتے ہو وہ گم ہوجاتے ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے، جب وہ تمہیں نجات دے کر خشکی پر لے آئے پھر تم منہ موڑ لیتے ہو، انسان ہے ہی ناشکرا۔''

ان لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب کشتی میں سوار ہو کر سمندر کی طغیانی اور اس کے بھنوروں میں پھنس جاتے تو صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے اور دعا کرتے، اللہ کے سوا کسی دوسرے سے اس مشکل سے نجات اور خشکی تک پہنچنے کا سوال بھی نہیں کرتے تھے۔

لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کی پکار کے مطابق ان کو نجات دے دیتا تو پھر دوبارہ اپنے پرانے طریقے کے مطابق ان معبودوں کے پاس جاتے اور وہاں نذر و نیاز چڑھاتے۔

ان تمام آیاتِ کریمہ سے یہی بات واضح ہوتی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے کے مشرکین عام حالات میں اللہ تعالیٰ اور اپنے بنائے ہوئے شریکوں کو پکارتے تھے لیکن جب ان پر کوئی سختی آتی تو صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے، اپنے معبودوں کو نہ پکارتے تھے۔

آج کے زمانے میں بڑی عجیب حالت ہے کہ کوئی شخص یہ بات سمجھنے کے لیے تیار نہیں کہ حق و باطل اور سچ و جھوٹ میں کیا فرق ہے، چنانچہ یہ بات سمجھنا اور اس بات کو سمجھ کر اپنے حالات پر غور کرنا اور اس کی اصلاح کرنا دور دور تک نظر نہیں آتا۔

۲ دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں مشرکین اللہ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تھے وہ اللہ کے اولیاء میں شمار ہوتے تھے وہ اپنی زندگی میں نیک اور صالح افراد تھے۔
اسی طرح اگر کسی پتھر یا درخت کو پکارتے ہیں تو یہ جمادات بھی اللہ کے مطیع فرمان مخلوق ہے۔

لیکن ہمارے اس زمانے کے مشرکین کی عجیب حالت ہے کہ جو لوگ سب سے زیادہ بدکار، گناہ گار اور گندے ہوتے ہیں جن کو اپنی دنیا اور آخرت کا پتا نہیں ان لوگوں کو یہ اللہ کی بجائے معبود بنا لیتے ہیں ان کے آستانوں پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں، ان کی زندگی ہی میں ان کو معبود کا درجہ دیتے ہیں اور جب مر جاتے ہیں تو پھر ان کی قبروں پر جا کر یہی کام کرتے ہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے زمانے کے مشرکین کی نسبت ہمارے دور کے مشرکین زیادہ بدتر اور زیادہ گنہگار ہیں۔

اذا تحققت أن الذين قاتلهم رسول اللّٰه ﷺ أصح عقولًا، وأخف شركًا من هؤلاء، فاعلم ان لهؤلاء شبهة يوردونها علٰى ما ذكرنا، وهى من أعظم شبههم، فأصغِ سمعك لجوابها وهى:

أنهم يقولون: ان الذين نزل فيهم القرآن لا يشهدون ان لا اله الا اللّٰه، ويكذبون الرسول ﷺ، وينكرون البعث، ويكذبون القرآن، ويجعلونه سحرًا، ونحن نشهد ان لا اله الا اللّٰه، وأن محمدًا رسول اللّٰه، ونصدق القرآن، ونؤمن بالبعث، ونصلى ونصوم: فكيف تجعلوننا مثل أولئك؟

فالجواب: انه لا خلاف بين العلماء كلهم أن الرجل اذا صدَّق رسول اللّٰه ﷺ فى شىء وكذبه فى شىء، أنه كافر لم يدخل فى الاسلام، وكذلك اذا آمن ببعض القرآن، وجحد بعضه كمن أقر بالتوحيد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وجحد وجوب الصلاة، أو أقر بالتوحيد والصلاة، وجحد وجوب الزكاة، أو أقر بهذا كله، وجحد الصوم، أو أقر بهذا كله وجحد الحج، ولما لم ينقد أناس فی زمن النبی ﷺ للحج أنزل اللّٰه فی حقهم: ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [آل عمران: ٩٧]

ومن أقر بهذا كله وجحد البعث كفر بالاجماع، وحل دمه وماله، كما قال تعالٰى: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ [النساء: ١٥٠، ١٥١]

فاذا كان اللّٰه قد صرح فی كتابه أن من آمن ببعض وكفر ببعض؛ فهو الكافر حقًّا زالت هذه الشبهة، وهذه هی التی ذكرها بعض أهل الأحساء فی كتابه الذی أرسله الينا۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں سے قتال کیا وہ ہمارے زمانے کے مشرکین سے زیادہ عقل منداوران سے کمتر مشرک تھے تو آپ یہ بھی جانتے چلیں کہ ان کا ایک اور شبہ ہے جسے وہ ہمارے مذکورہ بالا دلائل کے خلاف پیش کرتے ہیں یہ ایک بڑا شبہ ہے، لہٰذا غور سے اس کا جواب سنیں۔

وہ کہتے ہیں کہ جن مشرکین کے بارے میں قرآن نازل ہوا وہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کی گواہی نہیں دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتے تھے، آخرت کا انکار کرتے تھے، قرآن کو جھٹلاتے اور اسے جادو کہتے تھے لیکن ہم ''لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه'' کی گواہی دیتے ہیں۔ قرآن کی تصدیق کرتے ہیں۔ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں پھر ہمیں ان مشرکین کے برابر کیوں قرار دیتے ہو؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص تمام باتوں میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرے اور صرف ایک بات میں آپ کو جھٹلا دے، وہ کافر ہے، اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اسی طرح وہ شخص جو قرآن کے بعض حصے پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کرے، وہ بھی کافر ہے، جیسے کوئی شخص توحید کا اقرار کرے اور نماز کا انکار کرے یا توحید اور نماز دونوں کا اقرار کرے اور زکوٰۃ کا انکار کرے یا ان سب فرائض کا اقرار کرے اور روزے کا انکار کرے یا ان سب کا اقرار کرے اور حج کا انکار کردے تو ایسا شخص بھی کافر ہے۔

جب نبی ﷺ کے عہد مبارک میں بعض لوگوں نے حج سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آل عمران: ۹۷)

”اور اللہ کی طرف سے لوگوں پر فرض ہے کہ جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو وہ خانہ کعبہ کا حج کرے اور جو انکار کردے تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا سے بے نیاز ہے۔“

مذکورہ پانچوں فرائض کا اقرار کرے مگر یوم آخرت کا انکار کرے۔ تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے اور اس کی جان و مال مباح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ (النساء: ۱۵۰۔۱۵۱)

”جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کو نہیں مانتے اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے پیغمبروں کے درمیان فرق رکھیں اور جو کہتے ہیں کہ ہم بعض پیغمبروں کو مانیں گے اور بعض کو نہیں مانیں گے اور کفر و ایمان کے درمیان ایک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

راستہ بنانا چاہتے ہیں، یہی لوگ تو پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے جب پوری صراحت کے ساتھ یہ بیان فرما دیا کہ جو شخص بعض حصوں پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کرے وہ پکا کافر ہے، تو مشرکین کا پیش کردہ مذکورہ شبہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

شرح

کفر کسے کہتے ہیں

گزشتہ بحث سے آپ کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ زیادہ سمجھ دار تھے اسی اعتبار سے ان کا شرک آج کے زمانے کے شرک سے کمتر تھا، تو آیئے اب دیکھیں یہ لوگ کیا اعتراضات کرتے ہیں:

شبہ نمبر۱۱: ...... مشرکین مکہ کلمہ لا الہ الا اللہ کے منکر تھے، محمد ﷺ کو رسول تسلیم کرنے سے انکار کرتے تھے، قیامت کے دن دوبارہ اٹھنے حساب دینے کا انکار کرتے، اسی طرح قرآن مجید کا بھی انکار کرتے تھے۔ لیکن ہمارے زمانے کے مشرکین کہتے ہیں: ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی تسلیم کرتے ہیں، ہم قرآن پاک کی بھی تصدیق کرتے ہیں، قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہونا، نماز کی اقامت، زکوٰۃ کی ادئیگی کرتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں۔ پھر آپ لوگ ہمیں ان جیسے مشرک کیسے بنا سکتے ہیں کہ اس زمانے کے مشرک اور آج کے مشرک ایک جیسے ہیں؟!

جواب: ...... علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے کسی بھی حصے کا انکار کر دے یا اس کو جھٹلائے، اس کی حیثیت وہی ہے جو پورے دین اسلام کا انکار کرتا ہو۔ تمام انبیاء میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا ایسا ہے جیسے پورے دین اسلام اور تمام انبیاء کا انکار کرنا ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اس کا تذکرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا۔اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا﴾ (النساء: ۱۵۰۔۱۵۱)

”یقیناً جو لوگ اللہ اور رسول کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور رسول میں فرق کریں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم کچھ باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے درمیان ایک راستہ بنا لیں۔ یہی حقیقی کافر ہیں۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ وَ مَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ (البقرہ: ۸۵)

”کیا تم کتاب کے کچھ حصے کو مانتے ہو اور کچھ کا انکار کرتے ہو؟ جو شخص ایسا کرے گا اس شخص کا بدلہ دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن اس کو سخت عذاب کی طرف پھینک دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے اس طرح کے کاموں سے غافل نہیں ہے۔“

فاضل مؤلف اس مسئلے کی وضاحت مختلف مثالوں سے کرتے ہیں:

☆ اگر کوئی توحید کا اقرار کرتا ہے اور نماز کے واجب ہونے کا منکر ہے تو وہ کافر ہے۔

☆ جو توحید اور نماز کو تسلیم کرتا ہے لیکن زکوٰۃ کے واجب ہونے سے منکر ہے تو وہ بھی کافر ہے۔

☆ اگر کوئی روزے کا منکر ہے وہ بھی کافر ہے۔

☆ اگر کوئی حج کے واجب ہونے کا منکر ہے تو وہ بھی کافر ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

☆ اگر کوئی شخص ان ساری باتوں کو تسلیم کرتا ہے لیکن قیامت کے دن اللہ کے سامنے اٹھنے اور حساب وکتاب کا منکر ہے تو یہ شخص بھی کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ﴾ (التغابن: ۷)

''کافروں نے یہ سمجھا ہے کہ وہ دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے کہہ دیجئے کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تمہیں ضرور اٹھایا جائے گا پھر تمہیں تمہارے کاموں کی خبر دی جائے گی اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے۔''

مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس بات پر اہلِ علم کا اتفاق ہے۔''

ويقال ايضًا: اذا كنت تقر أن من صدَّق الرسول ﷺ فى كل شىء وجحد وجوب الصلاة أنه كافر حلال الدم والمال بالاجماع، وكذلك اذا أقر بكل شىء الا البعث، وكذلك لو جحد وجوب صوم رمضان صدق بذلك كله لا تختلف المذاهب فيه، وقد نطق به القرآن كما قدمنا۔

فمعلوم: أن التوحيد هو أعظم فريضة جاء بها النبى ﷺ وهو أعظم من الصلاة، والزكاة، والصوم، والحج۔

فكيف اذا جحد الانسان شيئًا من هذه الأمور كفر؟! ولو عمل بكل ما جاء به الرسول ﷺ؟ واذا جحد التوحيد الذى هو دين الرسل كلهم لا يكفر؟! سبحان الله، ما أعجب هذا الجهل!

ويقال ايضًا: هؤلاء أصحاب رسول الله ﷺ قاتلوا بنى حنيفة؛ وقد أسلموا مع النبى ﷺ وهم يشهدون ان لا اله الا الله، وأن محمدًا رسول الله ﷺ ويؤذنون، ويصلون۔

فان قال: انهم يقولون: ان مسيلمة نبى۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فقل: هذا هو المطلوب اذا كان من رفع رجلًا الٰى رتبة النبى ﷺ كفر وحل ماله ودمه ولم تنفعه الشهادتان ولا الصلاة، فكيف بمن رفع شمسان أو يوسف أو صحابيًّا او نبيًّا الٰى مرتبة جبار السماوات والأرض؟ سبحان الله ، ما أعظم شأنه ﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [الروم: ٥٩]

مذکورہ شبہ کے جواب میں معترض سے یہ بھی کہا جائے گا کہ جب تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ جو شخص تمام امور میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرے اور صرف نماز کے وجوب کا انکار کر دے تو وہ بالاجماع کافر ہے اور اس کی جان و مال مباح ہے یا اسی طرح جو شخص تمام فرائض کا اقرار کرے اور صرف یوم آخرت کا انکار کر دے یا تمام چیزوں کا اقرار کرے، مگر رمضان کے روزے کی فرضیت کا انکار کر دے، وہ بالاجماع کافر ہے۔ کسی بھی مذہب کا اس میں اختلاف نہیں۔

یہ بات سب جانتے ہیں کہ ''توحید'' رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا سب سے اہم فریضہ ہے اور اس کی حیثیت نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج سے بھی بڑھ کر ہے۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر مکمل عمل کے باوجود کوئی شخص اگر اس میں سے ایک بات کا بھی انکار کر دے تو وہ کافر ہو جائے لیکن اگر کوئی توحید کا انکار کر دے جو تمام انبیاء کا دین ہے، اسے کافر نہ کہا جائے۔ سبحان اللہ یہ کتنی عجیب جہالت ہے۔

معترض سے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ صحابہ کرام نے بنوحنیفہ سے قتال کیا۔ حالانکہ بنوحنیفہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے تھے اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا اقرار کرتے تھے۔ اذان دیتے تھے اور نماز بھی پڑھتے تھے۔

اس پر اگر وہ کہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنوحنیفہ سے اس لیے قتال کیا کہ وہ مسیلمہ کو نبی کہتے تھے، اس پر آپ جواب دیں کہ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ بنوحنیفہ نے جب ایک شخص کو نبوت کے درجے تک پہنچا دیا تو ان کا شہادتین کا اقرار کرنا، نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا کچھ کام نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آسکا اور وہ کافر اور مباح الدم قرار پائے۔ اب جو شخص ''شمسان، یوسف'' یا کسی صحابی کو الوہیت کے درجہ تک پہنچا دے، وہ کیوں کر مسلمان باقی رہے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الروم: ۵۹)

''اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے جو علم نہیں رکھتے۔''

شرح

دوسرا جواب

جب آپ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور قیامت کے دن اللہ کے ہاں پیش ہونے سے انکار کرنے والا اللہ تعالیٰ کا منکر اور کافر ہے۔ یعنی اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی حصہ کا منکر ہو تو کافر قرار پائے پھر ایسا شخص جو توحید کا انکار کرتا ہے اور اللہ کے شریک بناتا ہے کیسے کافر نہ ہوگا؟

بڑی عجیب بات ہے کہ توحید کے منکر کو مسلمان کہا جاتا ہے لیکن باقی تمام ارکانِ اسلام کے منکر کو کافر کہا جائے حالاں کہ انبیاء کی بنیادی دعوت توحید تھی اور تمام انبیاء یہی دعوت لے کر اس دنیا میں تشریف لائے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء: ۲۵)

''ہم نے آپ سے پہلے جس رسول کو بھی مبعوث کیا اس کی طرف یہی پیغام بھیجا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تم صرف میری ہی عبادت کرنا۔''

ارکانِ اسلام میں یہ سب سے پہلا بنیادی واجب ہے جو اس کے وجوب کو تسلیم نہیں کرتا اس کا اسلام بھی معتبر نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ. بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الشّٰكِرِيْنَ ﴾ (الزمر: ٦٥-٦٦)

”یقیناً تمہاری طرف بھی یہی وحی کی گئی اور تم سے پہلے بھی کہ اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں گے اور تم بھی نقصان اٹھانے والے ہو گے۔ بلکہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور شکر کرنے والوں میں سے ہوجاؤ۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جو شخص نماز، روزہ، زکوٰۃ یا قیامت کے دن اٹھنے کا منکر ہے ایسا شخص کافر ہے۔ بلکہ جو توحید کا انکار کرتا ہے وہ شخص ارکانِ اسلام کے منکر سے زیادہ بدتر کافر ہے۔

تیسرا جواب

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مسیلمہ اور اس کی جماعت کے ساتھ جنگ کی، ان کے مال و جان کو حلال سمجھتے ہوئے ان کو گرفتار کیا اور قتل بھی، حالانکہ مسیلمہ اور اس کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کرتے تھے نیز محمد ﷺ کو اللہ کا بندہ اور رسول تسلیم کرتے تھے، اذانیں دے کر نمازیں بھی پڑھا کرتے تھے لیکن ان کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے ایک آدمی کو نبی ﷺ کے مرتبے پر بٹھایا۔ جو شخص اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو نبی ﷺ کے مرتبے کی بجائے اللہ تعالیٰ جو کائنات کا خالق و مالک ہے اس کے مرتبے پر سمجھے پھر وہ خود کو مسلمان کہے، آیا یہ شخص کافر کہلانے کا زیادہ حق دار نہیں؟ چنانچہ یہ بات بالکل واضح ہے لیکن نتیجہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (الروم: ٥٩)

”اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے ان لوگوں کے دلوں پر جو اللہ کی وحدانیت کو اور دین اسلام کے حقائق سے ناواقف ہیں۔“

ویقال ایضًا: الذین حرّقهم علی بن ابی طالب رضی الله عنه بالنار کلهم یدعون الاسلام هم من أصحاب علی رضی الله عنه، وتعلموا العلم من الصحابة،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ولكن اعتقدوا فى على مثل الاعتقاد فى يوسف وشمسان وأمثالهما ، فكيف أجمع الصحابة على قتلهم وكفرهم؟ اتظنون أن الصحابة يُكفِّرون المسلمين؟ أم تظنون ان الاعتقاد فى تاج وأمثاله لا يضر ، والاعتقاد فى على بن ابى طالب رضی اللہ عنہ يُكفِّر؟

ويقال ايضًا: بنو عبيدالقداح الذين ملكوا المغرب ومصر فى زمان بنى العباس كلهم يشهدون ان لا اله الا اللّٰه ، وان محمدًا رسول اللّٰه ، ويدعون الاسلام ، ويصلون الجمعة والجماعة ، فلما أظهروا مخالفة الشريعة فى أشياء دون ما نحن فيه أجمع العلماء علَىٰ كفرهم وقتالهم ، وأن بلادَهم بلادُ حرب ، وغزاهم المسلمون حتىٰ استنقذوا ما بأيديهم من بلدان المسلمين۔

معترض کو یہ جواب دیا جائے گا کہ علی رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں کو آگ سے جلایا تھا وہ سب کے سب اسلام کے دعویدار اور خود علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے اور صحابہ کرام سے انہوں نے علم سیکھا تھا لیکن جب انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں (الوہیت کا) ایسا عقیدہ ظاہر کیا، جیسا عقیدہ وہ ''یوسف'' اور ''شمسان'' کے بارے میں رکھتے تھے، تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متفقہ طور پر انہیں کافر قرار دے دیا اور ان کو قتل کیا۔

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسلمانوں کو کافر قرار دیتے تھے؟ یا یہ کہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا تو کفر ہے لیکن ''تاج''، ''یوسف'' اور ''شمسان'' وغیرہ کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں؟

شریعت کی مخالفت کا نتیجہ

جواباً یہ بھی کہا جائے گا کہ بنو عبیدالقداح جنہوں نے عہد عباسیہ میں مصر اور مغرب پر حکومت کی ، وہ سب ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی شہادت دیتے تھے، اسلام کے دعویدار تھے اور جمعہ و جماعت کا بھی اہتمام کرتے تھے لیکن جب انہوں نے بعض چھوٹے چھوٹے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امور میں جو شرک کے مسئلہ سے کہیں کمتر تھے، شریعت کی مخالفت ظاہر کی تو علمائے اسلام نے متفقہ طور پر ان کے کفر اور ان سے قتال کرنے کا فتویٰ دیا، ان کے شہروں کو دارالحرب قرار دیا اور مسلمانوں نے لڑائی کر کے وہ تمام اسلامی شہر آزاد کرا لیے جو ان کے زیرِ اقتدار تھے۔

شرح

چوتھا جواب

یہ لوگ اسلام کا دعویٰ رکھتے تھے اور ان صحابہ کرام کے شاگرد تھے لیکن اس کے باوجود ان کو کافر کہا گیا اور آگ جلا کر اس میں انہیں زندہ ہی جھونک دیا گیا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ ''علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی الٰہ اور معبود ہیں۔''

آپ کیا سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرام نے ان لوگوں کو قتل کرنے پر کیسے اتفاق کیا؟ کیا یہ ممکن ہے کہ صحابہ کرام ایسے لوگوں کے قتل کرنے کو جائز سمجھیں جن کا قتل حرام ہو؟ اور ایسے افراد کو کافر کہیں جو حقیقت میں کافر نہ ہوں؟ یہ بات ناممکن ہے!!

اگر صحابہ کرام کے علاوہ کسی کو الٰہ بنایا جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن علی رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی یا کسی نبی یا کسی بزرگ ہستی کو معبود بنایا جائے تو انسان کافر ہو سکتا ہے!!

پانچواں جواب

علماء کا اتفاق ہے کہ جس عبید القداح قبیلے نے مغرب اور مصر پر قبضہ کیا وہ کافر ہے۔

اگرچہ وہ لوگ اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو مانتے ہیں، نماز کا اہتمام کرتے ہیں، جمعہ پڑھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جو انہوں نے مسلمانوں کی مخالفت میں کافروں کی حمایت کی، شرک کے علاوہ بظاہر معمولی درجہ کے جرم کیے یعنی مسلمانوں کے خلاف جنگ کی اور مسلمانوں کے علاقے چھین کر کافروں کے حوالے کیے، یہ ان کے اسلام کو برقرار نہیں رکھتا اور ان کو کافر کہنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ويقال ايضًا: اذا كان الأولون لم يكفروا الا انهم جمعوا بين الشرك وتكذيب الرسول والقرآن، وانكار البعث وغير ذلك۔

فما معنىٰ الباب الذى ذكر العلماء فى كل مذهب: ((باب حكم المرتد)) وهو المسلم الذى يكفر بعد اسلامه ، ثم ذكروا أنواعًا كثيرة كل نوع منها يكفِّر ويحل دم الرجل وماله ، حتّٰى انهم ذكروا أشياء يسيرة عند من فعلها ، مثل كلمة يذكرها بلسانه دون قلبه، أو كلمة يذكرها عَلى وجه المزح واللعب۔

ويقال ايضًا: الذين قال الله فيهم: ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ﴾ [التوبة: ٧٤] اما سمعت الله كفرهم بكلمة مع كونهم فى زمن رسول الله ﷺ ويجاهدون معه ويصلون، ويزكون، ويحجون، ويوحدون۔

وكذلك الذين قال الله فيهم: ﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَءَ ايٰتِهِ وَرَسُوْلِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۔لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمٰنِكُمْ﴾ [التوبة: ٦٥۔٦٦]

فهؤلاء الذين صرح الله فيهم انهم كفروا بعد ايمانهم وهم مع رسول الله ﷺ فى غزوة تبوك قالوا كلمة ذكروا أنهم قالوها علٰى وجه المزح فتأمل هذه الشبهة وهى قولهم: تكفرون من المسلمين أناسًا، يشهدون أن لا الٰه الا اللّٰه ، ويصلون ، ويصومون، ثم تأمل جوابها، فانه من أنفع ما فى هذه الأوراق۔

آپ یہ بھی جواب دے سکتے ہیں کہ پہلے لوگ صرف اس وجہ سے کافر قرار دیے گئے کہ انہوں نے شرک، رسول اور قرآن کی تکذیب اور قیامت کا انکار سب کچھ اکٹھا کرلیا تھا۔ پھر اس باب کا کیا مطلب ہوگا جو ہر مذہب کے علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ مثلاً: باب حکم المرتد (مرتد کے حکم کا بیان) مرتد وہ شخص ہے جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد علماء نے مرتد کی بہت سی اقسام بیان کی ہیں، جن میں سے ہر قسم میں انسان کافر اور مباح الدم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ فقہاء نے وہ چھوٹے چھوٹے امور بھی بیان فرمائے ہیں جن سے انسان مرتد ہو جاتا ہے، جیسے دل سے اعتقاد رکھے بغیر زبان سے کوئی بات کہہ دینا یا ہنسی مذاق کے طور پر منہ سے کوئی جملہ نکال دینا۔

یہ جواب بھی دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَحۡلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدۡ قَالُوا كَلِمَةَ الۡكُفۡرِ وَكَفَرُوا بَعۡدَ اِسۡلَامِهِمۡ﴾ (التوبة: ٧٤)

”وہ (منافق) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات نہیں کہی، حالانکہ وہ بلاشبہ کفر کی بات کہہ چکے اور اسلام لانے اور اس کا اظہار کرنے کے بعد پھر وہ کافر بن گئے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے، صرف ایک بات کی وجہ سے انہیں کافر قرار دے دیا، حالانکہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھے۔ آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے، نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، حج کرتے اور اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتے تھے۔ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ۔ لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ﴾ (التوبة: ٦٥-٦٦)

”اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی ٹھٹھا کرتے ہو؟ بہانے مت بناؤ، تم ایمان لا کر، (ایمان کا دعویٰ کر کے) پھر کافر ہو گئے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر کیا ہے اور جن کے بارے میں یہ صراحت فرمائی ہے کہ وہ ایمان کے بعد کافر ہو گئے، وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ان کی زبان سے ایک بات نکل گئی تھی جس کے بارے میں وہ خود اقرار کرتے تھے کہ ہم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نے اسے بطور مذاق کہا تھا۔

آپ مشرکین کے اس شبہ پر پھر سے غور کریں، جو یہ کہتے ہیں کہ تم ان مسلمانوں کو کیسے کافر گردانتے ہو جو ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه'' کی گواہی دیتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں؟ اور اس کے بعد اس شبہ کا مذکورہ جواب دھیان سے پڑھیں، یہ بڑا ہی مفید اور گرانقدر جواب ہے۔

شرح

چھٹا جواب

اگر کوئی شخص یہ تاویل کرے کہ جب تک کسی آدمی میں شرک اور کفر جیسے سب جرائم جمع نہ ہو جائیں اس وقت تک وہ شخص کافر نہیں ہوتا۔ پھر کتبِ احادیث میں محدثین وفقہاء نے جو ابواب قائم کیے ہیں کہ ''مرتد کا حکم کیا ہو؟'' اس میں ذکر کردہ کفر کی مختلف اقسام کا مفہوم کیا ہوگا؟ اس باب میں ذکر کردہ ہر طرح کے معمولی جرم سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے معمولی جملہ ہو یا مزاح کی باتیں ہوں، لہٰذا کسی بھی ایسے جرم سے انسان کافر ہو جاتا ہے اگرچہ باقی زندگی میں مکمل مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ فقہاء ومحدثین نے اپنی کتابوں میں ان معمولی مجرموں کو بھی کافر ہی کہا ہے۔ اس کی مزید وضاحت آئندہ کسی موقع پر ہوگی۔

ساتواں جواب

اس کی تفصیل دراصل دو واقعات ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کو بھی کافر کہا جنہوں نے صرف کفریہ جملہ بولا تھا حالانکہ وہ لوگ نبی ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، نبی ﷺ ان کا تزکیہ وتربیت کرتے، وہ حج کرتے، جہاد کرتے اور عقیدۂ توحید کو تسلیم بھی کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی ان منافقوں کو کافر کہا گیا۔

۲۔ ایسے منافقوں کو بھی کافر کہا گیا جنہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کو مذاق کیا تھا اور کہا تھا:

ہم نے ان قاریوں جیسے پیٹو اوران جیسے جھوٹے اور بزدل نہیں دیکھے۔

ان کا اشارہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام جو قراء کرام تھے،ان کی طرف تھا۔ جب انہوں نے یہ جملہ کہا تو ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُ وْنَ۔لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ﴾ (التوبه: ٦٥۔٦٦)

”اگر تو ان سے پوچھے تو یہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو گپ شپ لگا رہے تھے اور ہنسی مذاق کر رہے تھے، کہہ دیجیے کیا تم اللہ کی، اور اس کی آیات اور اس کے رسول سے مذاق کرتے ہو: آج تم معذرت پیش نہ کرو تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔“

ان کو ایمان قبول کرنے کے بعد کافر کہا ہے، حالانکہ خود اللہ نے وضاحت کر دی کہ یہ لوگ صرف مذاق کر رہے تھے، نیز یہ نمازی اور صدقہ و خیرات کرنے والے بھی تھے۔ یہ جواب اس کتاب میں بہت مفید اور واضح ہے۔

ومن الدليل على ذلك ايضًا ما حكىٰ اللّٰه عن بنى اسرائيل مع اسلامهم وعلمهم وصلاحهم انهم قالوا لموسىٰ: ﴿اجْعَل لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ ءَالِهَةٌ﴾ [الاعراف: ١٣٨]

وقول أناس من الصحابة: ((اجعل لنا ذات أنواط)) فحلف النبى ﷺ أن هذا نظير قول بنى اسرائيل لموسىٰ ﴿اِجْعَل لَّنَآ اِلٰهًا﴾۔

ولكن للمشركين شبهة يدلون بها عند هذه القصة، وهى أنهم يقولون:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ان بنی اسرائیل لم یکفروا بذلك ، وکذلك الذین قالوا للنبی ﷺ اجعل لنا ذات أنواط لم یکفروا۔

فالجواب أن نقول: ان بنی اسرائیل لم یفعلوا ذلك ، وکذك الذین سألوا النبی ﷺ ، لم یفعلوا ذلك۔

ولا خلاف أن بنی اسرائیل لم یفعلوا ذلك و لو فعلوا ذلك لکفروا۔

وکذلك لا خلاف فی ان الذین نهاهم النبی ﷺ لو لم یطیعوه واتخذوا ذات أنواط بعد نهیه؛ لکفروا وهذا هو المطلوب۔

ولکن هذه القصة تفید أن المسلم بل العالم قد یقع فی أنواع من الشرك لا یدری عنها فتفید التعلم والتحرز۔

ومعرفة أن قول الجاهل ((التوحید فهمناه)) أن هذا من أکبر الجهل ومکاید الشیطان۔

وتفید ایضًا أن المسلم المجتهد اذا تکلم بکلام کفر وهو لا یدری فنبه علٰی ذلك فتاب من ساعته انه لا یکفر کما فعل بنو اسرائیل والذین سألوا النبی ﷺ۔

وتفید أنه لو لم یکفر فانه یُغلَّظ علیه الکلام تغلیظًا شدیدًا کما فعل رسول اللّٰه ﷺ۔

مذکورہ جواب کی ایک دلیل وہ واقعہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے کہ انھوں نے اسلام لانے اور علم وتقویٰ کے باوجود موسیٰ علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا:

﴿اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ (الاعراف: ۱۳۸)

''جیسے ان لوگوں کے پاس معبود ہیں ایسا ہی ایک معبود ہمارے لیے بھی بنا دو۔''

نیز بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمارے لیے بھی ایک ''ذات انواط'' بنا دیجیے۔ اس پر آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ یہ کہنا بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ بنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دو۔

اس موقع پر مشرکین ایک شبہ اور پیش کرتے ہیں، وہ یہ کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے جس بات کا مطالبہ کیا، اس پر وہ کافر نہیں قرار دیئے گئے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ان اصحاب کو کافر نہیں گردانا، جنھوں نے آپ سے ''ذات انواط'' مقرر کرنے کو کہا تھا۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے معبود بنانے کا صرف مطالبہ کیا تھا۔ معبود بنایا نہیں تھا۔ اسی طرح بعض صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ''ذات انواط'' بنانے کی صرف درخواست کی تھی۔ اس بات پر کسی کا اختلاف نہیں کہ بنی اسرائیل نے جس چیز کا مطالبہ کیا تھا اگر وہ کر گزرتے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مانی ہوتی اور منع کرنے کے باوجود ''ذات انواط'' بنا لیا ہوتا تو وہ کافر قرار پاتے۔

مذکورہ واقعہ ایک دوسرے پہلو سے اس جانب بھی اشارہ کرتا ہے کہ ایک مسلمان بلکہ پڑھا لکھا شخص بھی غیر شعوری طور پر شرک میں مبتلا ہو سکتا ہے لہٰذا علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عقیدہ کا تحفظ بھی ضروری ہے اور یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ عوام الناس کا یہ کہنا کہ ''ہم نے توحید کو سمجھ لیا ہے'' شیطانی دھوکہ اور بڑی نادانی کی بات ہے۔

مذکورہ واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک مسلمان مجتہد اگر لاعلمی میں کوئی کفریہ بات کہہ دے اور تنبیہ کے بعد فوراً اس سے توبہ کر لے تو وہ کافر نہیں ہوگا، جیسا کہ بنی اسرائیل نے کیا اور انھوں نے کیا جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ''ذات انواط'' کے بارے سوال کیا تھا۔

اس واقعہ سے ایک اہم مسئلہ اور بھی سامنے آتا ہے، وہ یہ کہ ایسا شخص اگرچہ کافر نہیں ہوتا لیکن بڑے ہی سخت الفاظ میں اس کی تنبیہ ہونی چاہیئے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمائی تھی۔

شرح

کبھی انسان لاشعوری طور پر کفریہ کام کر گزرتا ہے یا جملہ کہہ جاتا ہے، جیسے بنی اسرائیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے اسلام قبول کرنے اور اسلامی تعلیمات سے واقف ہونے اور موسیٰ علیہ السلام سے تربیت پانے کے باوجود کہا تھا:

﴿اَجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰـهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ﴾

''اے موسیٰ ہمارے لیے کوئی معبود بناؤ جس طرح ان لوگوں کا ایک معبود ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی ایسا جملہ کہہ دیا تھا:

اے اللہ کے رسول ہمارے لیے بھی ایک ذاتِ انواط بنا دیں جیسے ان مشرکوں کا ایک درخت ہے جس پر یہ کپڑوں کے ٹکڑے لٹکاتے ہیں۔اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ اکبر، تم سے پہلے بنی اسرائیل کا یہ طریقہ تھا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے بھی اسی طرح بات کی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہی تھی کہ ہمارے لیے بھی ایک معبود بناؤ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم ایک جاہل قوم ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی کرو گے۔

یہ دلیل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا بڑے زوردار طریقے سے انکار کیا اور یہی ہونا چاہیے۔کیونکہ ان دونوں نبیوں نے اپنی قوم کے مطالبے کو برقرار نہیں رکھا اور ان کے مطالبے پر خاموش بھی نہیں رہے بلکہ انکار کر کے اس کی حقیقت سمجھائی۔

شبہ نمبر ۱۲:......بعض مشرکین اس واقعہ سے دلیل لیتے ہیں کہ ایسی باتوں سے صحابہ کرام اور بنی اسرائیل کافر نہیں ہو گئے تھے۔

جواب:...... اس کا جواب یہ ہے کہ بنی اسرائیل اور صحابہ کرام نے صرف یہ مطالبہ کیا تھا اس پر عمل نہیں کیا۔ بلکہ اپنے رسولوں سے جب نصیحت کی بات سنی تو اپنے عقیدے والفاظ کی اصلاح کر لی۔

فہم دین ضروری ہے

درج بالا واقعے سے کئی فوائد ملتے ہیں:

۱۔ انسان اگرچہ عالم اور واقف ہی کیوں نہ ہو بعض اوقات اس سے شرک کی کچھ اقسام

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پوشیدہ رہ جاتی ہیں، چنانچہ انسان کو چاہیے کہ وہ علم حاصل کرتا رہے اور شرک و کفر کے مسائل کی واقفیت حاصل کرتا رہے تاکہ وہ لاعلمی کی وجہ سے کہیں شرک و کفر میں گرفتار نہ ہو جائے۔لیکن جب کوئی آدمی یہ کہے کہ میں شرک کے جملہ مسائل سے واقف ہوں اور حقیقت میں وہ ناواقف ہو تو یہ صورتحال اس کے لیے بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے، کیونکہ یہ جہلِ مرکب ہے کہ جو جہلِ بسیط سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

جو سمجھتا ہے کہ میں اس چیز سے ناواقف ہوں یقیناً وہ اس کا علم حاصل کرے گا اور اپنے علوم سے فائدہ اٹھائے گا، لیکن جو یہ سمجھتا ہے کہ مجھے ہر چیز کا علم ہے وہ جستجو اور تلاش کی بجائے دین مخالف سرگرمیوں میں مصروف ہو جائے گا۔

۲۔ اگر کسی مسلمان سے ایسا جملہ سرزد ہو جائے جو جہالت کی وجہ سے اس کی زبان سے نکلا ہے اور وہ جملہ کفریہ ہے، پھر اس کو سمجھانے پر وہ اپنی اصلاح کر لے اور توبہ کرے ایسے شخص کو یہ جملہ نقصان دہ نہیں ہوتا کیونکہ لاعلمی کی وجہ سے وہ معذور ہوگا۔اللہ نے کسی انسان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا۔لیکن اگر کوئی سمجھانے کے باوجود اپنی اسی بات پر قائم رہے تو ایسے شخص پر اس کے شرکیہ یا کفریہ جرم کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

۳۔ اگر انسان کسی لاعلمی کی وجہ سے کفریہ کام کا مطالبہ کر دے یا ایسی بات کر دے تو اس کو سختی سے ڈانٹنا چاہیے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بھی صحابہ کرام کو یہی بات کہی تھی۔

اللہ اکبر یہ وہی طریقے ہیں جو تم سے پہلے لوگوں کے تھے، تم ان کے طریقوں پر چلنے کی کوشش کرتے ہو حتیٰ کہ جہاں انہوں نے قدم رکھا تم وہیں قدم رکھنا چاہتے ہو۔

اس طرح سختی سے ان کا مطالبہ رد کر دینا ضروری ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وللمشركين شبهة آخرىٰ يقولون: ان النبى ﷺ أنكر عَلٰى اسامة قتل من قال ((لا اله الا اللّٰه)) ، وقال: ((أقتلته بعد ما قال: لا اله الا اللّٰه)) وكذلك قوله ﷺ: ((أمرت أن أقاتل الناس حتّٰى يقولوا لا اله الا اللّٰه)) وأحاديث أخرىٰ فى الكف عمن قالها۔

ومراد هؤلاء الجهلة أن من قالها لا يكفر، ولا يقتل ولو فعل ما فعل۔

فيقال هٰؤلاء المشركين الجهال: معلوم أن رسول اللّٰه ﷺ قاتل اليهود وسباهم وهم يقولون: لا اله الا اللّٰه، وأن أصحاب رسول اللّٰه ﷺ قاتلوا بنى حنيفة وهم يشهدون أن لا اله الا اللّٰه ، وأن محمدًا رسول اللّٰه ، ويصلون ويدّعون الاسلامَ ، وكذلك الذين حرقهم على بن ابى طالب بالنار۔

وهؤلاء الجهلة مقرون أن من أنكر البعث كفر وقتل ولو قال لا اله الا اللّٰه۔ وأن من جحد شيئًا من أركان الاسلام كفر وقتل ولو قالها، فكيف لا تنفعه اذا جحد فرعًا من الفروع، وتنفعه اذا جحد التوحيد الذى هو أصل دين الرسل ورأسه۔

مشرکین کا ایک اور شبہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ''لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه'' کہنے والے شخص کو قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناراضی ظاہر کی اور فرمایا:

((أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه)) ❶

''کیا تم نے اس کے لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھنے کے بعد بھی اسے قتل کر دیا۔''

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوْا لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه)) ❷

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں

---

❶ صحيح بخارى، ح: ٤٢٦٩. ❷ صحيح بخارى، ح: ١٣٩٩.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جب تک کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار نہ کرلیں۔“

یہ نادان مشرک ان احادیث کا مطلب یہ نکالتے ہیں کہ ”لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ “ کا اقرار کر لینے کے بعد آدمی جو بھی چاہے کرے، اسے کافر کہہ سکتے ہیں نہ قتل کر سکتے ہیں۔

ان نادانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہود بھی ”لَا اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰـہ “ پڑھتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان سے قتال کیا اور انہیں قیدی بنایا۔

بنوحنیفہ کے لوگ بھی ”لَا اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰـہ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ “ کی شہادت دیتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور اسلام کا دعویٰ بھی کرتے تھے، لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے قتال کیا۔

اسی طرح وہ لوگ بھی توحید کا اقرار کرتے تھے جنہیں علی رضی اللہ عنہ نے آگ سے جلایا۔

یہ جاہل اس بات کو تو مانتے ہیں کہ آخرت کا منکر یا اسلام کے کسی رکن کا منکر اگرچہ ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ “ کا اقرار کرتا ہو، کافر اور مباح الدم ہے۔

سوال یہ ہے کہ اسلام کے کسی رکن کا انکار کرنے والے کو جب کلمہ ”لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ “ کا اقرار کفر سے نہیں بچا سکتا تو ”توحید“ جو تمام انبیاء کے دین کی بنیاد ہے، کا انکار کرنے والے کو یہ کلمہ کیونکر بچا سکتا ہے؟

شرح

شبہ ۱۳: ...... نبی ﷺ نے اسامہ بن زید کے اس عمل پر بہت تنقید کی تھی جب انہوں نے اس آدمی کو قتل کر دیا جس نے لا الـہ الا اللّٰہ کہا تھا، آپ بار بار یہ جملہ دہراتے رہے کہ ”کیا تم نے اسے لا الہ الا اللّٰہ کہنے کے بعد قتل کر دیا ہے؟!“ حتیٰ کہ آپ نے یہ بات اتنی دفعہ دہرائی کہ اسامہ کہنے لگے کہ میرے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ میں آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔ [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب بعث النبی اسامة بن زیدٍ، ح: ۴۲۶۹۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم قتل الکافر، ح: ۹۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں۔'' ❶

ایسی روایات جن کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص لا الـہ الا اللّٰه کا اقرار کرتا ہو اسے کافر کہا جائے گا نہ اس کے خلاف جنگ کی جائے گی اگرچہ کسی اعتبار سے وہ شرک بھی کرتا ہو۔

جواب:...... یہ بہت بڑی جہالت ہے کہ صرف لا الـہ الا الله کہہ دینے سے انسان آگ کے عذاب سے بچ سکتا ہے۔کوئی شخص شرک سے پوری طرح اسی وقت پاک ہوگا جب وہ ہر اعتبار سے شرک سے محفوظ ہو۔

اس کا جواب مختلف اعتبار سے دیا جا سکتا ہے:

نبی ﷺ نے یہودیوں سے جنگ کی اور انہیں قیدی بھی بنایا، حالاں کہ وہ لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے تھے۔

صحابہ کرام نے بنو حنیفہ کے ساتھ جنگ کی حالانکہ وہ لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے تھے، نیز محمد ﷺ کو رسول بھی تسلیم کرتے تھے، نمازیں پڑھتے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے تھے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کو آگ میں جلا دیا تھا جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتے تھے۔

ایک الزامی جواب یوں دیا جا سکتا ہے کہ جو شخص قیامت کا انکار کرے اسے کافر سمجھ کر قتل کر دیا جائے ،اگر کوئی شخص ارکانِ اسلام کو واجب نہ سمجھے اور اس کا انکار کرے تو اس پر بھی کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ کافر ہونے کی وجہ سے اسے قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔

لیکن اس صورتحال میں اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ کہے تو اسے کافر کیوں نہیں کہا جائے گا؟ توحید کے منکر سے کیوں نہیں لڑائی کی جائے گی؟ حالانکہ یہ دین کی بنیاد ہے اگرچہ وہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ، ح: ۲۵ ـ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر فی قتال اللہ، ح: ۲۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہو۔ کیا یہ شخص ان کی نسبت جو لوگ صرف نماز کو واجب تسلیم نہیں کرتے یا زکوٰۃ کو واجب نہیں سمجھتے کافر کہلانے کے زیادہ حقدار نہیں!!

ولكن أعداء الله ما فهموا معنىٰ الاحاديث:

فأما حديث أسامة فانه قتل رجلًا ادعىٰ الاسلام بسبب أنه ظن أنه ما ادعىٰ الاسلام الا خوفًا علىٰ دمه وماله، والرجل اذا أظهر الاسلام وجب الكفُّ عنه حتىٰ يتبين منه ما يخالف ذلك، وانزل الله تعالىٰ فى ذلك: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا﴾ [النساء: ٩٤]؛ أى: فتثبتوا، فالآية تدل علىٰ انه يجب الكف عنه والتثبت، فاذا تبين منه بعد ذلك ما يخالف الاسلام قتل؛ لقوله تعالىٰ: ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾ ولو كان لا يقتل اذا قالها لم يكن للتثبت معنىً۔

اسامہ رضی اللہ عنہ کی جس حدیث سے مشرکین دلیل پکڑتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ اسامہ نے ایک شخص کو اس کے اسلام کے دعویٰ کرنے کے بعد بھی یہ سمجھ کر قتل کر دیا کہ اس نے اپنی جان و مال کو بچانے کے لیے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ آدمی جب اپنے اسلام کا اظہار کردے تو اس سے ہاتھ روک لینا ضروری ہے، اگرچہ اس کے خلاف بھی کوئی بات اس سے ثابت ہو جائے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا﴾

(النساء: ٩٤)

''اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلو تو تحقیق کر لیا کرو۔''

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص اپنے اسلام کا اظہار کر دے اس سے ہاتھ روک لینا اور اس کے بارے میں تحقیق کرنا ضروری ہے۔ تحقیق کے بعد اگر اس سے کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی بات ثابت ہو جو اسلام کے خلاف ہو تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اسلام ظاہر کرنے یا کلمہ شہادت کا اقرار کرنے کے بعد آدمی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اگر یہی مطلب ہوتا تو اس آیت میں تحقیق کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کا کوئی معنی ہی نہیں رہ جاتا۔

شرح

مشرکین اسامہ رضی اللہ عنہ کے واقعے سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا وہ اگرچہ پہلے مشرک تھا لیکن اب وہ مسلمان ہو گیا ہے، اسامہ نے اگر اسے قتل کیا تو وجہ یہ تھی کہ اس نے صرف قتل کے ڈر سے یہ بات کہی۔

لیکن اس میں کوئی ایسی دلیل نہیں کہ ہر لا الہ الا اللہ کہنے والا مسلمان ہے اور اس کے خون کی حفاظت کی جائے گی۔ اس میں دلیل تو یہ ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لے اس سے ہاتھ روک لیا جائے گا اور اس کے مختلف حالات دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا کہ آیا یہ واقعی مسلمان ہے یا درحقیقت کافر و مشرک ہی ہے، فرمان باری تعالیٰ:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (النسا: ۹۴)

”اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں چلو تو تحقیق کر لیا کرو۔“

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس موقع پر ہر قسم کے فیصلے میں یہ حکم دیا کہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا کرو۔ یہ آیت دلیل ہے کہ اس شخص کی حالتِ اسلام یا حالتِ کفر واضح ہو جائے تو پھر اس کے قتل یا زندہ رہنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

اگر یہ بات کہی جائے کہ اس شخص کو بالکل قتل نہیں کیا جا سکتا تو پھر تحقیق بے معنی ہے۔

بہر حال اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ایسی کوئی دلیل یا گنجائش نہیں، کہ ہر لا الہ الا اللہ کہنے والا شخص مسلمان ہے، جب کہ وہ پہلے بتوں کا پجاری، قبروں کا پجاری، فرشتوں یا جنوں کی عبادت کرنے والا تھا اب وہ صرف اتنا جملہ کہنے سے خالص مسلمان ہو گیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وكـذلك الـحـديـث الآخر وأمثاله معناه ما ذكرناه أن من أظهر التوحيد والاسـلام وجـب الـكف عـنه الٰى أن يتبين منه ما يناقض ذلك والدليل عـلى هذا أن رسول اللّٰه ﷺ قـال؛ ((أقتـلته بعد ما قال لا اله الا اللّٰه)) وقـال: ((أمـرت ان أقـاتل الناس حتّٰى يقولوا لا اله الا اللّٰه)) هو الذى قـال فـى الخوارج: ((أينما لقيتموهم فاقتلوهم، لئن أدركتهم لأقتلنهم قتـل عـادٍ)) مع كونهم من اكثر الناس عبادة وتهليلًا وتسبيحًا، حتّٰى ان الـصـحـابة يحقرون انفسهم عندهم، وهم تعلموا العلم من الصحابة فـلـم تـنـفعهم لا اله الا اللّٰه، ولا كثرة العبادة، ولا ادعاء الاسلام لما ظهر منهم مخالفة الشريعة۔

وكـذلك مـا ذكـرنـاه مـن قتـال اليهـود، وقتـال الصحابة بنى حنيفة، وكذلك أراد النبى ﷺ أن يـغـزو بـنـى المصطلق لما أخبره رجل أنهم مـنـعـوا الـزكـاة، حتى انزل اللّٰه تعالىٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾ [الحجرات: ٦] وكان الرجل كاذبًا عليهم، وكل هذا يدل علىٰ أن مراد النبى ﷺ فى الأحاديث التى احتجوا بها ما ذكرناه۔

اسی طرح اس موضوع کی دیگر احادیث کا مطلب بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا ہے۔ یعنی جو شخص اسلام یا توحید کا اظہار کر دے اس سے ہاتھ روک لیا جائے گا اور تحقیق کے بعد اگر اس کے اندر اسلام کے خلاف کوئی بات ثابت ہو تو قتل کر دیا جائے گا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جس رسول (ﷺ) نے اسامہ سے یہ کہا تھا کہ کیا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہنے کے بعد بھی تم نے اسے قتل کر دیا؟'' اور جس رسول (ﷺ) کی یہ حدیث ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں جب تک کہ وہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـه'' کا اقرار نہ کر لیں'' اسی رسول اللہ ﷺ نے خوارج کے سلسلہ میں یہ حکم ارشاد فرمایا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

((أَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ)) ❶

''انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کرو، اگر میں نے ان کو پا لیا تو قوم عاد کی طرح انہیں قتل کروں گا۔''

سبھی جانتے ہیں کہ خوارج بہت زیادہ عبادت گزار اور اللہ کی تکبیر وتہلیل کرنے والے تھے۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ ان کے سامنے اپنی نمازوں کو حقیر سمجھتے تھے۔ ان خوارج نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم بھی حاصل کیا تھا لیکن جب ان کی جانب سے شریعت کی خلاف ورزی سامنے آئی تو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کا اقرار، کثرت عبادت اور اسلام کا دعویٰ کچھ بھی تو ان کے کام نہ آسکا۔

گزشتہ صفحات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہود سے قتال کرنے کا واقعہ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بنو حنیفہ سے قتال کرنے کی مثال گزر چکی ہے، جو واقعات ابھی اوپر بیان کئے گئے ہیں وہ بھی اس مسئلہ کی تائید کرتے ہیں۔

خبر کی تحقیق ضروری ہے

ساتھ ہی اس واقعہ پر بھی غور کرتے چلیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کی اطلاع ملی کہ بنو مصطلق کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے تو آپ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾ (الحجرات: ٦)

''اے مومنو! اگر کوئی فاسق شخص تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ جانے بوجھے بغیر کسی قوم پر چڑھ دوڑو، پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ۔''

❶ صحیح بخاری، ح: ٦٩٣٠.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بعد میں ظاہر ہوا کہ بنو مطلق کے متعلق اطلاع دینے والا شخص جھوٹا تھا۔ بہر حال یہ تمام واقعات اس بات کی کھلی دلیل ہیں کہ مشرکین نے جن احادیث سے دلیل پکڑی ہے ان کا صحیح مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

شرح

دوسری روایت سے بھی دلیل لی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں۔ اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوا ہے کہ جو اسلام کا اظہار کرے اس سے ہاتھ روک لیا جائے گا اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس کی تحقیق نہ ہو جائے۔ اگر اس کو صرف لا الہ الا اللہ کہنے کی وجہ سے تحفظ ملتا تو اس کے ایمان کی تحقیق کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

ایک الزامی دلیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے درج بالا گفتگو فرمائی، اسی طرح دوسرے موقع پر فرمایا کہ ''مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑائی کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں۔'' تو آپ ﷺ نے ہی اس بات کا بھی حکم دیا تھا کہ ''خارجی جب نکلیں گے تو ان سے جنگ کرنا''، آپ نے مزید فرمایا: ''تمہیں وہ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کر دو۔'' حالانکہ خارجی نمازیں پڑھتے تھے، اللہ کا ذکر کرتے تھے، اور صحابہ کرام کے شاگرد تھے۔ اس سب کے باوجود وہ ان کے کسی کام نہ آیا۔ کیونکہ ان کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ''ایمان اور قرآن ان کی ہنسلیوں اور گردنوں سے نیچے نہیں اترے گا۔'' چنانچہ صرف لا الہ الا اللہ کہنا انسان کو قتل سے نہیں بچا سکتا بلکہ اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے جس سے اس کو قتل کرنا لازم ہوتا ہے تو اسے قتل کیا جا سکتا ہے۔

ولهم شبهة اخرىٰ: وهى ما ذكر النبى ﷺ: ((أن الناس يوم القيامة يستغيثون بآدم، ثم بنوح، ثم بابراهيم، ثم بموسىٰ، ثم بعيسىٰ))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فکلهم یعتذر حتّٰی ینتهوا الیٰ رسول اللہ ﷺ قالوا: فھذا یدل علیٰ ان الاستغاثۃ بغیر اللہ لیست شرکاً۔

والجواب أن نقول: سبحان من طبع علیٰ قلوب اعدائہ ، فان الاستغاثۃ بالمخلوق فیما یقدر علیہ لا ننکرھا ، کما قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ موسیٰ: ﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ﴾ [القصص: ١٥] وکما یستغیث الانسان بأصحابہ فی الحرب أو غیرہ فی أشیاء یقدر علیھا المخلوق۔ ونحن أنکرنا استغاثۃ العبادۃ التی یفعلونھا عند قبور الأولیاء ، أو فی غیبتھم فی الأشیاء التی لا یقدر علیھا الا اللہ۔

اذا ثبت ذلک فاستغاثتھم بالأنبیاء یوم القیامۃ یریدون منھم أن یدعوا اللّٰہ ، أن یحاسب الناس حتّٰی یستریح أھل الجنۃ من کرب الموقف وھذا جائز فی الدنیا والآخرۃ، وذلک أن تأتی عند رجل صالح حیٍ یجالسک ویسمع کلامک فتقول لہ: ادع اللہ لی، کما کان اصحاب رسول اللہ ﷺ یسألونہ ذلک فی حیاتہ، وأما بعد موتہ فحاشا وکلا أنھم سألوہ ذلک عند قبرہ، بل أنکر السلف الصالح عَلٰی من قصد دعاء اللہ عند قبرہ فکیف بدعائہ نفسہ؟!

استغاثہ کا مفہوم

شبہ نمبر ١٤: ......مشرکین کو ایک شبہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ ”قیامت کے دن لوگ آدم علیہ السلام کے پاس استغاثہ کے لیے جائیں گے، پھر نوح کے پاس، پھر ابراہیم کے پاس پھر موسیٰ کے پاس، پھر عیسیٰ علیہما السلام کے پاس استغاثہ کے لیے جائیں گے اور سب کے سب معذرت پیش کر دیں گے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس معاملہ لے کر پہنچیں گے۔“ مشرکین کہتے ہیں کہ گویا غیر اللہ سے استغاثہ کرنا شرک نہیں۔

جواب: ......اس کا جواب یہ ہے کہ ہم مخلوق سے اس کام میں استغاثہ کے منکر نہیں جو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اس کے بس میں ہو، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ﴾(القصص : ١٥)

''پس اس شخص نے جو موسیٰ کا ہم قوم تھا اس شخص کے مقابلہ میں جو موسیٰ کے دشمن گروہ سے تھا، موسیٰ سے مدد چاہی۔''

یا جس طرح انسان جنگ وغیرہ میں اپنے ساتھیوں سے ان امور میں استغاثہ کرتا اور مدد چاہتا ہے جن پر انسان قادر ہوتا ہے۔ ہم تو اس استغاثہ کا انکار کرتے ہیں جو بزرگوں کی قبروں پر جا کر عبادت کی شکل میں کیا جاتا ہے یا غائبانہ طور پر ان سے ان چیزوں کا سوال کیا جاتا ہے جو اللہ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔

اس تفصیل کے بعد مذکورہ حدیث کی طرف آئیں جسے مشرکین بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اس حدیث میں انبیاء سے استغاثہ کی تفصیل یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگ انبیاء علیہم السلام کے پاس آ کر درخواست کریں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جلد حساب و کتاب شروع ہو، تاکہ جنتی حضرات میدان حشر کی سختیوں سے نجات پائیں۔

ظاہر بات ہے کہ اس قسم کا استغاثہ دنیا میں بھی جائز ہے اور آخرت میں بھی، کہ آپ کسی نیک اور زندہ شخص کے پاس جائیں جو آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کی باتیں سنے اور اس سے یہ درخواست کریں کہ میرے لیے اللہ سے دعا کر دیجئے۔

جیسا کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے پاس آتے اور دعا کی درخواست کرتے تھے لیکن آپ کی وفات کے بعد حاشا وکلا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی قبر کے پاس آ کر آپ سے دعا کی درخواست کی ہو بلکہ سلف صالحین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے سے منع فرماتے تھے، چہ جائیکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرح

کیا غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک نہیں؟

جواب: ......اس کا جواب دو طرح دیا جا سکتا ہے:

۱۔ مخلوق سے ان چیزوں میں مدد طلب کرنا جس پر وہ قادر ہیں۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں، قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ منقول ہے:

﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ﴾

''ایک آدمی نے جو موسیٰ علیہ السلام کی جماعت میں سے تھا، موسیٰ علیہ السلام سے مدد مانگی اس شخص کے خلاف جو اس کا دشمن تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے مکہ مارا اور اس کا فیصلہ کر دیا۔''

۲۔ لوگ انبیائے کرام سے ایسی مدد طلب نہیں کریں گے کہ وہ اس مشکل میں ان کے لیے آسانی کریں بلکہ اس لیے پکاریں گے کہ وہ اللہ کے ہاں سفارشی بن کر پیش ہوں اور اس سختی کو دور کریں۔ لہٰذا کسی کو عام انسانی ضرورت کے لیے پکارنا اور قیامت کے دن انسانیت کی سفارش کروانے میں واضح فرق ہے۔

۳۔ انبیاء سے مدد طلب کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ انبیاء سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اپنی مخلوق کو اس محشر کے میدان میں آسانی پہنچائیں۔ یہ دعا خود انبیاء سے نہیں بلکہ انبیاء سے یہ مطالبہ ہوگا کہ اللہ سے دعا فرمائیں۔ چنانچہ یہ صورت جائز ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اللہ سے دعا کرنے کا کہتے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے وقت مسجد میں آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول لوگوں کے مال برباد ہو گئے، راستے کٹ گئے ہیں۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ ہمارے اوپر بارش برسائے۔ (اس نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ ہماری مدد کیجئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ہاتھ بلند کیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور کہا اے اللہ ہم پر بارش برسا آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے ، اللہ تعالیٰ نے ایک بدلی آسمان پر دکھائی ۔ پھر پورا ہفتہ لوگوں نے سورج نہیں دیکھا اور موسلا دھار بارش جاری رہی ۔

آئندہ جمعہ وہی آدمی یا کوئی اور آدمی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول مال غرق ہو گئے اور دیواریں گرنا شروع ہو گئیں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ اس بارش کو روک دے ۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور کہا اے اللہ ہم سے اس کو لے جا اور ہمارے اوپر نہ برسا ، اے اللہ اسے پہاڑیوں کی چوٹیوں پر ، میدانوں میں ، وادیوں میں اور جنگلوں میں برسا۔ [1]

بادل پھٹ گئے اور صحابہ کرام جب جمعہ پڑھ کر نکلے تو اس وقت سورج نظر آ رہا تھا۔ غور کیجیے! اس موقع پر رسول اللہ ﷺ سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ آپ دعا فرمائیے ! نہ کہ آپ سے دعا کی گئی اور نہ ہی یہ استغاثہ کے مفہوم میں آتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ اعتراض بھی دراصل دھوکہ ہے جو ان کے کسی کام نہیں آ سکتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بیکار دلیل ہوگی ۔

اس موقع پر یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ اگر آپ کسی نیک آدمی کے پاس آتے ہیں جس کی نیکی اور پاکیزگی معروف و مشہور ہے اور آپ اس سے مطالبہ کریں کہ وہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے ، یہ بات درست ہے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔لیکن انسان کی یہ عادت نہیں ہونی چاہیے کہ جب بھی کوئی دیندار ، نیک سیرت شخص کو دیکھے تو اس سے مطالبہ کرے کہ تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کرو ۔سلف صالحین کا یہ طریقہ نہ تھا ، نیز اس میں کسی دوسرے کی دعا پر اعتماد ہونے لگتا ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ جب انسان اپنے رب سے خود اپنے لیے دعا کرتا ہے تو یہ اس کے لیے اچھا ہے ، جس طرح وہ باقی عبادت کے کام سرانجام دیتا ہے اسی طرح دعا بھی عبادت

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء ، باب الاستقاء فی المسجد الجامع ، ح: ۱۰۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلوۃ الاستسقاء ، باب فی الدعاء الاستسقاء، ح: ۱۰۹۷ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اسے عبادت ہی سمجھ کر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (غافر: ٦٠)

''تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

جب انسان خود اپنے لیے دعا کرتا ہے تو وہ اجر کا مستحق ہوتا ہے اس کی یہ نیکی عبادت میں شمار ہوتی ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ پر اعتماد بڑھ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مجھے فائدہ پہنچاتے ہیں اور وہی مجھ سے نقصان دُور کر سکتے ہیں۔

لیکن جب کسی دوسرے سے دعا کرے گا تو یقیناً اس کا اعتماد اور رجحان اسی پر ہوگا کہ یہی مجھے نفع ونقصان پہنچانے کا مالک ہے، ایسی صورت میں یہ اعتماد اور عقیدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے پر ہو جائے گا جو بڑی خطرناک چیز ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب کوئی کسی آدمی سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ تم میرے لیے دعا کرو، یہ نا مناسب صورت ہے۔''

انسان کو چاہیے خود اپنے لیے دعا کرے تاکہ اس کے دل میں کسی دوسرے سے نفع و نقصان کی امید وابستہ نہ ہو۔ خود دعا کرنے سے یقیناً اسے اجر بھی ملے گا جیسا کہ اور کسی مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں دعا کرنے سے فرشتے آمین کہیں گے کہ اے اللہ قبول فرما اور اس دعا کرنے والے کو بھی اس کی مثل عطا فرما۔[1]

ولهم شبهة اخرىٰ وهى: قصة ابراهيم علیہ السلام لما أُلْقِيَ فى النار اعترض له جبريل فى الهواء؛ فقال: ألك حاجة؟ فقال ابراهيم: اَمَّا اليك فلا ، قالوا:

[1] صحيح مسلم ، كتاب الذكر والدعا، باب فضل الدعاء ، ح: ٢٧٣٢۔ سنن ابى داؤد كتاب الصلوة، باب الدعاء بظهر الغيب ، ح: ١٥٣٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فلو كانت الاستغاثة بجبريل شركًا لَم يعرضها علَىٰ ابراهيم۔

فالجواب: ان هذا من جنس الشبهة الاولىٰ: فان جبريل عرض عليه ان ينفعه بأمر يقدر عليه، فانه كما قال اللّٰه تعالىٰ فيه: ﴿شَدِيْدُ الْقُوٰى﴾ [النجم: ٥] فلو أذن اللّٰه له أن يأخذ نار ابراهيم وما حولها من الارض والجبال ويلقيها فى المشرق أو المغرب لفعل، ولو امره أن يضع ابراهيم فى مكان بعيد عنهم لفعل، ولو أمره أن يرفعه الى السماء لفعل۔

وهذا كرجل غنيٍ له مال كثير يرىٰ رجلًا محتاجًا فيعرض عليه أن يقرضه، أو أن يهبه شيئًا يقضى به حاجته؛ فيأبىٰ ذلك الرجل المحتاج أن يأخذ ويصبر الَىٰ أن يأتيه اللّٰه برزق لا منة فيه لأحد: فأين هذا من استغاثة العبادة والشرك لو كانوا يفقهون؟!۔

شبہ نمبر ۱۵: ......مشرکین کا ایک شبہ ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بھی ہے جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانے لگا تو جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور یہ پیشکش کی کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو بتائیں ۔ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ سے تو مجھے کوئی ضرورت نہیں ۔اس واقعہ کو لے کر مشرکین یہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام سے استغاثہ (مدد چاہنا) شرک ہوتا تو خود جبریل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام سے یہ پیشکش نہ کی ہوتی۔

جواب: ...... یہ شبہ درحقیقت پہلی شبہے جیسا ہی ہے اور اس کا جواب بھی وہی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اسی چیز کی پیشکش ابراہیم علیہ السلام سے کی تھی جس پر وہ قادر تھے۔ جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ﴿شَدِيْدُ الْقُوٰى﴾ ''سخت قوتوں والا'' کہا ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ اگر جبریل علیہ السلام کو اس بات کی اجازت دے دیتا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی آگ اور اس کے اردگرد جو زمین اور پہاڑ تھے ان سب کو اٹھا کر مشرق یا مغرب میں پھینک دیں ۔یا ابراہیم علیہ السلام کو کسی دور مقام پر چھوڑ آئیں یا اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیں تو یقیناً وہ یہ سب کچھ کر سکتے تھے۔

جیسے کوئی مالدار شخص کسی ضرورت مند کو دیکھ کر قرض دینے کی پیشکش کرے یا یونہی کچھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دینا چاہے جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کر سکے اور یہ ضرورت مند شخص لینے سے انکار کر دے اور صبر کرنے کو ہی ترجیح دے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود اس کی روزی کا انتظام کر دے، جس میں کسی اور کا کوئی احسان شامل نہ ہو۔ اب اسی طرح کا استغاثہ کیسے عبادت اور شرک ہو سکتا ہے۔ کاش یہ کچھ سمجھ بوجھ رکھتے ہوں!!

شرح

جبریل علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال

جبرائیل علیہ السلام نے جو ابراہیم علیہ السلام کو پیش کش کی اس کی تکمیل ممکن تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ جبرئیل کو حکم فرماتے تو جبرائیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو آزاد کروا سکتے تھے، کیوں کہ جبرائیل علیہ السلام کی یہ صفت ہے کہ وہ بہت قوت والا ہے۔ (النجم: ۵)

اگر اللہ پاک جبرئیل کو یہ حکم دیتے کہ ابراہیم کی آگ اور اس کے اردگرد کو اٹھاؤ اور مشرق یا مغرب میں پھینک دو تو جبرئیل ایسا کر سکتے تھے۔ اسی طرح اگر اللہ ان کو حکم دے دیتے کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہاں سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ چھوڑ آؤ تو جبرئیل علیہ السلام ایسا بھی کر سکتے تھے۔ اگر ابراہیم کو اٹھا کر آسمان پر لے جانے کا حکم ہوتا تو یہ بھی ناممکن نہ تھا۔

اس بات کو ایک مثال سے سمجھنا چاہیے:

ایک مال دار آدمی کسی فقیر اور محتاج آدمی کے پاس آ کر یہ بات کہے کہ تمہیں مال کی ضرورت ہے؟ قرض کی ادائیگی یا تحفہ وغیرہ دینے کے لیے، چونکہ یہ مالدار آدمی اس کی یہ ضرورت پوری کر سکتا ہے لہٰذا اسے شرک نہیں کہا جائے گا۔ اگر وہ فقیر کہتا ہے کہ جی ہاں مجھے یہ قرضہ ادا کرنا ہے یا میں کسی کو تحفہ دینا چاہتا ہوں تو ایسی صورت میں وہ فقیر مشرک نہیں ہوگا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ولنختم الكلام ـ ان شاء اللّٰه تعالیٰ ـ بمسألة عظيمة مهمة جدًّا تفهم مما تقدم، ولكن نفرد لها الكلام؛ لعظم شأنها، ولكثرة الغلط فيها۔

فنقول: لا خلاف أن التوحيد لابد أن يكون بالقلب واللسان والعمل، فان اختل شیء من هذا لم يكن الرجل مسلمًا، فان عرف التوحيد ولم يعمل به فهو كافر معاند كفرعون وابليس وأمثالهما۔

وهذ يغلط فيه كثير من الناس يقولون: هذا حق، ونحن نفهم هذا، ونشهد انه الحق، ولكنا لا نقدر أن نفعله ولا يجوز عند أهل بلدنا الا من وافقهم، وغير ذلك من الأعذار۔

ولم يدر المسكين أن غالب أئمة الكفر يعرفون الحق، ولم يتركوه الا لشیء من الأعذار كما قال تعالیٰ: ﴿اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [التوبة: ٩] وغير ذلك من الآيات كقوله: ﴿يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾ [البقرة: ١٤٦]

فان عمل بالتوحيد عملًا ظاهرًا وهو لا يفهمه، أو لا يعتقده بقلبه فهو منافق، وهو شرٌّ من الكافر الخالص؛ لقوله تعالیٰ: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ [النساء: ١٤٥]

وهذه المسألة كبيرة طويلة تتبين لك اذا تأملتها فی السنة الناس تریٰ من يعرف الحق ويترك العمل به؛ لخوف نقص دنيا، أو جاه، أو مداراة لأحد، وتریٰ من يعمل به ظاهرًا لا باطنًا فاذا سألته عمَّا يعتقد بقلبه فاذا هو لا يعرفه۔

توحید کی عملی تطبیق

اس رسالے کے اختتام پر ہم ایک انتہائی اہم مسئلہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ سابقہ گفتگو کے دوران اس مسئلہ کی طرف اشارہ آ چکا ہے لیکن چونکہ یہ مسئلہ انتہائی نازک ہے اور لوگ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بکثرت اس میں غلطی کر بیٹھتے ہیں، اس لیے علیحدہ طور پر اس کا بیان کر دینا ضروری سمجھا۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ''توحید'' کا دل، زبان اور عمل تینوں سے بیک وقت تعلق ہونا ضروری ہے۔ ان میں سے اگر کسی ایک چیز کے اندر بھی خلل واقع ہو تو آدمی مسلمان نہیں رہتا۔ کوئی شخص اگر توحید کو سمجھتا ہے، مگر اس کے مطابق عمل نہیں کرتا تو وہ فرعون اور ابلیس وغیرہ کی طرح سرکش کافر ہے۔

اس بارے میں بہت سے لوگ غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ فلاں بات حق ہے۔ ہم اس کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ لیکن اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ اپنے علاقہ کے لوگوں کی مخالفت کر کے ہمارے لیے گزارہ کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح کے دیگر عذر بھی وہ پیش کرتے ہیں۔ شاید وہ نہیں جانتے کہ کافروں کے بڑے بڑے سردار بھی حق کو پہچانتے تھے اور اسی طرح کے حیلے بہانے میں پڑ کر ہی وہ حق کو چھوڑے ہوئے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ (التوبة: ٩)

''انہوں نے اللہ کی آیتوں کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا۔''

نیز فرمایا:

﴿يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾ (البقرہ: ١٤٦)

''وہ ان محمد (ﷺ) کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو۔''

لیکن اگر کوئی شخص توحید کو سمجھے بغیر، یا دل میں ایمان رکھے بغیر صرف ظاہر میں توحید پر عمل کرتا ہے تو وہ منافق ہے جو کافر سے بھی بدتر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (النساء: ١٤٥)

''بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں رہیں گے۔''

یہ مسئلہ انتہائی اہم اور طویل ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ آپ کو اس وقت ہوگا جب اس سلسلہ میں لوگوں کی باتوں پر غور کریں گے۔ چنانچہ بعض لوگ تو آپ کو ایسے ملیں گے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حق کو پہچانتے تو ہیں لیکن دنیاوی جاہ ومنصب اور جان و مال کے کم ہونے کے ڈر سے اس پر عمل نہیں کرتے جب کہ بعض لوگ ایسے بھی ملیں گے جو صرف توحید پر عمل کرتے ہیں۔ ان سے اگر پوچھا جائے کہ توحید کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے؟ تو اس کا علم ان کے پاس نہیں ہوتا۔

شرح

جاہ ومنصب کی رکاوٹ

انسان کے لیے ضروری ہے کہ اس کا دل، زبان اور تمام اعضاء توحید کی ترجمانی کرتے ہوں، اگر اس کے دل میں توحید قائم ہے لیکن اس کی زبان اور اس کے اعمال اس کی گواہی نہیں دیتے تو یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ کیونکہ دل میں اگر توحید موجود ہے تو زبان اور اعضاء کو اس کی ترجمانی کرنی چاہیے، نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

خبردار جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہوجائے تو سارا جسم خراب ہوجاتا ہے، خبردار وہ ٹکڑا دل ہے۔ [1]

اگر کوئی آدمی اپنے دعوے کے مطابق دل سے موحد ہے لیکن اس کی زبان اور اس کے اعمال توحید والے نہیں ہیں تو پھر یہ فرعون کی فہرست میں شمار ہوگا، کیونکہ وہ دل سے پوری طرح تسلیم کرتا تھا کہ یہ بات حق ہے لیکن وہ زبان سے انکاری تھا اور اس عقیدہ کا مخالف تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میں رب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ مضمون نقل فرمایا ہے:

﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ (النمل: ١٤)

”انہوں نے دینِ اسلام کا انکار کر دیا لیکن وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے اور

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب فضل مستبراء لدینه، ح: ٥٢۔ صحیح مسلم، کتاب المساقات، باب اخذ الحلال وترك الشبهات، ح: ١٥٩٩۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے یہ سارا کام ظلم کرتے ہوئے اور تکبر کرتے ہوئے کیا تھا۔“

موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے یوں کہا:

﴿قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآئِرَ﴾ (الاسراء: ۱۰۲)

”تجھے معلوم ہے کہ ان احکامات کو نازل کرنے والا وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جو بصیرت والا ہے۔“

لوگوں کی عام غلطی

اکثر لوگ صحیح بات کو سمجھتے ہیں لیکن کہتے ہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح ہمارے ملک کے لوگ ہماری مخالفت کریں گے یا ایسا ہی کوئی عذر پیش کرتے ہیں۔لہٰذا اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ ایسا کوئی بھی عذر ان کو فائدہ نہیں دے سکتا کیونکہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی تلاش میں رہے اگرچہ لوگ اس کے اس عمل سے ناراض ہوں اس طرح لوگوں کی خوشی کے لیے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اپنے ذمے نہ لے۔ یہ شخص بھی ان لوگوں جیسا ہے جو اپنے آباء واجداد کے طریقے کو دلیل بناتے تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا وَجَدْنَا آبَائَنَا عَلٰى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُهْتَدُوْنَ﴾

(الزخرف: ۲۲)

”ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اس طریقے پر دیکھا ہے اور ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَاِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ﴾ (الزخرف: ۲۳)

”اور ہم انہی کے نشانوں کی پیروی کرتے ہیں۔“

جاہل آدمی جو سمجھ اور عقل وشعور سے عاری ہے وہ نہیں جانتا کہ بڑے بڑے کافر جانتے تھے کہ اسلام ہی سچا دین ہے،لیکن وہ اس کی مخالفت کرتے تھے،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اسلام کو پہچانتے ہیں اسی طرح جیسے وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾

”یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو تھوڑی قیمت کے بدلے بیچ دیتے ہیں۔“

یہ لوگ بھی ایسے ہی عذر پیش کرتے تھے جو ان کے کسی کام نہ آئے کہ ”اگر میں اسلام قبول کرلوں تو میری حکومت چھین لی جائے گی یا میرے عہدہ ومناصب جاتے رہیں گے۔“ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عذر قابلِ قبول نہیں۔

صرف اس طرح کے خوف اور ناپسندیدگی کی کیفیت انسان کو جب اسلام قبول کرنے سے دور رکھتی ہے تو یہ چیز انسان کے لیے زیادہ خطرناک ہوسکتی ہے، کیوں کہ جو آدمی حق سے بالکل ناواقف ہے اسے معلوم ہی نہیں کہ اسلام سچا دین ہے یا نہیں اور توحید سچ ہے یا قبروں کی پرستش کرنا درست ہے تو ایسا آدمی معذور ہوسکتا ہے۔ ناواقف آدمی کو اس لاعلمی کی وجہ سے خبردار کیا جاسکتا ہے۔

یہودی اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوئے کیونکہ انہیں حق بات کا علم تھا، عیسائیوں کو گمراہ کہا گیا کیونکہ وہ حق کو پہچانتے ہی نہ تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد عیسائیوں نے پوری طرح واقفیت حاصل کرنے کے باوجود انکار کردیا چنانچہ جیسے یہودی اللہ تعالیٰ کے غضب کے حق دار ٹھہرے اسی طرح عیسائی بھی اللہ کے غضب کا شکار ہوئے۔

اگر کوئی اپنی زبان اور اپنے اعضاء سے توحید کا اقرار کرتا ہے لیکن اس توحید نے اس کے دل میں جگہ نہیں بنائی اور اس کے ذہن نے پوری طرح تسلیم نہیں کیا تو ایسا شخص منافق ہوگا، ان کافروں سے زیادہ بدتر ہوگا جو بدتر جو اعلانیہ کافر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾

”منافق لوگ جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یہ آیت اس کے متعلق ہے جو حق پہچاننے کے باوجود حق سے دشمنی رکھتا ہے لیکن یہ شخص اپنے دل سے نہ توحید کو پسند کرتا ہے اور نہ اسلام پر مطمئن ہے۔ البتہ ظاہری طور پر شریعت کا اظہار کرتا ہے تاکہ مسلمانوں اور رسول اللہ کو دھوکہ دے سکے۔

اگر کوئی آدمی پوری طرح توحید کے تقاضوں کو نہیں سمجھتا لیکن لوگوں کی دیکھا دیکھی عمل کرتا ہے اور اسے حقیقی بات کا علم نہیں کہ یہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو ایسے شخص کے لیے واجب ہے کہ اس کی تعلیم حاصل کرے۔ لیکن اگر وہ اسی جہالت پر قائم رہتا ہے اور اپنی اس حالت کو تبدیل نہیں کرتا تو وہ منافق ہے۔

فاضل مؤلف نے اس مسئلے کو بہت زیادہ اہمیت بنا کر پیش کیا ہے کہ اکثر لوگ حق کا انکار صرف اس وجہ سے کرتے ہیں کہ لوگ ان کو ملامت کریں گے، لوگ ان کو مذاق بنائیں گے یا دنیاوی عہدے کے حصول کے لیے وہ حق بات کا انکار کرتے ہیں تو ایسے شخص کے تمام حالات کو دیکھ کر اس پر نفاق وغیرہ کا حکم لگے گا۔ اسی طرح دیکھا جا سکتا ہے کہ خالص مومن کون ہے۔

ولكن عليك بفهم آيتين من كتاب الله:

أولاهما: قوله تعالىٰ: ﴿لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمٰنِكُمْ﴾ [التوبة: ٦٦]، فاذا تحققت أن بعض الصحابة الذين غزوا الروم مع رسول الله ﷺ كفروا بسبب كلمة قالوها علىٰ وجه المزح واللعب تبين لك أن الذي يتكلم بالكفر، أو يعمل به؛ خوفًا من نقص مال، أو جاه، أو مداراة لأحد، أعظم ممن يتكلم بكلمة يمزح بها۔

والآية الثانية: قوله تعالىٰ: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ﴾ [النحل: ١٠٦، ١٠٧]

فلم يعذر الله من هؤلاء الا من أكره مع كون قلبه مطمئنًّا بالايمان، واما غير هذا فقد كفر بعد ايمانه سواء فعله خوفًا أو مداراة، أو مشحة بوطنه أوأهله أو عشيرته أو ماله، أو فعله علٰى وجه المزح أو لغير ذلك من الأغراض الا المكره۔

فالآية تدل علٰى هذا من جهتين۔

الأولى:قوله:﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ﴾ فلم يستثن الله تعالٰى الا المكره، ومعلوم أن الانسان لا يكره على الكلام أو الفعل وأما عقيدة القلب فلا يكره عليها احد۔

والثانية: قوله تعالٰى: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ﴾ [النحل:١٠٧] فصرح أن هذا الكفر والعذاب لم يكن بسبب الاعتقاد أو الجهل، أو البغض للدين، أو محبة الكفر وانما سببه ان له فى ذلك حظًّا من حظوظ الدنيا فآثره علٰى الدين۔

والله سبحانه وتعالٰى أعلم وأعز وأكرم، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم أجمعين۔

لہٰذا ایسی صورت میں قرآن کریم کی دو آیتیں خاص طور پر آپ پیش نظر رکھیں۔ پہلی آیت یہ ہے:

﴿لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ (التوبة: ٦٦)

”بہانے مت بناؤ، تم ایمان لا کر، (ایمان کا دعویٰ کر کے) پھر کافر ہو گئے۔“

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رومیوں سے غزوہ کرنے والے بعض منافقین کو جب اس وجہ سے کافر کہہ دیا گیا کہ انہوں نے ہنسی مذاق کے طور پر اپنی زبان سے ایک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کفریہ بات نکال دی تھی تو پھر سوچیں کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جو کسی کی دلجوئی کے لیے مال ومنصب کے کم ہوجانے کے ڈر سے کفر کی باتیں یا اس پر عمل کرتا ہو؟ اس سلسلہ میں دوسری آیت یہ ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ﴾ (النحل: ۱۰۶-۱۰۷)

''جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے، وہ نہیں جو کفر پر مجبور کیا جائے اوراس کا دل ایمان پر برقرار ہو مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی سے عزیز سمجھا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف اس شخص کو قابلِ معافی بتایا ہے جسے کفر پر مجبور کر دیا گیا ہو، مگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ اس کے علاوہ باقی سارے لوگ کافر ہیں۔ خواہ انہوں نے ڈر کی وجہ سے کفر کا کلمہ اپنی زبان سے نکالا ہو یا کسی کی دلجوئی کے لیے، وطن یا اہل وعیال اور مال ومتاع کی محبت میں کفریہ بات کہی ہو یا مذاق کے طور پر یا کسی اور مقصد کے تحت، بہرحال وہ کافر شمار ہوں گے، جیسا کہ مذکورہ بالا آیت اس مسئلہ پر درج ذیل دو پہلوؤں سے دلالت کرتی ہے:

۱۔ ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ﴾ ''وہ شخص جسے کفر پر مجبور کر دیا گیا ہو'' کے جملے سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف مجبور کیے گئے شخص کو کفر سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ صرف زبان یا عمل پر مجبور کیا جا سکتا ہے دلی اعتقاد پر کوئی بھی شخص کسی کو مجبور نہیں کر سکتا۔

۲۔ مذکورہ آیت کی دلالت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ﴾

(النحل: ۱۰۷)

"یہ اس لیے ہوگا کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کیا۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صراحت فرما دی ہے کہ یہ کفر اور عذاب اعتقاد یا جہالت یا دین سے نفرت یا کفر کی محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ اس کے اندر انہیں دنیا کی لذت نظر آئی جس کو انہوں نے آخرت پر ترجیح دی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ ،

آمین

شرح

فاضل مؤلف رغبت دلاتے ہیں کہ ان دو آیات پر خوب اچھی طرح غور کرنا چاہیے اور بار باران کی تلاوت کرنی چاہیے، ان کے معانی کو سمجھنا چاہیے کہیں انسان ان میں لاشعوری طور پر گرفتار نہ ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ.﴾ (التوبہ: ٦٦)

"اب تم عذر نہ کرو تم نے ایمان قبول کرنے کے بعد کفر کیا ہے۔"

یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے قاری صحابہ کرام کے متعلق بدزبانی کی تھی۔ جب یہ منافقین رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شامل تھے تو اس وقت انہوں نے کفریہ کلمہ کہا، یہ بات ازراہِ مذاح کہی تھی سنجیدگی سے نہیں کہی، اس کے باوجود ان پر یہ سخت فیصلہ کیا گیا۔ ان کے بالمقابل اس شخص کی حالت کیا ہوگی جو انسان سنجیدگی سے کوئی کفریہ کلمہ کہے اور اس کا دل اس پر پوری طرح مطمئن ہو اور اسے خطرہ یہ ہو کہ میرا دنیاوی عہدہ و منصب چھوٹ جائے گا تو یہ بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطرناک جرم کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

چنانچہ ایسے تمام لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کر لیا۔ اگرچہ یہ کام مزاح سے کر رہے ہیں یا سنجیدگی سے کریں، کسی دنیاوی منصب سے محرومی کا خوف ہو یا کسی منصب کی امید ہو۔ لہٰذا ہر وہ انسان جو زبان اور عمل سے اسلام کا اظہار کرتا ہو لیکن اس کے دل میں کفر ہو ایسا شخص منافق ہے، اگرچہ اس کی وجہ کوئی بھی ہو۔

دوسری آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی مضمون بیان کیا ہے کہ ایمان لانے کے بعد اگر کوئی شخص کفر کرے تو ایسے شخص کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ ہاں ایسے شخص کے لیے گنجائش ہو سکتی ہے جس کو اس پر مجبور کیا جائے۔ لیکن اگر کسی کو اختیار ہو چاہے وہ مذاح کی صورت میں کہے، یا وہ کسی مقصد کے حصول کے لیے کہے، یا وطن کے دفاع کے لیے کہے یا کوئی بھی وجہ ہو، وہ شخص کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف اس کفر کا عذر قبول کرتے ہیں جو شخص مجبور کیا جائے اور یہ شرط بھی ہے کہ اس کا دل پوری طرح ایمان پر مطمئن ہو تو ایسا شخص ان شاء اللہ مومن ہوگا، کافروں میں شمار نہ ہوگا۔

مجبوری تو صرف زبان اور اعمال کی صورت میں ہوتی ہے کہ انسان زبان سے کہنے پر اور عمل کرنے پر مجبور ہوتا ہے، لیکن دل کی حالت تبدیل کرنے پر انسان کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دل کے عقیدے کا علم تو صرف اللہ کو ہوتا ہے، مجبوری تو صرف زبانی اقرار و عمل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

اس بات کی وضاحت دوسری طرح بھی کی جا سکتی ہے کہ جب کوئی شخص کفریہ کلمہ اس وقت کہتا ہے کہ جب وہ آخرت کی نسبت دنیا کو پسند کرتا ہو، یہ اس کا کفر ہے۔ دنیا سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کا تعلق دنیا کی زندگی سے ہو، اگرچہ وہ منصب ہے، مال و دولت ہے یا کوئی اور دوسری چیز، جو شخص دنیا اور اس کے اندر کسی بھی چیز کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اور وہ اس عمل سے کفریہ عمل کرتا ہے تو یہ شخص کافر ہے اگرچہ وہ کفر کو پسند کرے یا نہ کرے، کم از کم دنیا کو پسند کرنے کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ کچھ لوگ کفر کو پسند کر کے کافر ہوتے ہیں اور کچھ لوگ مال و دولت، مرتبہ یا حکومت کے حصول کے لیے کفریہ کام کرتے ہیں، اسی طرح کچھ لوگ کسی بادشاہ کے قریبی عہدے کو حاصل کرنے کے لیے کافر ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ تمام مقاصد بہر حال انسان دنیا میں اختیار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلائے اور اس راستے سے ہمارے دلوں کو دور نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ ہی انسان کو صحیح راہ پر چلانے والا اور قائم رکھنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یادداشت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"